# عباراتِ شارح بخاری

تحریر

طارق انور مصباحی

ناشر

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

(انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء)

(سورہ فاطر: آیت ۲۸)

عبارات شارح بخاری کی تشریحات

# عبارات شارح بخاری

تحریر

طارق انور مصباحی

**ناشر**: اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی (توپسیا: کلکتہ)

نام رسالہ: عبارات شارح بخاری

تحریر: طارق انور مصباحی

صفحات: ایک سو اٹھائیس (128)

سال اشاعت: جمادی الآخرہ 1444

جنوری 2023

ناشر: اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی

(توپسیا: کلکتہ)

# فہرست مضامین


| | |
|---|---|
| **مقدمہ** | **7** |
| **باب اول** | **8** |
| تکفیر دیابنہ اور فتاویٰ شارح بخاری | 8 |
| **فصل اول** | **8** |
| فتاویٰ شارح بخاری اور مسئلہ نکاح | 8 |
| **فصل دوم** | **13** |
| فتاویٰ شارح بخاری میں دیوبندیت کی تشریح | 13 |
| **فصل سوم** | **18** |
| کیا فتاویٰ شارح بخاری میں تضاد ہے؟ | 18 |
| **فصل چہارم** | **25** |
| حقیقی دیوبندی اور عرفی دیوبندی کی اصطلاح | 25 |
| **فصل پنجم** | **26** |
| کفر کلامی و کفر فقہی میں کون سی نسبت ہے؟ | 26 |
| کفر کلامی و کفر فقہی میں تساوی کی نسبت نہیں | 26 |
| کفر کلامی و کفر فقہی میں عموم و خصوص کی نسبت نہیں | 28 |
| فتاویٰ شارح بخاری کی عبارت کی تشریح | 29 |
| دو قول کے اعتبار سے کفر کلامی و کفر فقہی کا حکم | 29 |
| **باب دوم** | **31** |
| کفریہ عقائد اور دیوبندی عوام | 31 |

| | |
|---|---|
| **فصل اول** | **32** |
| کیا اکثر دیوبندی کفریات سے ناواقف ہیں؟ | 32 |
| **فصل دوم** | **34** |
| بازاری افواہ، تواتر عرفی اور یقین عرفی مدار حکم نہیں | 34 |
| عرفی تواتر وشہرت اور مجرد حکایت کا اعتبار نہیں | 35 |
| یقین عرفی کا اعتبار نہیں | 36 |
| **فصل سوم** | **37** |
| فرقہ دیوبندیہ کے افراد واشخاص کا حکم | 37 |
| دیوبندیوں کا مکر وفریب | 38 |
| **فصل چہارم** | **39** |
| سنی وہابی میں فرق کا طریقہ اور مشکوک لوگوں کی تفتیش | 39 |
| جھوٹی قسم کا اعتبار نہیں | 42 |
| مشکوک لوگوں کا کیا حکم ہے؟ | 43 |
| **فصل پنجم** | **44** |
| کفریات سے ناواقف ہونے کا معنی | 44 |
| **باب سوم** | **47** |
| تکفیر دہلوی اور مقالات شارح بخاری | 47 |
| **فصل اول** | **47** |
| صحیح تکفیر کلامی سے اختلاف کی گنجائش نہیں | 47 |
| **فصل دوم** | **49** |
| مقالات شارح بخاری میں تکفیر دہلوی کی تشریح | 49 |

| | |
|---|---|
| مقالات شارح بخاری میں الزامی جوابات | 52 |
| **فصل سوم** | **54** |
| کیا مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں؟ | 54 |
| ایک کلام پر کفر کلامی و کفر فقہی کا فتویٰ | 55 |
| تکفیر کلامی کے بعد احتمال نظر آئے تو کیا کرے؟ | 56 |
| دو کلام کے اعتبار سے کفر کلامی و کفر فقہی کا فتویٰ | 58 |
| **باب چہارم** | **60** |
| خلیل بجنوری اور اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کا دعویٰ | 60 |
| تحقیقی جواب اور الزامی جواب | 62 |
| **باب پنجم** | **66** |
| تاویل سے عاجزی اور محتمل کلام | 66 |
| محتمل کلام اور قائل کے مختلف احکام | 69 |
| کیا تاویل کے سبب اشخاص اربعہ کا کفر ختم ہوسکتا ہے؟ | 71 |
| اسماعیل دہلوی کی تکفیر اور تاویل | 74 |
| ابن عبدالوہاب نجدی کی تکفیر فقہی | 77 |
| کافر کلامی کے قول میں تاویل کی اجازت نہیں | 79 |
| **باب ششم** | **82** |
| الزامی جوابات اور مذبذبین کے شبہات | 82 |
| صریح متعین اور جانب مخالف کا امکان محض | 85 |
| احتمالات ثلاثہ اور قطعی کے اقسام | 86 |
| احتمال کا مفہوم | 87 |

| | |
|---|---|
| احتمال قریب واحتمال بعید کی تشریح | 88 |
| احتمال بعید قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں | 89 |
| احتمال بعید اور امکان محض میں فرق | 91 |
| احتمال باطل کی تشریح | 92 |
| احتمال بالدلیل واحتمال بلا دلیل کی مثال | 94 |
| ضروریات دین کی نقیض | 96 |
| یقین کلامی سے احتمال کلامی کی نفی | 98 |
| المعتقد کی عبارت کی تشریح | 100 |
| **باب ہفتم** | **102** |
| کیا دیوبندیوں سے نکاح صحیح ہے؟ | 102 |
| گمرہوں سے نکاح جائز یا ناجائز؟ | 104 |
| کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض سے نکاح کا حکم | 107 |
| فقہی وعملی احکام میں فقہا کے قول پر عمل | 108 |
| گمراہ داخل اسلام ہے یا خارج اسلام؟ | 110 |
| شرعی اصطلاح میں مومن سے کون مراد؟ | 111 |
| **باب ہشتم** | **113** |
| تبلیغی جماعت میں شرکت کا حکم | 113 |
| **باب نہم** | **116** |
| غزالی دوراں علامہ کاظمی اور تکفیر دیابنہ | 116 |
| قلیل اور محدود کا مفہوم | 119 |
| **خاتمہ** | **123** |

# مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وآلک واصحابک یا حبیب اللہ

چند سالوں سے حضور شارح بخاری قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ اور مقالات کی بعض عبارتوں کے غلط مطالب بتا کر امت مسلمہ کو غلط راہ کی طرف لے جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اگر کسی مفتی کے ایک فتویٰ سے کچھ پیچیدگی ہو تو ان کے دیگر فتاویٰ کو دیکھا جائے، تاکہ مفتی کا مقصود و مراد واضح ہو سکے۔ اسی طرح کسی قول کے چند مطالب و مفاہیم ظاہر ہوں تو جو معنی موافق شرع ہو، وہی معنی مراد لیا جائے گا۔ غلط معنی مراد لے کر قائل کو ملزم ٹھہرانا غلط ہے۔

شریعت اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ قائل کے قول کو صحیح مفہوم پر محمول کیا جائے، مثلاً کسی عبارت کا دو مفہوم ظاہر ہو رہا ہو تو جو صحیح مفہوم ہے، وہی مفہوم مراد لیا جائے۔

امام شمس الائمہ سرخسی حنفی نے رقم فرمایا: (**ان الصحة مقصود کل متکلم- فمهما امکن حمل کلامه علٰی وجه صحیح یجب حمله علیه**)

(المبسوط: جلد ہفتم: ص4- المکتبۃ الشاملہ)

ترجمہ: ہر متکلم کا مقصود صحت ہوتی ہے، پس جب تک اس کے کلام کو صحیح مفہوم پر محمول کرنا ممکن ہو تو اس کے کلام کو صحیح مفہوم پر محمول کرنا لازم ہے۔

اگر کسی کلام کے متعدد مفاہیم ظاہر ہوں تو ان میں سے جو مفہوم اسلام کے موافق ہو، اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ جو مفہوم خلاف اسلام ہو، وہ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

طارق انور مصباحی

12: جمادی الآخرہ 1444 مطابق 05: جنوری 2023 = بروز: پنج شنبہ

# باب اول

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## تکفیر دیابنہ اور فتاویٰ شارح بخاری

چندسالوں سے فتاویٰ شارح بخاری کی متعدد عبارتوں کو پیش کر کے غلط مفاہیم ومطالب اخذ کیے جارہے ہیں۔ان شاءاللہ تعالیٰ ان عبارتوں کی موافق شرع تاویل کردی جائے گی۔جن عبارتوں کی تاویل رقم کر چکا،وہ افادۂ عامہ کے واسطے یہاں نقل کردی گئی ہیں۔

## فصل اول

### فتاویٰ شارح بخاری اور مسئلہ نکاح

حالیہ دنوں میں فتاویٰ شارح بخاری (جلد سوم) کے ایک فتویٰ سے غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے،اور لوگوں کو یہ بتایا جارہا ہے عام دیوبندی لڑکی یعنی غیر مرتدہ دیوبندی لڑکی سے نکاح جائز ہے،حالاں کہ سنی عوام بھی جانتے ہیں کہ بدمذہبوں سے شادی بیاہ جائز نہیں۔جو دیوبندی مرتد نہ ہو،وہ گمراہ وبدمذہب ضرور ہے،پھر اس سے نکاح جائز کیسے ہوجائے گا۔

دراصل فتاویٰ شارح بخاری میں ایسی لڑکی کا ذکر ہے،جس کا باپ دیوبندی ہو،یعنی دیوبندی کی بیٹی کا حکم بیان کیا گیا ہے،نہ کہ دیوبندی لڑکی کا۔سوال وجواب درج ذیل ہے:

**مسئولہ:** محمد صغیر احمد متعلم مدرسہ تنویر العلوم غوثیہ بالاکھیریا،گونڈہ (یوپی)۹:صفر ۱۴۱۵ھ

**مسئلہ:** سنی عوام الناس بسبب تزویر وہابیہ ودیابنہ خذلہم اللہ تعالیٰ،مرتدہ گھر میں لاکر بلا تجدید ایمان ونکاح رکھتے ہیں۔بعد چند ایام حالات کے سانچے میں ڈھل کر نیاز،فاتحہ،میلاد شریف،تعظیم وغیرہ کی قائل ہوجاتی ہیں،لیکن بلاتکلف باپ کے گھر آتی جاتی ہیں،نیز اس بات کی مقر ہے کہ جو میرے شوہر کا مذہب ہے،وہی میرا مذہب ہے۔بایں صورت اس

عورت کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا یا بعد موت اس کی نماز جنازہ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

حکم شرعی ارشاد فرمائیں۔

**الجواب:** مرتد یا مرتدہ وہ دیوبندی مرد یا عورت ہے جو گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہو، جن پر علمائے اہل سنت نے ان کی تکفیر کی ہے، لیکن میرا تجربہ ہے کہ عوام الناس تو عوام الناس، بہت سے پڑھے لکھے دیوبندی بھی ان عبارتوں سے واقف نہیں ہوتے، خصوصاً عورتیں تو ناواقف ہوتی ہیں، اس لیے جب تک تحقیق سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ عورت ان کفری عبارتوں پر مطلع ہے، پھر بھی ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو اپنا پیشوا مانتی ہے، یا مسلمان جانتی ہے، اس لیے عام دیوبندی کی لڑکیوں پر مرتدہ کا حکم لگانا درست نہیں۔ اس تفصیل کے مطابق اگر کوئی سنی کسی دیوبندی کی لڑکی سے نکاح کرے تو نکاح صحیح ہے۔ توبہ اور تجدید ایمان کی بھی حاجت نہیں۔

لیکن چوں کہ شادی بیاہ بغیر طرفین کی باہمی رضامندی اور خصوصی اعتماد کے بعد نہیں ہوتا، نیز شادی بیاہ کے تمام رسموں میں دیوبندیوں سے اختلاط، ان کے ساتھ نشست و برخاست، ان کے ساتھ خورونوش لازمی طور پر ہوتا ہے، پھر شادی کے بعد آمد و رفت، خلط وملط باقی رہتا ہے، اس لیے کسی دیوبندی کی لڑکی سے شادی کرنا جائز نہیں کہ جو چیز حرام کی طرف مفضی ہو، وہ بھی حرام ہوتی ہے، اگرچہ اصل میں جائز ہو۔ میرا ظن غالب یہی ہے کہ یہ لڑکی بھی ان کفری عبارتوں سے واقف نہیں ہوگی۔ مزید اطمینان کے لیے تحقیق کر لی جائے، اور اب وہ کہتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے مذہب پر ہوں تو اسے سنی ہی مانا جائے گا، اور نکاح کو صحیح کہا جائے گا۔ ایسی حالت میں اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ شارح بخاری: جلد سوم: ص 287 - دائرۃ البرکات گھوسی)

فضل الٰہی وکرم خداوندی اور فیضان مصطفوی واحسان نبوی سے میں فتویٰ منقولہ بالا کی

ایسی تشریح وتوضیح لایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ (جاء الحق وزہق الباطل) کے جلووں کا نظارہ ہوگا، غلط فہمیاں و بے اعتدالیاں کافور ہو جائیں گی، اور اہل سنت و جماعت کے قلوب واذہان مسرور ومطمئن ہو جائیں گے: فالحمد للہ حمدا وافرا والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وآلہ دائما سرمدا

## منقولہ بالا فتویٰ کی تشریح

سوال میں ہے کہ جو سنی حضرات وہابیوں اور دیوبندیوں کے فریب کے سبب ان کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں، یعنی وہابیہ اور دیابنہ خود کو سنی بتاتے ہیں۔ لاعلمی کے سبب سنی حضرات بھی انہیں سنی سمجھ لیتے ہیں اور ان کی لڑکیوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اب سوال ہے کہ وہ نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں۔ اس پر جواب دیا گیا کہ مرتدہ اسی دیوبندی کی لڑکی کو مانا جائے گا جو لڑکی دیوبندی اکابر کے کفریات پر واقف ہو کر ان کو مسلمان یا اپنا پیشوا مانتی ہو۔

فتویٰ کو بغور پڑھا جائے۔ اس میں دیوبندی لڑکی سے متعلق کلام نہیں ہے، بلکہ دیوبندی شخص کی لڑکی کے بارے میں کلام ہے۔ بہت سے لوگ تبلیغی جماعت کے چند چلے کاٹ کر دیوبندی ہو جاتے ہیں اور گھر کے لوگ فاتحہ و نیاز کراتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے قدیم سنی مذہب پر رہتے ہیں۔ باپ کے دیوبندی ہونے کا یہ مفہوم نہیں کہ بیٹی بھی دیوبندی ہو۔

اب اگر وہ لڑکی حقیقت میں دیوبندی نہیں تھی، تب نکاح میں کوئی حرج نہیں، اور سنی مرد کو ایسی صورت میں توبہ وتجدید ایمان کی ضرورت نہیں، کیوں کہ وہ لڑکی بدمذہب نہیں۔

بالفرض اگر وہ لڑکی دیوبندی ہوتی، اور دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع نہ ہونے کے سبب مرتدہ نہ بھی ہوتی تو بدمذہب اور گمراہ ضرور ہوتی، اور مرتد ومرتدہ سے نکاح بالکل منعقد ہی نہیں ہوتا ہے، اور گمراہ وبدمذہب سے نکاح ناجائز وحرام ہے اور گناہ کا کام ہے، اور ہر گناہ سے توبہ کا حکم ہے، پس ایک معتمد مفتی یہ کیسے کہے گا کہ یہاں پر توبہ کی ضرورت نہیں۔ جاہل مسلمان بھی گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور وہ بھی جانتا ہے کہ گناہ سے توبہ کی جاتی ہے۔

اسی فتویٰ میں بتایا جارہا ہے کہ گرچہ دیوبندی کی لڑکی سے نکاح صحیح ہے، لیکن چوں کہ شادی وبیاہ میں دیوبندیوں سے خلط وملط اوران کے ساتھ نشست وبرخاست، خوردونوش وغیرہ ہوتا ہے، پس یہ نکاح حرام امور تک لے جانے والا ہے، لہٰذا یہ نکاح ناجائز ہے۔

پس اگر وہ لڑکی خود غیر مرتدہ دیوبندی یعنی بدمذہب وگمراہ ہوتی تو اولاً اس کے ساتھ نکاح ناجائز وگناہ ہوتا، اور ثانیاً خود اس لڑکی کے ساتھ خوردونوش، نشست وبرخاست اور خلط وملط بھی ناجائز ہوتا، جیسے کسی سنی کی بیوی گمراہ وبدمذہب ہوجائے تو یہ حکم اس کے حق میں بھی نافذ ہوگا، پس ان تفصیلات سے ظاہر ہوا کہ لڑکی دیوبندی نہ ہو، بلکہ باپ دیوبندی ہو تو اس دیوبندی کی بیٹی سے نکاح اصل کے اعتبار سے جائز ہوگا، اور حرام تک مفضی ہونے کے سبب یہ نکاح ناجائز ہوگا۔ استفتا اور فتویٰ میں کہیں بھی ''دیوبندی لڑکی'' مرقوم نہیں، بلکہ ہر جگہ ''دیوبندی کی لڑکی'' لکھا ہوا ہے، اور اس نکاح کو اصل کے اعتبار سے جائز اور بدمذہبوں سے اختلاط کی طرف منجر ومفضی ہونے کے سبب ناجائز بتایا گیا ہے۔ اگر وہ لڑکی خود ہی گمراہ دیوبندی ہوتی تو اس سے نکاح اصل کے اعتبار سے جائز نہیں ہوتا، بلکہ ناجائز ہوتا۔

استفتا اور فتویٰ دونوں میں ہے کہ شادی کے بعد وہ لڑکی اقرار بھی کرتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے مذہب پر ہوں، پس اس لڑکی کو سنی مانا جائے گا۔ ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ دیوبندی کی بیٹی ہے تو کیا وہ نکاح کے وقت اپنے باپ کے مذہب پر تھی۔ اس سے متعلق فتویٰ میں فرمایا گیا کہ میرا ظن غالب ہے کہ وہ دیوبندیوں کے کفریات پر واقف نہیں ہوگی، یعنی جب وہ اپنے باپ کے مذہب کے کفریات کو جانتی ہی نہیں تو ان کفریات کو ماننے یا کفریات کے قائلین کے کفر کو جان کر ان کو مومن ماننے کی کوئی صورت نہیں، پس اس لڑکی کے کفر کا کوئی سبب نہیں۔

اپنے ظن غالب کے باوجود مفتی موصوف نے اپنے ظن غالب پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ فرمایا کہ اس کی تحقیق کرلی جائے۔ چوں کہ سوال میں بھی دیوبندی لڑکی کا ذکر نہیں، بلکہ

دیو بندی کی لڑکی کا ذکر ہے، اسی اعتبار سے جواب دیا گیا ہے، اور نکاح کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

**اعتراض اول**: اگر وہ لڑکی دیو بندیوں کے کفریات کو نہیں جانتی ہے تو وہ مرتد نہیں ہو گی، لیکن شعار دیو بندیت اختیار کرنے اور معمولات اہل سنت کو ناجائز و بدعت کہنے کے سبب وہ گمراہ و بد مذہب ضرور ہوگی، پھر اس سے نکاح صحیح کیسے ہوگا؟

**جواب**: جو لڑکی خود دیو بندی ہوگی، وہ شعار دیو بندیت کو اپنائے گی۔ یہاں سوال وجواب میں دیو بندی لڑکی کا ذکر نہیں ہے، بلکہ دیو بندی کی لڑکی کا ذکر ہے۔ جب وہ لڑکی دیو بندیوں کے کفریات کو جانتی ہی نہیں تو اس کے مرتدہ ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اگر وہ ان کفریات کو جانتی اور پھر ان کفریات کے قائلین کو مومن مانتی، تب وہ کافر ہوتی۔

جب اس لڑکی کو کچھ معلوم ہی نہیں تو وہ مرتدہ بھی نہیں، اور وہ گمراہ و بد مذہب بھی نہیں ہے، کیوں کہ سوال وجواب میں کہیں بھی اس لڑکی کو دیو بندی نہیں مانا گیا ہے، بلکہ دیو بندی کی بیٹی مانا گیا ہے۔ باپ کے دیو بندی ہونے سے اولاد کا دیو بندی ہونا لازم نہیں آتا۔ برصغیر میں ایک ہی گھر میں کوئی سنی اور کوئی دیو بندی ہوتا ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فتویٰ میں بھی ''عام دیو بندی کی لڑکی'' مرقوم ہے۔ عام دیو بندی سے وہ دیو بندی مراد ہے جس کو خود ہی دیو بندی مذہب کے بارے میں کافی معلومات نہ ہوں، اور اپنے مذہب میں پختہ نہ ہو، ایسا دیو بندی اپنے گھر والوں کو بھی دیو بندی نہیں بنا پاتا ہے، جب کہ پڑھا لکھا دیو بندی اور کٹر دیو بندی اپنے گھر والوں کو بھی دیو بندی بنا دیتا ہے۔

**اعتراض دوم**: استفتا میں دیو بندی و وہابی کی بیٹی کو مرتدہ لکھا گیا ہے؟

**جواب**: سائل نے شخصی تحقیق و تفتیش کے بغیر دیو بندی اور وہابی کی بیٹی کو مرتدہ لکھا ہے۔ جواب میں تنبیہ کی گئی اور بتایا گیا کہ مرتدہ وہ عورت ہوگی، جو اشخاص اربعہ کے کفریات پر مطلع ہو کر ان لوگوں کو مومن مانے، وہ مرتد ہے، ورنہ وہ مرتدہ نہیں۔ فتویٰ میں ایسی لڑکی کو دیو بندی کی بیٹی مان کر کلام ہے۔ خود اس لڑکی کو دیو بندی نہیں مانا گیا ہے، اسی لیے فتویٰ میں

ہر مقام پر ''دیوبندی کی لڑکی'' لکھا گیا ہے۔کہیں بھی دیوبندی لڑکی مرقوم نہیں۔

دیوبندی لڑکی کا حکم جداگانہ ہے۔اگر کوئی دیوبندی مرد یا عورت کافر کلامی ہے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔اگر وہ کافر فقہی ہے تو فقہی اصول کے مطابق اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔اگر وہ گمراہ محض (غیر کافر کلامی وغیر کافر فقہی) ہے تو اس سے نکاح ناجائز وحرام اور گناہ کا کام ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

## فصل دوم

## فتاویٰ شارح بخاری میں دیوبندیت کی تشریح

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رسالہ: ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار میں غیر مقلدین کے چار طبقات بیان فرمائے ہیں۔دو طبقہ کافر کلامی ہیں۔ایک طبقہ کافر فقہی ہے اور ایک طبقہ گمراہ وغیر کافر ہے۔اسی اعتبار سے دیوبندیوں کے چار طبقات ہوں گے۔

فتاویٰ شارح بخاری میں دیوبندیوں سے متعلق ایک فتویٰ درج ہے۔اس کے بعض اقتباسات تشریح طلب ہیں،اس لیے ان عبارتوں کی توضیح رقم کی جاتی ہے۔

پس منظر یہ ہے کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ نے ایک فتویٰ لکھا تھا،جس میں توہین رسالت کے سبب دیوبندیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔اس پر سوال ہوا کہ کیا ہر دیوبندی کافر ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ جو ان کے کفریہ عقائد پر مطلع ہو کر ان کو مومن اور پیشوا مانے،وہ حقیقی دیوبندی ہے،اور کافر و مرتد ہے۔جو ان کے کفریہ عقائد پر مطلع نہ ہو،وہ کافر و مرتد نہیں،وہ حقیقی دیوبندی نہیں۔

یہ بات صحیح ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے بہت سے لوگ ان کے کفریہ عقائد پر مطلع نہیں، لیکن وہ دیوبندی مذہب سے وابستہ ہیں۔ان غیر مطلع اور بے خبر دیوبندیوں میں بعض لوگ کافر فقہی ہیں اور بعض لوگ گمراہ ہیں،کافر فقہی یا کافر کلامی نہیں۔

حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسی زیر بحث فتویٰ میں دوبار وضاحت بھی فرمائی کہ دیوبندی سے ہماری مراد یہی مرتد دیوبندی ہے اور اسی کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ باقی لوگ دیوبندی نہیں۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ باقی لوگ مرتد دیوبندی نہیں، نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ ایسا نہیں کہ باقی لوگ سنی ہیں۔ پس منظر ذہن سے غائب ہونے کے سبب بعض قارئین نے یہ سمجھا کہ جو دیابنہ کے کفریہ عقائد پر مطلع نہیں، وہ سنی ہیں، حالاں کہ مراد یہ ہے کہ وہ مرتد دیوبندی نہیں ہیں۔ زیر بحث فتویٰ کا سوالنامہ مندرجہ ذیل ہے۔ سائل نے لکھا:

''آپ نے فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ تمام دیوبندی خصوصاً نور محمد ٹانڈوی توہین رسالت کرنے کی وجہ سے بلاشبہہ کافر و مرتد ہیں۔ اس کی یا کسی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنی، دعائے مغفرت کرنی بر بنائے مذہب صحیح کفر ہے۔ اب چند امور دریافت طلب ہیں۔

(1) کیا مطلقاً تمام دیوبندی کافر ہیں؟ نیز یہ کہ دیوبندی کسے کہتے ہیں؟

(2) جو حضرات خود کو دیوبندی کہتے ہیں، مگر علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں سے واقف نہیں ہیں، کیا ایسے حضرات کافر و مرتد ہیں؟ اور ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے؟

سوال نامہ اور پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے جواب دیکھیں تو بات واضح ہوگی۔

زیر بحث فتویٰ کے شروع حصہ میں ہے: ''دیوبندی حقیقت میں وہ ہے جو مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی انہیں اپنا امام و پیشوا جانے، یا کم از کم مسلمان ہی جانے، اس لیے کہ ان لوگوں کی ان کفری عبارتوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور شان الوہیت میں کھلی ہوئی گستاخی ہے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم: ص386- دائرۃ البرکات گھوسی)

اس کے بعد اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتیں اور شرعی حکم نقل فرمانے کے بعد رقم فرمایا:

''اسی بنا پر یہ چاروں تو کافر ہیں ہی، ان کے علاوہ جو بھی ان چاروں کے ان مذکورہ بالا کفریات میں سے کسی ایک پر قطعی، یقینی حتمی طور پر مطلع ہو، اور انہیں مسلمان جانے، کافر نہ کہے تو وہ بھی کافر ہے، اور یہی علمائے عرب وعجم، حل وحرم، ہند وسندھ کا متفقہ فیصلہ ہے جو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں بار بار چھپ چکا ہے۔

اب دیوبندی وہ ہے جو ان چاروں کے مذکورہ بالا کفریات پر قطعی، یقینی حتمی طور پر مطلع ہو، پھر بھی ان چاروں کو یا ان چاروں میں سے کسی ایک کو اپنا پیشوا مانے، یا کم از کم اس کو مسلمان جانے، کافر نہ کہے۔

ایسے ہی لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنی یا دعائے مغفرت کرنی بر بنائے مذہب صحیح کفر ہے، اور دیوبندیوں سے میری مراد فتویٰ نمبر ۱۳۵۳: میں ایسا ہی شخص ہے، بلکہ علمائے اہل سنت جب دیوبندی بولتے ہیں تو ان کی مراد دیوبندیوں سے ایسا ہی شخص ہوتا ہے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم: ص388- دائرۃ البرکات گھوسی)

اس اقتباس میں سابقہ فتویٰ (فتویٰ نمبر: ۱۳۵۳) کا ذکر ہے، جس میں یہ رقم کیا گیا تھا کہ دیوبندی کافر ہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ جب سوال ہوا تو آپ نے وضاحت فرمائی کہ دیوبندی سے میری مراد مرتد دیوبندی ہے جو اشخاص اربعہ کے کفریہ عقائد پر مطلع ہو کر ان کو اپنا پیشوا مانے، یا مسلمان جانے۔

ایسے ہی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ اسی طرح جب علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ دیوبندی کافر ہیں تو ایسا ہی دیوبندی مراد ہوتا ہے جو ان کے کفریہ عقائد پر مطلع ہو کر ان کو مومن مانے۔ جو دیوبندی ان کے کفریہ عقائد پر مطلع نہیں، وہ اشخاص اربعہ کی طرح کافر کلامی نہیں، لیکن وہ سنی بھی نہیں، بلکہ حسب شقاوت بعض لوگ کافر فقہی ہوں

گے اور بعض لوگ محض گمراہ۔

منقولہ بالا اقتباس کے بعد والے کلام سے بعض قارئین کو غلط فہمی ہوئی۔ان حضرات نے پس منظر پر غور نہیں کیا۔ بعد والی تحریر مندرجہ ذیل ہے۔

''رہ گئے وہ لوگ جو ان چاروں کے کفریات میں سے کسی ایک پر مطلع نہیں۔انہیں قطعی یقینی اطلاع نہیں۔وہ صرف دیوبندی مولویوں کی ظاہری اسلامی صورت،ان کی نماز، ان کے روزوں کو دیکھ کر انہیں عالم،مولانا جانتے ہیں۔ان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔ معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام جانتے ہیں۔وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں اوران کا یہ حکم نہیں۔اگر چہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں،اور دوسرے لوگ بھی ان کو دیوبندی کہتے ہوں''۔(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم:ص389-دائرۃ البرکات گھوسی)

منقولہ بالا اقتباس میں یہ بتایا گیا کہ جو دیوبندی کفریہ عقائد پر مطلع نہیں،وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں اوراس کا یہ حکم نہیں،یعنی وہ مرتد دیوبندی نہیں اوراس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر نہیں۔یہ مراد نہیں ہے کہ جو کفریہ عقائد پر مطلع نہ ہو،وہ کافر فقہی اور گمراہ بھی نہیں، بلکہ وہ سنی ہے،جیسا کہ بعض قارئین نے سمجھا ہے۔حضرت نے خود ہی اپنی مراد بیان فرمادی ہے کہ اس کے دیوبندی نہ ہونے کا مطلب کیا ہے۔مذکورہ اقتباس کے بعد یہ عبارت ہے۔

''اس لیے ایسا شخص جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہو،لوگ بھی اس کو دیوبندی کہتے ہوں،وہ ان چاروں علمائے دیوبند کو اپنا مقتدا و پیشوا بھی مانتا ہو،حتی کہ اہل سنت کو بدعتی بھی کہتا ہو،مگر ان چاروں کے مذکورہ بالا کفریات پر مطلع نہیں تو وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں۔ اس کا یہ حکم نہیں کہ یہ شخص کافر ہے،یا اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے:واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم ص389-دائرۃ البرکات گھوسی)

حضرت جو فرمارہے ہیں کہ وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں،اس کی وضاحت بھی

فرمارہے ہیں کہ حقیقت میں دیوبندی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص کافر (کافرکلامی) نہیں اوراس کی نماز جنازہ پڑھنی کفرنہیں۔

اب وہ شخص کافرکلامی نہیں تو کافرفقہی ہے یانہیں؟ گمراہ ہے یانہیں؟اس بارے میں یہاں بحث بھی نہیں ہے، نہ ہی سائل نے ایسا سوال کیا تھا۔

سوال کودوبارہ پڑھ لیا جائے۔سوال میں یہی دریافت کیا گیا ہے کہ کون سا دیوبندی کافر (کافرکلامی) ہے اورکس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ جوکفریہ عقائد پر مطلع نہ ہوتو وہ کافر (کافرکلامی) ہے یانہیں؟ جواب میں بھی اتنا ہی بتایا گیا کہ جوکفریہ عقائد پر مطلع ہوکر ان کومومن وپیشوامانے، وہ کافر (کافرکلامی) ہے،اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔

جوکفریہ عقائد پر مطلع نہ ہو،وہ کافر (کافرکلامی) نہیں۔اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر نہیں،گرچہ وہ خودکودیوبندی کہتا ہو،اورمعمولات اہل سنت کوناجائزوحرام کہتا ہو۔

مفہوم یہ ہے کہ معمولات اہل سنت کوناجائز کہنے سے وہ کافرکلامی نہیں ہوسکتا۔کفریہ عقائد سے لاعلمی کی حالت میں خودکودیوبندی کہنے سے وہ کافرکلامی نہیں ہوسکتا۔

اب ایسا شخص کافرفقہی ہے،یانہیں؟ کافرفقہی بھی نہیں تو گمراہ ہے یانہیں؟ اس بارے میں اس فتویٰ میں کوئی وضاحت موجودنہیں،پس جہاں وضاحت موجود ہے،اس طرف رجوع کریں۔

علمائے متاخرین میں امام ابوالحسن اشعری وامام ابومنصور ماتریدی کے عکس جمیل،علم کلام میں غزالی ورازی کے جانشیں،تفتازانی وجرجانی کے مثیل ونظیر امام احمد رضا قادری قدس سرہ القوی نے رسالہ ازالۃ العارنجر الکرائم عن کلاب النار میں تفصیل رقم فرمادی ہے۔

جولوگ خودکودیوبندی کہتے ہیں اورمعمولات اہل سنت کوناجائزیاشرک وبدعت کہتے ہیں،وہ شعاردیوبندیت اختیارکرنے کے سبب گمراہ وبدمذہب ہیں،گرچہ وہ کفریہ عقائد پر

مطلع نہ ہوں، جیسے مسلمان شعار کفر اختیار کرنے پر کافر ہو جاتا ہے، گرچہ وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہو، اور نماز و روزہ کا پابند ہو۔

اسی طرح جو دیوبندی کفریہ عقائد پر مطلع نہ ہوں، ان میں بعض کافر فقہی بھی ہوں گے۔ رسالہ ازالۃ العار میں بیان کردہ چاروں طبقات کی تفصیل پڑھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حقائق ظاہر ہو جائیں گے۔ وہاں غیر مقلد وہابیہ کے چار طبقات کا بیان ہے۔ وہی احکام مقلد وہابیہ پر بھی منطبق ہوں گے، بلکہ دیگر فرق باطلہ مرتدہ پر بھی: واللہ تعالیٰ اعلم

## فصل سوم

## کیا فتاویٰ شارح بخاری میں تضاد ہے؟

**سوال:** فتاویٰ شارح بخاری کے بعض فتاویٰ میں تضاد کا شبہہ ہوتا ہے۔

دو فتویٰ کی ضروری عبارتیں اور سوالات درج ذیل ہیں۔

**فتویٰ اول:**

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خود اپنی زبان سے دو آدمی کے سامنے کہا کہ میں دیوبند کا ماننے والا ہوں۔ جب ان دو آدمی کے سامنے اس سے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں غصہ سے کہہ دیا ہوں، ورنہ میں سنی ہوں، مگر توبہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو انکار کرتا ہے۔ مذکورہ بالا شخص پر شریعت اسلامیہ کیا حکم دیتی ہے؟ شرعی دلائل سے نوازیں۔

الجواب: جس نے یہ کہا کہ میں دیوبند کا ماننے والا ہوں، وہ اگر دیوبندی بھی نہیں تھا تو اس کہنے کی وجہ سے دیوبندی ہو گیا۔ اس کا یہ کہنا کہ میں نے غصہ میں یہ کہا ہے، اس کو دیوبندی ہونے سے بچائے گا نہیں۔ یہ اس کا جھوٹا بہانہ ہے، پھر جب یہ اس کفری قول سے توبہ کرنے سے انکار کرتا ہے تو یہ بھی دلیل ہے کہ واقعی وہ دیوبندی ہے۔ اگر وہ سنی ہوتا تو

ضرور توبہ کر لیتا''۔(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم:ص 377-378-دائرۃ البرکات گھوسی)

**فتویٰ دوم:**

''رہ گئے وہ لوگ جو ان چاروں کے کفریات میں سے کسی ایک پر مطلع نہیں۔انہیں قطعی یقینی اطلاع نہیں۔وہ صرف دیوبندی مولویوں کی ظاہری اسلامی صورت،ان کی نماز، ان کے روزوں کو دیکھ کر انہیں عالم،مولانا جانتے ہیں۔ان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔ معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام جانتے ہیں۔وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں اوران کا یہ حکم نہیں۔اگر چہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں،اور دوسرے لوگ بھی ان کو دیوبندی کہتے ہوں''۔(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم:ص389-دائرۃ البرکات گھوسی)

''اس لیے ایسا شخص جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہو،لوگ بھی اس کو دیوبندی کہتے ہوں،وہ ان چاروں علمائے دیوبند کو اپنا مقتدا و پیشوا بھی مانتا ہو،حتی کہ اہل سنت کو بدعتی بھی کہتا ہو،مگر ان چاروں کے مذکورہ بالا کفریات پر مطلع نہیں تو وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں۔ اس کا یہ حکم نہیں کہ یہ شخص کافر ہے،یا اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے:واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم ص389-دائرۃ البرکات گھوسی)

**سوالات:**

**سوال اول:** فتویٰ اول میں ہے کہ جو کہے کہ میں دیوبند کا ماننے والا ہوں،وہ اگر دیوبندی نہیں تھا تو بھی اس کہنے کی وجہ سے دیوبندی ہو گیا۔وہ عذر بھی پیش کیا کہ میں نے غصہ میں ایسا کہہ دیا ہے،اور اقرار بھی کرتا ہے کہ میں سنی ہوں،پھر بھی اس کو دیوبندی قرار دیا گیا۔محض اتنا کہنے کو کفری قول قرار دیا گیا کہ میں دیوبندی ہوں۔

فتویٰ دوم کے دو اقتباس نقل کیے گئے ہیں۔ان میں ہے کہ کوئی شخص اپنے دیوبندی ہونے کا اقرار کرتا ہے،دیوبندیوں کے ساتھ رہتا ہے،ان کے مولویوں کو اپنا پیشوا بھی مانتا

ہے، معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام بھی کہتا ہے۔اہل سنت کو بدعتی بھی کہتا ہے، پھر بھی وہ دیوبندی نہیں۔اس سے بڑا تضاد کیا ہوسکتا ہے؟

**سوال دوم:** فتویٰ اول میں محض خود کو دیوبندی کہنا کفری قول ہوگیا، جب کہ وہ اپنے سنی ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے اور عذر پیش کرتا ہے کہ ہم نے غصہ میں ایسا کہہ دیا، اور فتویٰ دوم میں ہے کہ جو سنیوں کو بدعتی، معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام کہتا ہو، دیوبندیوں کے ساتھ رہتا ہو، دیوبندی مولویوں کو اپنا پیشوا مانتا ہو، لوگ اس کو دیوبندی بھی سمجھتے ہوں، پھر بھی وہ کافر نہیں، اور فتویٰ اول میں ملزم کے قول کو کفری قول بتادیا گیا، جب کہ وہ دیوبندی ہونے کا منکر بھی ہے؟ خود کو وہ سنی بتارہا ہے، گرچہ کبھی اس نے دیوبندیت کا اقرار کیا تھا۔کیا یہ تضاد نہیں؟

**سوال سوم:** فتویٰ اول میں اقرار دیوبندیت مع اقرار سنیت پر حکم دیوبندیت ہے، اور فتویٰ دوم میں اقرار دیوبندیت بلا اقرار سنیت پر بھی دیوبندیت کی نفی ہے۔اس سے بڑا تضاد کیا ہوسکتا ہے؟

**سوال چہارم:** جب ہر دیوبندی کافر نہیں ہے تو مفتیان کرام یہ کیوں لکھتے ہیں کہ دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے اور نماز جنازہ پڑھنے والے پر توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہے؟

## جوابات:

ہر جواب سے قبل سوال کو نقل کردیا گیا ہے، تاکہ قارئین کو جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔

### سوال اول:

فتویٰ اول میں ہے کہ جو کہے کہ میں دیوبند کا ماننے والا ہوں، وہ اگر دیوبندی نہیں تھا تو بھی اس کہنے کی وجہ سے دیوبندی ہوگیا۔وہ عذر بھی پیش کیا کہ میں نے غصہ میں ایسا کہہ دیا

ہے،اوراقرار بھی کرتا ہے کہ میں سنی ہوں، پھر بھی اس کو دیو بندی قرار دیا گیا۔محض اتنا کہنے کو کفری قول قرار دیا گیا کہ میں دیو بندی ہوں۔

فتویٰ دوم کے دو اقتباس نقل کیے گئے ہیں۔ان میں ہے کہ کوئی شخص اپنے دیو بندی ہونے کا اقرار کرتا ہے، دیو بندیوں کے ساتھ رہتا ہے، ان کے مولویوں کو اپنا پیشوا بھی مانتا ہے، معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام بھی کہتا ہے۔اہل سنت کو بدعتی بھی کہتا ہے، پھر بھی وہ دیو بندی نہیں۔اس سے بڑا تضاد کیا ہوسکتا ہے؟

**جواب:** فتویٰ دوم میں مرتد دیو بندی (کافر کلامی دیو بندی) کی بحث ہے کہ جو دیو بندی، دیو بندیوں کے کفریہ عقائد پر مطلع نہ ہو، وہ کافر کلامی نہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر نہیں۔حقیقت میں دیو بندی نہ ہونے کا یہی مفہوم شارح بخاری نے بیان فرمایا:

''مگر ان چاروں کے مذکورہ بالا کفریات پر مطلع نہیں تو وہ حقیقت میں دیو بندی نہیں۔اس کا یہ حکم نہیں کہ یہ شخص کافر ہے، یا اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم ص389 - دائرۃ البرکات گھوسی)

اب وہ کافر کلامی نہیں تو کافر فقہی ہے یا نہیں؟ گمراہ ہے یا نہیں؟ فتویٰ دوم میں اس کی بحث نہیں۔عہد حاضر میں معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام کہنا شعار وہابیت وعلامت دیو بندیت ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ کسی مذہب کے شعار کو اپنانے کے سبب مرتکب کا شمار اسی جماعت میں ہوگا۔اس طرح سے وہ تمام دیو بندی جو دیابنہ کے کفریہ عقائد پر مطلع نہ بھی ہوں تو بھی وہ گمراہ شمار کیے جائیں گے، اور اسی جماعت کے افراد میں ان کا شمار ہوگا، گرچہ وہ کافر کلامی نہ ہوں۔

سوال اول میں مذکور شخص بھی اپنے اقرار کے سبب دیو بندی جماعت میں شمار کیا جائے گا۔محض اس اقرار کے سبب کفر کلامی کا حکم عائد نہیں ہوگا، لیکن کفر فقہی کا حکم ہوگا۔اس

کی تفصیلی بحث ہمارے رسالہ: ''فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام'' (باب اول) میں ہے۔

سوال دوم:

فتویٰ اول میں محض خود کو دیوبندی کہنا کفری قول ہوگیا، جب کہ وہ اپنے سنی ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے اور عذر پیش کرتا ہے کہ ہم نے غصہ میں ایسا کہہ دیا، اور فتویٰ دوم میں ہے کہ جو سنیوں کو بدعتی، معمولات اہل سنت کو بدعت وحرام کہتا ہو، دیوبندیوں کے ساتھ رہتا ہو، دیوبندی مولویوں کو اپنا پیشوا مانتا ہو، لوگ اس کو دیوبندی بھی سمجھتے ہوں، پھر بھی وہ کافر نہیں، اور فتویٰ اول میں ملزم کے قول کو کفری قول بتادیا گیا، جب کہ وہ دیوبندی ہونے کا منکر بھی ہے؟ خود کو وہ سنی بتارہا ہے، گرچہ کبھی اس نے دیوبندیت کا اقرار کیا تھا۔

**جواب: اقرار کی تین صورتیں ہیں:**

(1) اپنے لیے کافر جماعت میں ہونے کا اقرار کرنے پر کفر کا حکم عائد ہوتا ہے۔

(2) اپنے لیے گمراہ جماعت میں ہونے کا اقرار کرنے پر گمرہی کا حکم عائد ہوتا ہے۔

(3) اپنے لیے مرتد جماعت میں ہونے کا اقرار کرنے پر کفر کا حکم ہونا چاہئے، لیکن محض اس اقرار کے سبب اس پر حکم کفر عائد نہیں کیا جاتا ہے۔

صورت اول میں کفر کا حکم عائد ہوتا ہے۔ صورت دوم میں ضلالت کا حکم عائد ہوتا ہے اور صورت سوم میں بھی احتمال کے سبب حکم کفر عائد نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کو گمراہ قرار دیا جاتا ہے، اور کفر وعدم کفر کا فیصلہ اس کے اعتقادات کی تفتیش کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔

صورت اول:

چوں کہ کافر جماعتیں اسلام سے بالکل الگ ہیں۔ ہر عالم وجاہل کو معلوم ہے کہ ان جماعتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، پس جس نے مجوسی ہونے کا اقرار کیا، اس نے اسلام سے جدا ہونے اور ترک اسلام کا اقرار کیا۔ ترک اسلام کا عزم ہی کفر ہے۔ اقرار اس سے

سخت تر ہے۔اگر چہ لہو ولعب کے طور پر اقرار کرے۔ایک سوال وجواب درج ذیل ہے۔

**مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید معاذ اللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں گا، نام ایک فرقہ کا لیا۔آیا وہ انہیں میں سے ہوگا یا نہیں؟

یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہو جاؤں، یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کا جی چاہتا ہے۔یہ قول کیسا ہے؟ اگر چہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے: بینوا توجروا

**الجواب:** جس نے جس فرقہ کا نام لیا، اس فرقہ کا ہو گیا۔مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے: واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم ص102 - رضا اکیڈمی ممبئی)

**صورت دوم وسوم:**

گمراہ جماعت میں ہونے کا اقرار کیا تو گمراہ ہے اور مرتد جماعت میں ہونے کا اقرار کیا تو بھی گمراہ قرار دیا جائے گا۔یہاں شبہہ ہے کہ وہ مرتد جماعت کے کفری عقائد سے آشنا نہ ہو، اور چوں کہ مرتد جماعتیں بھی خود کو مسلم جماعت کہتی ہیں تو ممکن ہے کہ عام مسلمان ایک مسلم جماعت سمجھ کر اس مرتد جماعت میں شریک ہو جائے۔اسی قسم کے شبہات ،اور احتمال کے سبب مرتکب پر کفر کا حکم عائد نہیں ہوتا۔

ہاں، یہ صحیح ہے کہ جو اس مرتد جماعت کے عقائد کفریہ سے واقف ہو کر خود کو اس جماعت سے بتائے ،اس پر حکم کفر عائد ہوگا۔احتمال کے سبب ناواقف سے حکم کفر مسلوب ہوگا۔

اسی طرح شعار کفر، شعار اہل ضلالت وشعار مرتدین کا حکم ہے کہ شعار کفر اختیار کرنا کفر ہے اور شعار اہل ضلالت اختیار کرنا ضلالت اور شعار اہل ارتداد اختیار کرنا بھی ضلالت ہے۔شعار مرتدین اختیار کرنے پر ارتداد کا حکم نہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے۔یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو، بدعت اور کفّار کے ساتھ

معاذ اللہ کفر۔حدیث: (من تشبہ بقوم فہو منھم) حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد نہم، جز اول، ص90- رضا اکیڈمی ممبئی)

مذکورہ بالا عبارت میں مبتدع سے گمراہ و مرتد دونوں مراد ہیں۔

سوال سوم:

فتویٰ اول میں اقرار دیوبندیت مع اقرار سنیت پر حکم دیوبندیت ہے، اور فتویٰ دوم میں اقرار دیوبندیت بلا اقرار سنیت پر بھی دیوبندیت کی نفی ہے۔اس سے بڑا تضاد کیا ہوسکتا ہے؟

**جواب:** فتویٰ دوم میں دیوبندیت کے اقرار کے باوجود دیوبندیت کی نفی نہیں ہے، بلکہ اس کے کفر وارتداد کی نفی ہے کہ وہ کافر کلامی نہیں۔شارح بخاری نے خود ہی فتویٰ دوم کے اخیر میں وضاحت کردی ہے کہ حقیقت میں دیوبندی نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟

''مگر ان چاروں کے مذکورہ بالا کفریات پر مطلع نہیں تو وہ حقیقت میں دیوبندی نہیں۔ اس کا یہ حکم نہیں کہ یہ شخص کافر ہے، یا اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم: ص389- دائرۃ البرکات گھوسی)

فتویٰ اول میں اقرار سنیت کا لحاظ اس لیے نہیں کیا گیا کہ اس نے توبہ سے انکار کردیا، پس یہی سمجھا جائے گا کہ وہ دیوبندی ہے، ورنہ اقرار دیوبندیت سے ضرور توبہ کرتا۔

فتویٰ اول میں اقرار دیوبندیت کے سبب اس کو دیوبندی جماعت کا فرد ضرور شمار کیا گیا، لیکن محض اس اقرار کے سبب اس کو مرتد شمار نہیں کیا گیا ہے۔

درحقیقت فتویٰ نویسی میں سائل کے سوال کا لحاظ ہوتا ہے، اور اسی اعتبار سے جواب دیا جاتا ہے، اس لیے کسی فتویٰ کو سمجھنے کے لیے سوال اور اس کے پس منظر کا لحاظ ضروری ہے۔

سوال چہارم:

جب ہر دیوبندی کافر نہیں ہے تو مفتیان کرام یہ کیوں لکھتے ہیں کہ دیوبندی کی نماز جنازہ

پڑھنی کفر ہے اور نماز جنازہ پڑھنے والے پر توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہے؟

**جواب:** چوں کہ فرقہ دیوبندیہ مرتد جماعت ہے، اس لیے جماعتی حکم وعمومی حکم کے بیان کے وقت یہی کہا جائے گا کہ دیوبندی کافر ومرتد ہے۔ مومن سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ نماز جنازہ پڑھنے والے پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہے۔

یہ شخصی حکم نہیں ہوتا ہے کہ خاص فلاں شخص کافر ومرتد تھا، اس لیے اس خاص شخص کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا یہ حکم ہے، بلکہ جماعتی اور عمومی حکم کا بیان ہوتا ہے۔

جواب میں مفتیان کرام توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم دیتے ہیں۔ بالفرض اگر شخص متوفی کافر کلامی نہیں تھا، بلکہ کافر فقہی تھا تو بھی مومن کامل سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھنے پر توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہوگا۔

اگر وہ محض گمراہ تھا، یعنی کافر کلامی یا کافر فقہی نہیں تھا تو بھی توبہ کا حکم ہوگا، کیوں کہ گمراہ کی نماز جنازہ پڑھنا بھی مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ یہاں تجدید ایمان وتجدید نکاح کا وجوبی حکم نہیں، لیکن احتیاطی طور پر تجدید ایمان وتجدید نکاح ممنوع نہیں، بلکہ بہتر ہے کہ کبھی انجانے میں کوئی غلط بات صادر ہوگئی ہو تو اس کا معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

## فصل چہارم

## حقیقی دیوبندی اور عرفی دیوبندی کی اصطلاح

**سوال:** فتاویٰ شارح بخاری (جلد دوم: ص389 - دائرۃ البرکات گھوسی) میں ہے کہ جو دیوبندی کافر نہیں، وہ عرفی دیوبندی ہے اور جو کافر ہے، وہ حقیقی دیوبندی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رسالہ: ازالۃ العار میں غیر کافر وہابیوں کو بھی وہابی تسلیم کیا ہے، ان کو عرفی وہابی نہیں کہا گیا، بلکہ ان کو فرقہ وہابیہ کے افراد میں شمار کیا گیا ہے۔ کیا غیر کافر وہابیہ، دو غیر کافر یا بنہ کو عرفی وہابی وعرفی دیوبندی کہنا صحیح ہے؟

**جواب**:عوام مسلمین کو سمجھانے کے واسطے حقیقی دیوبندی اور عرفی دیوبندی کہا جاتا ہے، لیکن جس دیوبندی پر جو شرعی حکم وارد ہوتا ہے، اس کو ضرور بیان کیا جاتا ہے کہ مرتد دیوبندیوں کا حکم یہ ہے اور غیر مرتد دیوبندیوں کا حکم یہ ہے۔صحیح شرعی حکم بیان کیا جائے تو غیر مرتد دیوبندیوں کو عرفی دیوبندی کہنے میں کوئی حرج نہیں:(**لا مناقشة فی الاصطلاح**)

حدیث شریف میں ہے:(**امرنا ان نکلم الناس علٰی قدر عقولھم**)

(**الدیلمی:عن ابن عباس**)( کنزالعمال: جلد دہم:ص439-مکتبہ شاملہ )

ترجمہ:ہمیں حکم دیا گیا کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کہیں۔

## فصل پنجم

## کفر کلامی و کفر فقہی میں کون سی نسبت؟

کفر فقہی اور کفر کلامی میں کون سی نسبت ہے،اس کی وضاحت مرقومہ ذیل ہے۔

### کفر کلامی و کفر فقہی میں تساوی کی نسبت نہیں

**سوال**: کیا کفر کلامی و کفر فقہی میں تساوی کی نسبت ہے؟

**جواب**:نہیں۔کفر کلامی و کفر فقہی میں تباین کی نسبت ہے۔جس طرح کلمہ کی تین قسمیں ہیں:اسم،فعل،حرف۔ان تینوں قسموں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔

اسی طرح ہر مقسم کی قسموں کے درمیان تباین کی نسبت ہوتی ہے۔تمام قسیم ایک دوسرے کے مباین ہوتے ہیں۔کفر کی دو قسمیں ہیں۔کفر فقہی اور کفر کلامی۔کفر کلامی یہ ہے کہ ضروری دینی کا انکار ایسا ہو کہ عدم انکار کا احتمال بعید بھی نہ ہو،یعنی انکار قطعی بالمعنی الاخص ہو۔کفر فقہی یہ ہے کہ ضروری دینی کا انکار ایسا ہو کہ اس میں عدم انکار کا احتمال ہو۔

کفر فقہی کی دو قسمیں ہیں:(۱) کفر فقہی قطعی (۲) کفر فقہی ظنی

کفر فقہی کی قسم اول: کفر فقہی قطعی: یہ ضروری دینی کا ایسا انکار ہے کہ وہاں عدم انکار کا احتمال بعید ہو، جیسے کسی ضروری دینی کا مفسر طور پر انکار نہ ہو یعنی انکار صریح متعین نہ ہو، بلکہ انکار نص کے طریقے پر ہو، یعنی انکار صریح متبین ہو۔ یہ کفر فقہی، قطعی بالمعنی الاعم ہے۔ یہ فقہا کے یہاں کفر قطعی، اور کفر التزامی ہے۔

متکلمین اس کو بھی کفر لزومی کے حکم میں شمار کرتے ہیں، کیوں کہ یہاں عدم انکار کا احتمال بعید ہے، لیکن احتمال بعید پر کوئی دلیل نہیں ہوتی ہے۔ اس کا نام ہی احتمال بلا دلیل ہے۔ عدم دلیل کے سبب متکلمین اس کے مرتکب کو گمراہ یعنی سخت گمراہ قرار دیتے ہیں۔ اس درجہ والے کو فقہا کافر فقہی کہتے ہیں۔ یہ لفظی فرق ہے، اور تعبیر و اصطلاح کا اختلاف ہے۔

کفر فقہی کی قسم دوم: کفر فقہی لزومی ظنی: ضروری دینی کا ایسا انکار کہ جس میں عدم انکار کا احتمال قریب ہو۔ یہ کفر ظنی ہے۔ فقہا اس صورت میں عام طور پر قائل کو کافر نہیں کہتے، لیکن کلام کو کفریہ قرار دیتے ہیں، اور توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا بھی حکم دیتے ہیں۔

اگر کفر فقہی اور کفر کلامی میں تساوی کی نسبت ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر کلامی میں عدم انکار کا احتمال قریب و احتمال بعید موجود نہ ہو، اور عدم انکار کا احتمال قریب و احتمال بعید موجود بھی ہو، کیوں کہ کفر فقہی کی ایک قسم میں احتمال قریب اور ایک قسم میں احتمال بعید ہوتا ہے۔

کفر فقہی و کفر کلامی کے اجتماع سے لازم آئے گا کہ ایک ہی کلام میں عدم انکار کا احتمال قریب و بعید نہ ہو، اور پھر اسی کلام میں عدم انکار کا احتمال قریب یا احتمال بعید ہو۔ یہ محال ہے، کیوں کہ یہ اجتماع متضادین کی شکل ہے۔

ہاں، یہ ممکن ہے کہ جس پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوا ہو، اس کا دو کفریہ کلام ہو۔ ایک میں کفر فقہی پایا جاتا ہو، اور دوسرے کلام میں کفر کلامی پایا جاتا ہو تو وہ اپنے ایک کلام کے اعتبار سے کافر فقہی ہوگا، اور دوسرے کلام کے اعتبار سے کافر کلامی ہوگا۔

دراصل مرتد یعنی کافر کلامی جماعتوں کے عقائد میں متعدد امور کفریات کلامیہ بھی

ہیں اور بہت سے امور کفریات فقہیہ بھی ہیں، اسی لیے وہاں بعض اعتبار سے کفر فقہی ثابت ہوتا ہے، اور بعض اعتبار سے کفر کلامی ثابت ہوتا ہے۔

## کفر کلامی و کفر فقہی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت نہیں

**سوال:** اگر یہ کہا جائے کہ کفر فقہی عام ہے، اور کفر کلامی خاص ہے تو یہ صحیح ہے؟

**جواب:** کفر فقہی میں احتمال ہوتا ہے یعنی اس کے مفہوم میں جانب مخالف یعنی ضروری دینی کے عدم انکار کا احتمال معتبر ہے۔ خواہ احتمال قریب ہو، یا احتمال بعید۔

کفر کلامی کے مفہوم میں جانب مخالف یعنی ضروری دینی کے عدم انکار کے احتمال کا عدم معتبر ہے، لہٰذا احتمال وعدم احتمال کا اجتماع ہو نہیں سکتا تو یہاں مادۂ اجتماع پایا نہیں جائے گا، پس عموم خصوص مطلق کی نسبت نہیں پائی جائے گی۔ حیوان عام ہے اور انسان خاص ہے تو ان دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی ہر انسان حیوان ہے۔ یہ مادۂ اجتماع ہے، لیکن ہر حیوان انسان نہیں۔ یہ مادۂ افتراق ہے۔

اگر حیوان کے مفہوم میں عدم ناطقیت معتبر ہو جائے تو کوئی انسان ہرگز حیوان نہیں ہو گا، کیوں کہ حیوان کے مفہوم میں عدم ناطقیت معتبر ہے، اور ہر انسان ناطق ہے تو مادۂ اجتماع متحقق نہیں ہوگا، پھر عموم وخصوص مطلق کی نسبت کہاں سے ہوگی؟

اسی طرح جب کفر کلامی کے مفہوم میں عدم احتمال معتبر ہے، اور کفر فقہی کے مفہوم میں احتمال معتبر ہے تو دونوں کے درمیان مادۂ اجتماع متحقق نہیں ہوگا، پس دونوں کے درمیان صرف مادۂ افتراق متحقق ہوگا، اور جن دو امور میں صرف مادۂ افتراق متحقق ہو، وہ دونوں متباین ہوتے ہیں، نہ کہ عام وخاص مطلق۔

کفر کلامی اور کفر مطلق یعنی جو کفر مقسم ہے۔ ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ اسی طرح کفر فقہی اور کفر مطلق کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی

نسبت ہے۔ایک مقسم کی قسموں کے درمیان تباین کی نسبت ہوتی ہے۔

## فتاویٰ شارح بخاری کی عبارت کی تشریح

**سوال:** بعض علما نے فرمایا کہ کفر کلامی و کفر فقہی کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔فتاویٰ شارح بخاری میں ہے: ''کفر فقہی اور کفر کلامی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر کفر کلامی، کفر فقہی ہے، مگر ہر کفر فقہی، کفر کلامی ہونا ضروری نہیں''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم: ص228- دائرۃ البرکات گھوسی)

**جواب:** دونوں کفر کے حکم کے مدنظر ایسا فرمایا گیا ہے۔

کفر فقہی کا حکم ہے: توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح۔

کفر کلامی کا حکم ہے: توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح۔

ان احکام کے ساتھ کفر کلامی کا یہ بھی حکم ہے: اسلام سے خروج کامل۔اعمال سابقہ کا بطلان۔نکاح کا بالکل فسخ ہو جانا۔توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کے جو احکام کفر فقہی کے ہیں، وہ تمام احکام کفر کلامی میں بھی ثابت ہیں اور کفر کلامی کے مزید اضافی احکام ہیں، جیسے حیوان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کا نام ہے اور انسان جسم نامی حساس متحرک بالارادہ ناطق کا نام ہے۔انسان میں ایک قید کا اضافہ ہے تو یہ خاص ہے، اور حیوان میں وہ قید نہیں تو وہ عام ہے۔اسی طرز پر کفر کلامی اور کفر فقہی کے احکام کے مدنظر کفر فقہی کو عام اور کفر کلامی کو خاص کہا گیا۔کفر فقہی کے تمام احکام کفر کلامی کے لیے ثابت ہیں۔مزید اضافی احکام کفر کلامی کے لیے ثابت ہیں، ورنہ ماہیت کے اعتبار سے کفر کلامی و کفر فقہی میں تقابل تضاد ہے۔کفر کلامی کفر متعین فی الکفر ہے۔کفر فقہی کفر محتمل فی الکفر ہے۔

## دو قول کے اعتبار سے کفر کلامی و کفر فقہی کا حکم

**سوال:** اگر ایک ہی آدمی بعض اعتبار سے کافر فقہی ہو، اور بعض اعتبار سے کافر کلامی

ہوتو اس کو کافر فقہی مانا جائے گا، یا کافر کلامی؟ کس اعتبار سے اس کے ساتھ سلوک کیا جائے؟

**جواب**: قطعیات میں دلیل قوی کے اعتبار سے فیصلہ ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے حیثیت کا تعین ہوتا ہے۔ کفر کلامی، کفر قوی ہے تو ملزم کو کافر کلامی مانا جائے گا، اور کافر کلامی کے جو شرعی احکام ہیں، وہی احکام نافذ ہوں گے، مثلاً اس کی اقتدا میں نماز پڑھنے والا کافر مانا جائے گا۔ اس سے نکاح باطل ہوگا۔ اس سے نکاح کے بعد قربت زنائے خالص۔ اس کی بیوی نکاح سے بالکل نکل جائے گی۔ اس کے اعمال سابقہ برباد ہو گئے، وغیرہ۔

چوں کہ کفر فقہی کا بھی وہ مجرم ہے تو اس جرم کا مجرم بھی اسے مانا جائے گا، جیسے کوئی قاتل بھی ہو، اور چور بھی، جھوٹا بھی، فریب باز بھی، تو ان تمام جرائم کا مجرم اس کو سمجھا جائے گا۔

اسی طرح کافر کلامی، کفر فقہی اور فسق و فجور کا بھی مرتکب ہو تو کفر کلامی کے سبب وہ دین اسلام سے خارج ہوگا، اور دیگر جرائم کا مجرم بھی مانا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب دوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## کفریہ عقائد اور دیوبندی عوام

مرتد جماعتوں کے افراد کے چار طبقات ممکن ہیں: پہلا اور دوسرا طبقہ کافر کلامی ہوگا۔ تیسرا طبقہ کافر فقہی اور چوتھا طبقہ گمراہ محض ہوگا۔ ان طبقات اربعہ کی تفصیل امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رسالہ: ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار کے ابتدائی صفحات میں رقم فرمائی ہے۔ عبارتوں کی توضیح وتشریح ہمارے رسالہ: فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام میں ہے۔

کافر کلامی وہی دیوبندی ہوگا جو فرقہ دیوبندیہ کے کفریات کلامیہ کو مانتا ہو، یا فرقہ دیوبندیہ کے کفار کلامی (اشخاص اربعہ وغیرہم) کے کفریات کلامیہ اور ان کے حکم کفر سے آگاہ ہوکر بھی ان کو مومن مانتا ہو۔ جو دیوبندی کفریات کلامیہ کو نہ مانتا ہو، اور کفار کلامی کو بھی کافر مانتا ہو، وہ کافر کلامی نہیں۔ اسی طرح جو دیوبندی کفریات کلامیہ سے ناواقف ہو، اور اس کو کفار کلامی (اشخاص اربعہ وغیرہم) کے کفر کا علم ہی نہ ہو، وہ بھی کافر کلامی نہیں۔

حضور شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''آج کل کے دیوبندی، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، انبیٹھی صاحب، تھانوی صاحب کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں۔ آدمی اسی کو اپنا پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے، اس لیے جو لوگ ان دیوبندی بزرگوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں، وہ یقیناً بلاشبہہ ان کے ہم عقیدہ ہیں، جس کی وجہ سے یہ بھی گستاخ رسول ہوئے، اور ان کا حکم بھی وہی ہوا جو ان کے بزرگوں کا ہے۔ ہاں جو لوگ ان کفری عبارتوں پر مطلع نہیں۔ سنی دیوبندی اختلاف صرف نیاز، فاتحہ، میلاد، قیام وغیرہ تک محدود جانتے ہیں، وہ کافر نہیں،

لیکن چوں کہ ہر دیوبندی، سنی مسلمان کو بدعتی گمراہ سمجھتا ہے، اس لیے اہل سنت سے خارج ضرور ہے''۔(فتاویٰ شارح بخاری: جلد سوم: ص159 - دائرۃ البرکات گھوسی)

''ہر دیوبندی خواہ وہ جاہل ہو، یا مولوی، کم از کم گمراہ، بددین، اہل سنت سے خارج ضرور ہے۔ ہر دیوبندی سنیوں کو گمراہ نہ جانتا، حق پر جانتا تو دیوبندی کیوں رہتا''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد سوم: ص232 - دائرۃ البرکات گھوسی)

جو دیوبندی کافر کلامی نہ ہو، اس کو علمائے اہل سنت متکلمین کے اصول کے مطابق گمراہ کہتے ہیں۔ اس میں دو قسم کے افراد شامل ہوں گے۔ بہت سے کافر فقہی ہوں گے، اور کچھ لوگ گمراہ محض ہو سکتے ہیں۔ تفصیلی بحث ''فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام'' میں مرقوم ہے۔

# فصل اول

## کیا اکثر دیوبندی کفریات سے ناواقف ہیں؟

حضور شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''اسی طرح سارے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں، اس لیے سب کا عقیدہ وہی ہوا جو تھانوی کا تھا۔ ہاں، ایسے بہت سے غیر مقلد اور دیوبندی ہیں اور غالباً عوام کی اکثریت ہی ایسی ہے جو اپنے پیشواؤں کی کفری عبارتوں سے واقف نہیں۔ صرف پارٹی بندی یا دنیاوی منفعت کے لالچ میں یا باپ دادا کی عصبیت کی بنا پر دیوبندی یا غیر مقلد ہیں کہ باپ دادا دیوبندی تھے تو وہ بھی دیوبندی، باپ دادا غیر مقلد تھے تو یہ بھی غیر مقلد۔ ایسے لوگ جو وہابی پیشواؤں کی ان عبارتوں اور عقیدوں سے واقف نہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یا کفر ہے، ان کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہیں۔

کفر کا فتویٰ صرف ان لوگوں پر ہے جو وہابی بزرگوں کی ان عبارتوں سے واقف ہیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے یا کفر ہے، پھر بھی ان کو اپنا بزرگ

وپیشوا مانتے ہیں، انہیں کافر نہیں جانتے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد سوم: ص239 - دائرۃ البرکات گھوسی)

مذبذبین منقولہ بالا عبارت کے ذریعہ سنی مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کے اکثر عوام کفریات سے واقف نہیں، لہٰذا عوام دیوبندیہ کافر نہیں۔

حالاں کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ عبارت میں ''غالباً'' کا لفظ واضح قرینہ ہے کہ حضرت شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے محض اپنا اندازہ بیان کیا ہے کہ اکثر عوام کفریات سے واقف نہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا: ''غالباً عوام کی اکثریت ہی ایسی ہے جو اپنے پیشواؤں کی کفری عبارتوں سے واقف نہیں''۔

(1) یہ بھی نہیں فرمایا کہ بھارت کے اکثر دیوبندی عوام کے بارے میں میرا مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ وہ لوگ عناصر اربعہ کے کفریات سے بالکل ناواقف ہیں۔

(2) حضور شارح بخاری نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے دیوبندی عوام کا سروے کرالیا ہے اور اکثر دیوبندی عوام یقینی طور پر فرقہ دیوبندیہ کے کفریات سے ناواقف اور لاعلم ہیں۔

(3) یہ بھی نہیں فرمایا کہ اکثر دیوبندی عوام کا کفریات سے ناواقف ہونا خبر متواتر سے ثابت ہے کہ اکثر دیوبندیوں کے بارے میں بہت سے لوگوں نے خبر دیا کہ دیوبندی عوام کو فرقہ دیوبندیہ کے کفریات کلامیہ کی بالکل خبر نہیں، بلکہ حضور شارح بخاری نے اپنے خیال کا اظہار فرمایا۔ اپنا اندازہ اور تخمینہ بیان کیا۔ ایسا ظن وتخمین حکم شرعی کا مدار نہیں بنتا۔

مرتد فرقوں کے افراد کے شخصی حکم کے واسطے شخصی تحقیق کی ضرورت ہے۔ شخصی تحقیق کے بعد جن کا کفریات سے ناواقف ہونا ثابت ہوگا، اس کو کافر کلامی نہیں مانا جائے گا۔

وہابیہ اور دیابنہ شیعوں کی طرح تقیہ باز ہوتے ہیں۔ وہ اپنے قبیح عقائد کو چھپاتے ہیں، اور لاعلمی ظاہر کرتے ہیں، بلکہ کتابیں دکھا دینے کے بعد بھی غلط تاویل کرتے ہیں۔

کچھ جاہل دیوبندی کفریات سے ناواقف ہو سکتے ہیں، لیکن بے شمار دیوبندی عوام

کفریات سے واقف ہوتے ہیں، بلکہ یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ دیوبندی مولویوں کی طرح دیوبندی عوام بھی فرقہ دیوبندیہ کے مرتدین اربعہ کے کفریات کلامیہ کی تاویل کرتے ہیں۔

عہد حاضر میں لوگ سلفیوں سے تو پرہیز کرتے ہیں، لیکن دیوبندیوں سے میل جول، شادی بیاہ، ان کے ساتھ نشست و برخاست، خورد ونوش سب کچھ جاری ہو چکا ہے۔ یہ غلط فہمی بھی پھیلا دی گئی ہے کہ دیوبندی عوام کو کچھ بھی معلوم نہیں۔ محض ایسی افواہ پھیلا دینے سے شرعی حکم بدل نہیں سکتا۔ اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ دیوبندی ملاؤں کو بھی کچھ معلوم نہیں۔

## فصل دوم

## بازاری افواہ، تواتر عرفی اور یقین عرفی مدار حکم نہیں

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''بازاری افواہ قابل اعتبار اور احکامِ شرع کی مناط و مدار نہیں ہوسکتی۔ بہت خبریں بے سروپا ایسی مشتہر ہوجاتی ہیں جن کی کچھ اصل نہیں، یا ہے تو بہزار تفاوت۔ اکثر دیکھا ہے، ایک خبر نے شہر میں شہرت پائی اور قائلوں سے تحقیق کیا تو یہی جواب ملا کہ سُنا ہے، نہ کوئی اپنا دیکھا بیان کرے، نہ اُس کی سند کا پتا چلے کہ اصل قائل کون تھا جس سے سُن کر شدہ شدہ اس اشتہار کی نوبت آئی، یا ثابت ہُوا تو یہ کہ فلاں کافر یا فاسق منتہائے اسناد تھا، پھر معلوم و مشاہد کہ جس قدر سلسلہ بڑھتا جاتا ہے، خبر میں نئے نئے شگُوفے نکلتے آتے ہیں۔ زید سے ایک واقعہ سنئے کہ مجھ سے عمرو نے کہا تھا، عمرو سے پُوچھئے تو وہ کچھ اور بیان کرے گا۔ بکر سے دریافت ہوا تو اور تفاوت نکلا۔ علیٰ ھذا القیاس''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد چہارم: ص479- جامعہ نظامیہ لاہور)

دیوبندیوں کے بارے میں بھی اسی طرح مشہور کر دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے، حالاں کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ چھپتی ہیں، بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں۔ لوگ ان کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ ان میں کفریات لکھے ہوئے ہیں۔

دیابنہ اپنی کتابوں میں اور مناظروں میں جماعتی کفریات کی تاویل باطل کرتے ہیں، دیوبندی عوام بھی ان کتابوں کو پڑھتے اور مناظروں کو سنتے ہیں۔انہیں بہت کچھ معلوم ہے۔ جن کو جماعتی کفریات کلامیہ کا علم ہی نہیں، وہ کافر کلامی نہیں۔کسی فرد کی شخصی حیثیت کے تعین کے واسطے شخصی تحقیق کرنی ہوگی۔ذہنی مفروضات وعقلی تخیلات پر شرعی احکام کی بنیاد نہیں۔

## شرعی تواتر وشہرت اور عرفی تواتر وشہرت

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''بازاری افواہ اصلاً کوئی چیز نہیں۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ خبر رؤیت میں شہر میں شہرہ اور عام عوام کی زبان پر چاند چاند کا چرچا ہوگیا، پھر تحقیق کیجئے تو کچھ اصل نہ تھی۔اسے افواہ کہتے ہیں۔شرع جس تواتر وشہرت کو قبول فرماتی ہے، وہ اور چیز ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد دہم:ص476-جامعہ نظامیہ لاہور)

جماعتی کفریات سے دیوبندیوں کے لاعلم ہونے کی شہرت بھی بازاری افواہ کی مثل ہے، پھر اس سے کچھ فائدہ بھی نہیں۔شخصی تکفیر کلامی کے واسطے شخصی تحقیق لازم ہے۔جو دیوبندی جماعتی کفریات کلامیہ سے لاعلم ہے، وہ کافر کلامی نہیں۔بوقت ضرورت شخصی حکم کے واسطے شخصی تحقیق کی جائے۔مرتد جماعتوں میں چار قسم کے افراد واشخاص کا وجود ممکن ہے۔

## مجرد حکایت کا اعتبار نہیں

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:''مجرد حکایت محض نامسموع۔ گواہوں کا مجرد بیان کہ فلاں شہر میں چاند ہُوا، یا فلاں فلاں نے چاند دیکھا، یا فلاں روز سے روزہ رکھا۔مجرد حکایت ہے جس پر اصلاً التفات نہیں، بلکہ یا تو اپنے معائنہ کی شہادت ہو، یا شہادت پر شہادت، یا شرعی شہرت۔یہ مسئلہ بہت ضروری الحفظ ہے۔نہ صرف عوام، بلکہ آج کل کے بہت مدعیانِ علم، بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف پائے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد دہم:ص476-4777-جامعہ نظامیہ لاہور)

دیوبندیوں کے بارے میں بھی صرف حکایت ہی حکایت ہے کہ ان لوگوں کو اپنے اکابر کے کفریات معلوم نہیں۔ شخصی تکفیر کلامی کے واسطے شخصی تحقیق کی جاتی ہے۔ جس کو اپنی جماعت کے کفریات کلامیہ کا علم نہیں، اس کی شخصی تکفیر کلامی نہیں ہوگی، اور چوں کہ فرقہ دیوبندیہ کے بنیادی عقائد میں کفریات کلامیہ ہیں، پس اس فرقہ کو ایک مرتد فرقہ تسلیم کیا جائے گا۔ افراد واشخاص کی تکفیر شخصی کا طریق کار الگ ہے، اور کسی جماعت کو مرتد قرار دینے کا طریق کار الگ ہے۔ مرتد جماعتوں میں چار قسم کے افراد ہو سکتے ہیں۔ ان چاروں طبقات کی تفصیل ہمارے رسالہ: ''فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام'' میں مرقوم ہے۔

## یقین عرفی کا اعتبار نہیں

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''یقین عرفی کچھ بکار آمد نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد دہم: ص 477- جامعہ نظامیہ لاہور)

(2) امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''یقین دو طرح کا ہوتا ہے: ایک شرعی کہ طریقہ شرع سے حاصل ہو۔ دوسرا عرفی کہ باوجود عدم طریقہ شرعی صرف اپنے مقبولات ومسلّمات یا تجربیات، مشہورات اور قرائن خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہو جائے۔

ناواقف لوگ مدرک عرفی وشرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی ووافی ودلیل شرعی گمان کرتے ہیں، حالاں کہ یہ صریح خطا ہے، مثلاً جہاں شرع مطہر نے شہادت میں عدد شرط کیا، دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں، وہاں ہمارے اعظم کسی معتمد اجل مستند نے، جسے افضل اولیائے عالم جانیں، اور وُہ واقع میں بھی غوثِ زمانہ ہی ہو، شہادت دی کہ میرے سامنے ایسا ہُوا، اور میں نے بچشمِ خود دیکھا۔

ہمیں جو اعتبار اس کے فرمانے پر آئے گا، ہرگز دو چار دس بیس کی بات پر بھی اس سے زیادہ نہ ہوگا، مگر شرع دوسرا گواہ اور مانگے گی، اور معاملہ زنا میں تین۔ تو اگر ایسے ہی تین

گواہی دیں جب بھی نامسموع کہ قرآن کریم نے (بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآ) فرمایا۔اگر چہ اس میں شک نہیں کہ سامع مطلع کو ان کے ارشاد میں اصلاً محلِ شک نہ ہوگا۔

اسی طرح ہزاروں نظیریں اس مسئلہ کی ہوں گی اور پھر قرائن بے چارے کس گنتی شمار میں ہیں۔ذی علم کو بارہا واقع ہوتا ہے کہ بہت امور خارجہ کے لحاظ سے چاند ہونے میں اطمینان کامل رکھتا ہے،مگر جب تک ثبوت شرعی نہ ہو، ہرگز حکمِ رؤیت نہیں کرتا۔

یوں ہی جب ثبوت میزانِ شرع پر ٹھیک اُترے گا، مجبوراً حکمِ رؤیت کرے گا، اگر چہ بنظر امور دیگر کسی طرح ہلال کا ہونا دل پر نہ جمے۔ایسی ہی جگہ عالم و جاہل کا فرق کھلتا ہے، جب قرائن اس کے خلاف ظاہر ہوتے ہیں، جہال حکم عالم پر اعتراض کرنے لگتے ہیں، حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ جو میں نے کیا، وہی رائے صائب تھی اور مجھ پر بہر حال مدرک شرعی کی پابندی واجب''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد دہم:ص477-478- جامعہ نظامیہ لاہور)

شرعی امور میں شرعی یقین کی ضرورت ہے۔عرفی یقین بے فائدہ ہے۔مذکورہ بالا اقتباس میں عرفی یقین کے چند اسباب بھی بیان کیے گئے ہیں۔اسی قسم کے اسباب کے پیش نظر لوگ کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو اپنے اکابر کے کفریات کا علم ہی نہیں، حالاں کہ عرفی یقین پر حکم شرعی کا مدار نہیں، دوسری بات یہ کہ بہت سے دیوبندیوں کو کفریات کا علم ہوتا ہے، لیکن وہ کفریات کی تاویل باطل کرتے ہیں اور کفریات کلامیہ کی تاویل باطل بھی کفر کلامی ہی ہے۔

کفریات کلامیہ سے لاعلم دیوبندیوں کی تعداد کم ہی ہوگی۔بہر حال شخصی تکفیر کلامی کے واسطے شخصی تحقیق و تفتیش ضروری ہے۔جو جیسا ہوگا، اس پر ویسا ہی حکم نافذ ہوگا۔

## فصل سوم

## فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کے افراد و اشخاص کا حکم

دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت بھولی بھالی بن کر سنی مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا

لیتی ہے۔ایک ہی چلہ میں شریک ہوکرلوگ سخت دیو بندی بن جاتے ہیں اور مراسم اہل سنت وجماعت یعنی فاتحہ، نیاز، سلام وقیام وغیرہ کوشرک وبدعت کہنے لگتے ہیں۔تبلیغی جماعت بظاہر نماز کی تبلیغ کرتی ہے،لیکن نماز کے نام پر درحقیقت یہ جماعت مذہب دیو بندیت کی تبلیغ واشاعت کرتی ہے۔ملک وبیرون ملک میں اس جماعت نے سنی مسلمانوں کو بہت گمراہ کیا۔

تبلیغی جماعت لوگوں کو چلہ میں لے جا کر دیو بندیت کی تلقین کرتی ہے۔دیو بندی ملاؤں کی تعریف وتوصیف کرتی ہے۔ان لوگوں کی جھوٹی کرامتیں بیان کرتی ہے،تا کہ نو وارد شرکائے قافلہ اکابر دیو بند کے معتقد ہو جائیں،اور سنی مذہب کو غلط سمجھیں۔

تبلیغی جماعت معمولات اہل سنت پر تنقید کرتی ہے۔سنی مسلمانوں کے غلط اعمال، مثلاً سجدۂ تعظیمی،عرس میں عورتوں کی حاضری اور دیگر خرافات ممنوعہ کو دکھلا کر لوگوں کو مذہب اہل سنت سے برگشتہ کر دیتی ہے، حالاں کہ وہ امور شنیعہ اہل سنت وجماعت کے یہاں بھی ناجائز ہیں۔علمائے اہل سنت اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ ان امور سے منع فرماتے ہیں۔

عہد حاضر میں لوگ کہتے ہیں کہ اکثر دیو بندیوں کو دیو بندی مذہب کے کفریہ عقائد کا علم نہیں، جب کہ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی تحریریں اس کے برخلاف شہادت دیتی ہیں۔اسی طرح امام اہل سنت نے فرمایا تھا کہ فرقہ دیو بندیہ بدتر کافر ہے،لیکن بعض لوگ اس کے برعکس عمل میں مبتلا ہوئے۔غیر مقلدوں سے تو دور بھاگتے ہیں،لیکن دیو بندیوں کے لیے کچھ نرم گوشہ رکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ آج کے دیو بندیوں کو کچھ معلوم نہیں۔

ہندو پاک میں یہ خبر مشہور ومتواتر ہے کہ دیو بندی گستاخ رسول اور کافر ہیں۔بریلی والے گستاخی رسول کی وجہ سے دیو بندیوں کو کافر کہتے ہیں۔عوام میں یہ باتیں مشہور ہیں۔ معلوم نہیں کہ ہندو پاک کا وہ کون سا علاقہ ہے جہاں کے دیو بندیوں کو کچھ پتہ ہی نہیں۔

واضح رہے کہ شریعت کے بہت سے احکام صرف زبانی اقرار کے سبب بدل جاتے

ہیں، خواہ دل میں کچھ بھی عقیدہ ہو۔ جو کہتا ہے کہ ہم مجوسی ہیں، اس کو مجوسی سمجھا جائے گا۔

## دیوبندیوں کا مکروفریب

جس طرح شیعہ لوگ تقیہ بازی کرتے ہیں۔ اپنے غلط عقائد کو لوگوں سے چھپاتے ہیں، لیکن ان برے عقائد سے توبہ نہیں کرتے۔ اسی طرح دیابنہ بھی اپنے عقائد کو چھپاتے ہیں۔ منافقین کے بارے میں قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں کو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ کافروں سے کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو کافر قرار دیا۔

# فصل چہارم

## سنی، وہابی میں فرق کا طریقہ اور مشکوک ومشتبہ لوگوں کی تفتیش کا حکم

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے مشکوک لوگوں کی تفتیش اور وہابی وسنی میں فرق کرنے کا طریقہ رقم فرمایا: ''ہمارے بعض بھائیوں کا بعض متفنی وہابیہ کے فریب سے دھوکا پا کر یہ عذر باقی ہے کہ یہ احکام تو ان کے لیے ہیں جو مذہب اہل سنت سے خارج ہیں اور وہابی ایسے نہیں۔ فلاں فلاں وہابی تو سنی ہیں۔ اس کا جواب اسی قدر بس ہے کہ:

عزیز بھائیو! دین حق کے فدائیو! دیکھو یہ دام درسبزہ ہیں دھوکے میں نہ آئیو، بھلا وہابی صاحب جو چاہیں، بکیں۔ وہاں نہ خوف خدا، نہ خلق کی حیاء، مگر پیارے سنیو! تم نے یہ کیوں کر باور کرلیا کہ بعض وہابی اہل سنت ہیں۔ عزیزو! کیا یہ اس کہنے سے کچھ زیادہ عجیب تر ہے کہ فلاں رات، دن ہے، یا فلاں نصرانی، مومن ہے۔

جب سنیت، وہابیت سے صاف مباین ہے تو ان کا اجتماع کیوں کر ممکن ہے؟

ہاں یوں کہتے تو ایک بات تھی کہ فلاں فلاں لوگ جو وہابی کہلاتے ہیں، وہابی نہیں۔ اہل سنت ہیں۔ بہت اچھا، چشم ما روشن دل ما شاد، خدا ایسا ہی کرے۔

اگر واقع اس کے مطابق ہے تو ہمارا کیا ضرر، اور اس فتویٰ پر اس سے کیا اثر۔ فتویٰ میں زید وعمر وکسی کی تعیین نہ تھی۔ سائل نے وہابی کی نسبت سوال کیا۔ مجیب نے وہابی کے باب میں جواب دیا۔ فلاں اگر وہابی نہیں، سنی ہے۔ اس سوال وجواب دونوں سے بری ہے ۔فتویٰ کی صحت میں کیا شک پروری ہے۔

پھر عزیز بھائیو! یہ تنزل جواب اس کے تسلیم ادعا پر مبنی ہے، ابھی امتحان کا مرحلہ باقی ودیدنی ہے۔ زبان سے کہہ دینا کہ ہم وہابی نہیں، گنتی کے لفظ ہیں، کچھ بھاری نہیں۔

**الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ**

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اس زبانی کہہ دینے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص272-نوری دارالاشاعت بریلی شریف)

## مشکوک لوگوں کی تفتیش کا طریقہ

اس کے بعد امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ایسے مشتبہ وہابی کی آزمائش کے لیے آٹھ امور رقم فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ ایسے غیر مقلد وہابی سے ان امور پر دستخط لیے جائیں ۔اگر وہ صدق دل کے ساتھ قبول کرلیں تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ وہابی ہے۔ آج کل لوگوں نے اس کے برعکس کردیا ہے۔ بغیر کسی تفتیش وتحقیق کے خود سے ہی دیوبندیوں کو سنیت ک کی سند تقسیم فرمارہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کو کچھ معلوم ہی نہیں۔

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا: ''بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال وہابیت سے انکار فرمائیں۔ امور ذیل پر دستخط فرماتے جائیں۔

ع/ کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

(1) مذہب وہابیہ ضلالت وگمراہی ہے۔

(2) پیشوایان وہابیہ مثل ابن عبدالوہاب نجدی واسمٰعیل دہلوی ونذیر حسین دہلوی وصدیق حسن بھوپالی اور دیگر چھٹ بھیے آروی، بٹالی، پنجابی، بنگالی سب گمراہ بددین ہیں۔

(3) تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ورسالہ یکروزی وتنویرالعینین تصانیف اسمٰعیل اور ان کے سوا دہلوی وبھوپالی وغیرہما وہابیہ کی جتنی تصنیفیں ہیں، صریح ضلالتوں گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔

(4) تقلید ائمہ فرض قطعی ہے۔ بے حصول منصب اجتہاد اس سے روگردانی بددین کا کام ہے۔ غیر مقلدین مذکورین اوران کے اتباع واذناب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں، محض سفیہان نامشخص ہیں۔ ان کا تارک تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اور اپنے سے اجہلوں کو ترک تقلید کا اغوا کرنا صریح گمراہی وگمراہ گری ہے۔

(5) مذاہب اربعہ اہل سنت سب رشد وہدایت ہیں جوان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اس کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلہ میں اس کے خلاف نہ چلے، وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے، اس پر شرعًا الزام نہیں۔ ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کافی ہے۔ تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ، ضالین، متبع غیر سبیل المومنین ہیں۔

(6) متعلقات انبیا واولیا علیہم الصلوٰۃ والثنا مثل استعانت وندا وعلم وتصرف بعطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات واحیا میں نجدی ودہلوی اوران کے اذناب نے جو احکام شرک گھڑے اور عامہ مسلمین پر بلاوجہ ایسے ناپاک حکم جڑے، یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب اوراس کے سبب انھیں استحقاق عذاب وغضب ہے۔

(7) زمانہ کو کسی چیز کی تحسین وتقبیح میں کچھ دخل نہیں۔ امر محمود جب واقع ہو محمود ہے، اگرچہ قرون لاحقہ میں ہو، اور مذموم جب صادر ہو مذموم ہے، اگرچہ ازمنہ سابقہ میں ہو۔

بدعت مذمومہ صرف وہ ہے جو سنت ثابتہ کے ردوخلاف پر پیدا کی گئی ہو۔ جواز کے واسطے صرف اتنا کافی ہے کہ خدا ورسول نے منع نہ فرمایا۔ کسی چیز کی ممانعت قرآن وحدیث

میں نہ ہوتو اسے منع کرنے والا خود حاکم وشارع بننا چاہتا ہے۔

(8) علمائے حرمین طیبین نے جتنے فتاوے ورسائل مثل: الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہا رد وہابیہ میں تالیف فرمائے، سب حق وہدایت ہیں اوران کا خلاف باطل وضلالت۔

حضرات! یہ جنت سنت کے آٹھ باب ہادی حق وصواب ہیں۔ جو صاحب بے پھیر پھار، بے حیلہ انکار، بکشادہ پیشانی ان پر دستخط فرمائیں تو ہم ضرور مان لیں گے کہ وہ ہرگز وہابی نہیں، ورنہ ہر ذی عقل پر روشن ہوجائے گا کہ منکر صاحبوں کا وہابیت سے انکار نرا حیلہ ہی حیلہ تھا۔ مسمے پر جمنا اور اسم سے رمنا، اس کے کیا معنی۔

ع/ منکرمی بودن ودر رنگ مستان زیستن

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص272-273-نوری دارالاشاعت بریلی شریف)

## جھوٹی قسم کا اعتبار نہیں: مشتبہ لوگوں کی تفتیش کا حکم

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز سے سوال کیا گیا: ''ایک شخص بروئے حلف یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں وہابی نہیں، اللہ کو ایک جانتا ہوں رسول اللہ کو نبی برحق اور اولیائے عظام کو برابر جانتا ہوں، کرامت کا قائل ہوں، حنفی مذہب کا پابند ہوں، جو لوگ پھر بھی اعتبار نہ کریں تو کیا کیا جائے، قرآن اور اللہ پر یقین نہ کرنے والوں کو کیا کہا جائے؟ بینوا توجروا۔

آپ نے رقم فرمایا: ''اگر اس میں کوئی بات وہابیت کی نہ دیکھی، نہ کوئی قوی وجہ شبہہ کی ہے تو بلا وجہ شبہہ نہ کیا جائے، بدگمانی حرام ہے، اور اگر اس میں وہابیت پائی تو ثابت شدہ بات اس کی قسموں سے دفع نہ ہوجائے گی۔ وہابی اکثر ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: (یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِھِم) نہ ان کی قسموں کا اعتبار۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: (اِنَّھُمْ لَا اَیْمَانَ لَھُمْ)

اور اگر کسی وجہ سے شبہہ ہے تو صرف ان قسموں پر قناعت نہ کریں، بلکہ اس سے

دریافت کریں کہ تو اسمٰعیل دہلوی ونذیر حسین دہلوی ورشید احمد گنگوہی وقاسم نانوتوی واشرف علی تھانوی اوران کی کتابوں تقویۃ الایمان ومعیار الحق وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وبہشتی زیور وغیرہا کو کیسا جانتا ہے؟ اگر صاف کہے کہ یہ لوگ بے دین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر وضلالت سے بھری ہوئی ہیں، تو ظاہر یہ ہے کہ وہابی نہیں، ورنہ ضرور وہابی ہے۔ جھوٹوں کی قسم پر اعتبار نہ کرنا قرآن اور اللہ پر اعتبار نہ کرنا نہیں۔

(اِذَا جَآئَکَ الْمُنٰفِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقُوْنَ لَکٰذِبُوْنَ: اِتَّخَذُوْا اَیْمٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَاءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ)

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص79- رضا اکیڈمی ممبئی)

## مشکوک ومشتبہ لوگوں کا حکم کیا ہے؟

مشکوک افراد سنیت کا دعویٰ کریں تو ان کے عقائد کی تفتیش وتحقیق کے بعد ہی ان کو سنی قرار دیا جائے گا۔ ماقبل میں مشتبہ لوگوں کی تفتیش وتحقیق کے طریقے بیان کیے گئے۔

مشکوک لوگوں کی تحقیق کی جائے گی اور جن پر شک وشبہہ کی گنجائش نہیں، ان پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔ مشتبہ لوگوں کا دعوائے سنیت بلا تحقیق قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان سے دیوبندیوں اور وہابیوں کے عقائد سے متعلق سوال کیا جائے۔ اگر ان عقائد کو غلط بتائے اور ان کے لکھنے والوں کو بھی غلط مانے اور گمراہ کو گمراہ وکافر کو کافر مانے تو اسے سنی مانا جائے گا۔

منافقین خود کو مسلمان کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کو قبول نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ مومن نہیں: (وما هم بمؤمنين) (سورہ بقرہ: آیت 8)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ بندوں کو مشکوک لوگوں کی تحقیق وتفتیش کے بعد ہی حقائق اور سچائی علم ہوگا، اس لیے شخصی تفتیش وتحقیق کرنی ہوگی۔

# فصل پنجم

## کفریات سے ناواقف ہونے کا معنی

عہد حاضر میں کہا جاتا ہے کہ دیوبندی مدارس کے فارغین بھی اپنے اکابر کے کفریات سے واقف نہیں۔اس فصل میں کفریات سے واقف وناواقف ہونے کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

جاہل وہابیہ اور دیابنہ سے متعلق فتاویٰ رضویہ کے دو اقتباس منقولہ ذیل ہیں:

**(1)** (سوال دوم) زید مولویان فرقہ وہابیہ دیوبندیہ کو عالم دین سمجھتا ہے، اور ان کی تعظیم وتکریم بھی کرتا ہے، لیکن خود عالم نہیں ہے۔اب زید مذکور اہل سنت وجماعت کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت سے نماز سنی کی صحیح ہے، یا کیا؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا:

''دیوبندیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مرتد ہیں، اور شفائے امام قاضی عیاض وبزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا کے حوالہ سے فرمایا کہ ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' جو ان کے اقوال پر مطلع ہوکر ان کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر۔اور ان کی حالت کفر وضلال اور ان کے کفری وملعون اقوال طشت از بام ہوگئے۔ ہر شخص کہ نرا جنگلی نہ ہو، ان کی حالت سے آگاہ ہے، پھر انھیں عالم دین جانے تو ضرور ''منہم'' ہے، اور اس کے پیچھے نماز باطل محض: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم: ص265- رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالا عبارت میں آخری حصے میں ان کی حالت کفر وضلال اور ان کے کفری اقوال کی شہرت کا ذکر ہے۔حالت کفر وضلال یہ ہے کہ حرمین طیبین سے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ آیا اور یہ لوگ تائب نہ ہوئے، پس اب تک کفر میں مبتلا ہیں۔ان کے کفریہ عقائد اور

ان پر نافذ شدہ حکم کفر مشہور و متواتر تھے تو اب جو ان کو کافر نہ مانے، وہ بھی کافر ہے۔

ہاں، اگر کوئی شخص حقیقت میں ناواقف ہو تو اس کو دیوبندیوں کے کفریہ عقائد بتائے جائیں اور علمائے عرب و عجم کے نافذ کردہ کفر کلامی کے فتاویٰ کے بارے میں بتایا جائے۔ دیوبندیوں کے کفریہ عقائد کا قطعی علم اور فتویٰ تکفیر کا قطعی علم ہو جانے کے بعد بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ ''منہم'' کا مفہوم یہ ہے کہ جو ضروری تفصیل سے آگاہ ہو کر بھی اشخاص اربعہ کو مومن مانے، وہ بھی کافر ہے۔ جس کو کچھ بھی معلوم نہیں، اس کا حکم درج ذیل ہے۔

**(2)** اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے سوال ہوا:

''جو اشخاص نہ عالم ہیں، نہ دیوبند کے تعلیم یافتہ۔ نہ ان سے بیعت و عقیدت رکھتے ہیں۔ محض اپنی لاعلمی عقائد کی وجہ سے ان کو کافر نہیں سمجھتے، اور ان کے عقائد بھی ایسے بالکل نہیں ہیں، جن پر تکفیر لازم آتی ہے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے، یا تنہا بہتر ہے''؟

(فتاوی رضویہ جلد نہم: جز دوم: ص 313۔ رضا اکیڈمی ممبئی)

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ عقائد سے لاعلمی کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے کان بھی ان عقائد سے ناآشنا ہوں، یعنی وہ دیوبندیوں کے کفریہ عقائد سنے ہی نہ ہوں، دوسری بات یہ کہ وہ سننے کے بعد حق کو قبول کر لیں۔

نیز فرمایا کہ ایسی صورت واقع ہونا مشکل ہے، کیوں کہ دیوبندیوں کے برے عقائد کا شہرہ چاروں طرف ہے تو جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں، وہ فریب دیتے ہیں۔ اس مفہوم کو مثال سے بھی آپ نے واضح فرمایا۔ مجدد موصوف کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

''سائل صورت وہ فرض کرتا ہے جو واقع نہ ہوگی۔ دیوبندیوں کے عقائد کفر طشت از بام ہو گئے۔ منکر بننے والے اپنی جان چھڑانے کے لیے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں۔ جو منکر ہو، اس سے کہئے۔ فتاویٰ موجود و شائع ہیں۔ دیکھو کہ کافروں کا کفر معلوم ہو، اور

دھوکے سے بچے اوران کے پیچھے نمازیں غارت نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے۔اس فرض پر قائم ہو تو کہتے ہیں۔ہمیں کتابیں دیکھنے کی حاجت نہیں۔یہ ان کا کید ہے۔

ان کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ہوتی تو جن کی نسبت ایسی عام اشاعت سنتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشنام دہندہ ہے،اس سے فوراً خود ہی کنارہ کش ہوتے اور آپ ہی اس کی تحقیق کو بے قرار ہوتے۔

کیا کوئی کسی کو سنے کہ تیرے قتل کے لیے گھات میں بیٹھا ہے،اعتبار نہ آئے تو چل تجھے دکھا دوں۔وہ یوں ہی بے پرواہی برتے گا،اور کہے گا۔مجھے نہ تحقیقات کی ضرورت،نہ اس سے احتراز کی حاجت۔تو یہ لوگ ضرور مکار اور بباطن انہیں سے انفار۔یا دین سے محض بے علاقہ و بے زار ہوتے ہیں۔ان کے پیچھے نماز سے احتراز فرض ہے۔

ہاں،اگر واقع میں کوئی نو وارد یا نرا جاہل یا ناواقف ایسا ہو جس کے کان تک یہ آوازیں نہ گئیں اور وہ بوجہ ناواقفی محض انہیں کافر نہ سمجھا،وہ اس وقت تک معذور ہے جب کہ سمجھانے سے فوراً حق قبول کرلے''۔(فتاوی رضویہ جلد نہم:جز دوم:ص313۔رضا اکیڈمی ممبئی)

لاعلمی کا مفہوم یہ ہے کہ اسے کچھ معلوم ہی نہ ہو۔ایسوں کی تعداد بہت کم ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

# باب سوم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## تکفیر دہلوی اور مقالات شارح بخاری

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا ہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کی تھی، حالاں کہ یہ بات حضور شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے فرض وتقدیر کے طور پر کہی ہے۔

## فصل اول

## صحیح تکفیر کلامی سے اختلاف کی گنجائش نہیں

اگر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ کسی پر نافذ ہو چکا ہے تو اس فتویٰ کے صحیح علم کے بعد کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس کافر کلامی کو کافر فقہی یا مومن تسلیم کرے۔ ظاہری اختلاف ممکن ہے۔ حقیقی اختلاف کی کوئی صورت نہیں۔ ظاہری اختلاف کی چند صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

### ظاہری اختلاف کی پہلی صورت

ظاہری اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ منکر کو بالکل علم ہی نہیں کہ اس شخص پر کفر کلامی کا صحیح فتویٰ عائد ہو چکا ہے، اس وجہ سے وہ اس شخص کو مومن سمجھتا ہے تو یہ شخص لاعلمی کے سبب معذور ہے۔ حکم شرعی معلوم ہونے کے بعد اس کو اسی فتویٰ پر عمل کرنا ہوگا۔

### ظاہری اختلاف کی دوسری صورت

کفر کلامی کا فتویٰ غلط ہو تو ظاہری اختلاف ہوگا، لیکن یہ کفر کلامی کے فتویٰ میں اختلاف نہیں ہوگا، بلکہ ایک غلط فتویٰ میں اختلاف ہوگا۔ جب یہ فتویٰ غلط ہے تو درحقیقت یہ

کفر کلامی کا فتویٰ ہی نہیں ہے۔غلط ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔

احتمال فی التکلم کے سبب غلط فتویٰ

احتمال فی التکلم کی صورت یہ ہے کہ ملزم کے کلام میں تحریف ہوگئی ہو،اور وہی تحریف شدہ کلام مفتی کو ملا۔کلام کی تحقیق میں مفتی سے لغزش ہوگئی ،مثلاً بہت سے لوگوں نے اسے بتایا کہ فلاں نے ایسا کہا ہے،اس نے یہ سمجھ لیا کہ متکلم کی طرف کلام کی نسبت متواتر ہے،اور یہ اسی متکلم کا کلام ہے،جس کی طرف منسوب ہے۔یہ سمجھ کر مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ عائد کر دیا تو یہ فتویٰ شرط کے فقدان کے سبب غلط ہے۔اس فتویٰ کا انکار کیا جائے گا۔عدم علم کے سبب مفتی معذور قرار پائے گا۔خطا کے علم کے بعد فتویٰ سے رجوع کا حکم ہوگا۔

امام المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز کی تکفیر میں یہی غلط صورت پائی جاتی ہے۔ان کی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے۔اسی محرف کلام پر بعض اہل علم نے فتویٰ دیا۔انہوں نے سمجھا کہ یہ محرف کلمات حضرت شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کے ہیں۔

احتمال فی الکلام کے سبب غلط فتویٰ

احتمال فی الکلام کی صورت یہ ہے کہ تکلم و متکلم میں کوئی احتمال نہیں تھا۔کفریہ کلام میں احتمال بعید تھا۔مفتی نے حتی الامکان غور وفکر کیا۔اسے کوئی احتمال نظر نہیں آیا۔نہ احتمال قریب ،نہ احتمال بعید۔اب اس نے ملزم پر کفر کلامی کا حکم عائد کر دیا۔چوں کہ یہاں احتمال موجود ہے،اس لیے کفر کلامی کا یہ فتویٰ غلط ہے۔اس کا انکار کیا جائے گا اور مفتی اپنی کوشش صرف کرنے کے سبب معذور قرار پائے گا۔خطا کے علم کے بعد فتویٰ سے رجوع کا حکم ہوگا۔

احتمال فی المتکلم کے سبب غلط فتویٰ

احتمال فی المتکلم کی صورت یہ ہے کہ ملزم نے کفریہ کلام جبر واکراہ کے سبب کہا جو جبر واکراہ شرعاً معتبر ہے،یا بے ہوشی میں کہا،یا کہنے کے بعد توبہ کر لی۔مفتی کو معلوم ہوا کہ یہ

کفریہ کلام قصد ورضا کے ساتھ کہا، یا ہوش وحواس میں کہا، یا اس نے توبہ نہیں کی ہے، اس سبب سے مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ دیا۔ یہ فتویٰ غلط ہے۔ اس کا انکار کیا جائے گا، اور لاعلمی کے سبب مفتی معذور قرار پائے گا۔ خطا کے علم کے بعد فتویٰ سے رجوع کا حکم ہوگا۔

عہد ماضی میں بھی فتویٰ تکفیر میں اس قسم کی لغزش وخطا ہوئی ہے۔ عہد حاضر کے مذبذبین ان غلط فتاویٰ کو پیش کر کے امت مسلمہ کو بہکاتے ہیں اور غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے متعدد فتاویٰ کا ذکر: البرکات النبویہ: رسالہ دہم، باب ہفتم میں ہے۔

### ظاہری اختلاف کی تیسری صورت

کفر کلامی کا فتویٰ صحیح تھا اور ملزم نے حکم کفر عائد ہونے کے بعد توبہ کر لی، پس اب اس کو کافر نہیں مانا جائے گا۔ کفر کلامی کا وہ فتویٰ بھی اپنی جگہ صحیح ہوگا، لیکن ملزم کی توبہ کے سبب اس کا حکم کالعدم ہوگا اور وہ حکم نافذ وجاری نہیں ہوگا، بلکہ وہ مومن شمار کیا جائے گا۔

## فصل دوم

## مقالات شارح بخاری میں تکفیر دہلوی کی تشریح

(1) حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے متعلق دو طویل مقالے رقم فرمائے۔ ان دونوں میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی پر کفر فقہی کا فتویٰ دیا تھا اور یہ بھی فرمایا کہ ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا قاعدہ کلیہ تکفیر فقہی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ (ملخصاً)

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص 64-86 - دائرۃ البرکات گھوسی)

(2) حضرت شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے متعلق رقم فرمایا کہ آپ باب تکفیر میں مذہب متکلمین پر تھے، پس آپ نے اسماعیل دہلوی

کو کافر فقہی قرار دیا، جیسا کہ حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے کافر فقہی قرار دیا تھا ۔چوں کہ دہلوی کافر کلامی نہیں تھا، پس آپ نے بھی اسے کافر کلامی قرار نہیں دیا۔(ملخصاً)

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص75-دائرۃ البرکات گھوسی)

الحاصل تکفیر دہلوی کے مسئلہ میں دونوں محققین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے ''الموت الاحمر'' کی بحث سوم میں بیان فرمایا کہ جو لوگ اسماعیل دہلوی کو کافر کہتے ہیں، وہ مذہب فقہا کے مطابق دہلوی کو کافر کہتے ہیں۔

(3) شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا: ''ظاہر ہے کہ یہ روایتیں علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے ہم عصر علما کو بھی پہنچی ہوں گی، مگر ان روایتوں کو قبول نہ کرتے ہوئے انہوں نے مذہب فقہا پر حکم کفر جاری فرما دیا۔

اب رہا سوال یہ کہ علمائے متقدمین نے اسماعیل دہلوی پر حکم کفر لگانے کے بعد وہی عبارت لکھی، جو اعلیٰ حضرت اور علمائے حرمین طیبین نے علمائے دیوبند کی تکفیر کے بعد تحریر فرمائی، یعنی ((من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر)) اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے شبہہ کی بنیاد پر ہی اس کو کافر نہیں کہا تو اعلیٰ حضرت علمائے متقدمین کے نزدیک کافر ہوں گے یا نہیں؟

تو اس سلسلے میں یہ جاننا چاہئے کہ یہ حکم اس پر لاگو ہوگا جس کے نزدیک کوئی ضعیف سے ضعیف احتمال بھی نہ ہو۔اگر یہ مانا جائے تو بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں جمہور فقہا اور متکلمین کے درمیان تکفیر کے بارے میں اختلاف رہتا ہے۔ایک گروہ کافر کہتا ہے اور دوسرا گروہ مسلمان جانتا ہے، یا کف لسان کرتا ہے تو کیا جمہور فقہا، متکلمین کو تکفیر نہ کرنے کی وجہ سے یا کفر میں شک کرنے کی وجہ سے کافر جانتے ہیں، یا متکلمین کے نزدیک جو مسلمان ہے، اس کو کافر جاننے کی وجہ سے متکلمین، جمہور فقہا کو کافر جانتے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں۔حالاں کہ جمہور فقہا جس کو کافر کہتے ہیں، وہ بھی ان کے نزدیک قطعی کافر ہی ہوتا ہے، اسی لیے وہ بھی ''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' اور اس جیسی عبارت تحریر فرماتے ہیں''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص64-دائرۃ البرکات گھوسی)

(4) حضرت شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ شیخین کو گالی دینے کی وجہ سے رافضیوں کو کافر کہتے ہیں، وہ مذہب فقہا پر حکم کفر صادر فرماتے ہیں، مگر پھر بھی فقہائے کرام نے ایسے لوگوں پر حکم صادر فرمانے کے بعد ''من شک الخ''، جیسی عبارت، بلکہ کہیں اس سے بھی سخت عبارت تحریر فرمائی ہے''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص65-دائرۃ البرکات گھوسی)

(5) حضرت شارح بخاری نے فتاویٰ رضویہ (جلد ششم: ص37-رضا اکیڈمی ممبئی) کی عبارت نقل کرنے کے بعد رقم فرمایا: ''ان عبارتوں میں رافضیوں کی تکفیر کی تین وجہیں بتائی گئیں۔ دین کو ہلکا جاننا، علم وعلما کی توہین کرنا اور شیخین کو گالی دینا اور یہ بتایا کہ ان میں سے جس کے اندر کوئی وجہ پائی جائے گی تو وہ کافر ہوگا، اور ایسا کافر کہ جو اس کے کفر والحاد میں شک کرے، وہ بھی اسی کی طرح کافر ہوگا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ شیخین کو گالی دینے کی بنیاد پر متکلمین اور فقہائے محققین رافضیوں کو کافر نہیں کہتے تو کیا علمائے متکلمین ان حضرات کے نزدیک کافر ہیں، جنہوں نے رافضیوں کے کفر والحاد میں شک کرنے والے کو کافر کہا ہے، یا متکلمین کے نزدیک کافر کہنے والے فقہا کافر ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، لہٰذا مجدد اعظم قدس سرہ مذہب متکلمین پر اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کف لسان کرنے کی وجہ سے ہرگز کافر نہیں ہوں گے''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص65-66-دائرۃ البرکات گھوسی)

## مقالات شارح بخاری میں الزامی جوابات

حضور شارح بخاری نے مقالہ دوم کے اخیر میں مخالفین کا الزامی جواب دیتے ہوئے ایک عقلی احتمال کا ذکر فرمایا۔ اس کو انہوں نے اپنا مذہب قرار نہیں دیا۔ اپنا مذہب پہلے بیان

فرما چکے تھے۔آپ نے ایک عقلی احتمال ذکر کے مخالفین کوالزامی جواب دیا۔

وہ صورت ماقبل میں بیان ہوئی کہ کسی کلام پر کفر کلامی کی صورت نہ ہو،لیکن محنت و مشقت کے باوجود لغزش کے سبب مفتی سے کفر کلامی کا فتویٰ صادر ہو جائے ،پس اس صورت میں مفتی معذور ہے۔مقالات شارح بخاری میں تکفیر دہلوی کی بحث میں اس صورت کو محض عقلی احتمال کے طور پر ذکر کے مخالفین کوالزامی جواب دیا گیا ہے۔

مسئلہ کی وضاحت کے واسطے مقالات شارح بخاری کی عبارتیں درج ذیل ہیں۔

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

(1)''ایک مفتی کے سامنے ایک قول پیش ہوا،اور یہ مفتی واقعی مفتی ہے۔صحیح العقیدہ بھی ہے۔خداترس بھی ہے۔دین دار بھی ہے۔ذہین وفطین بھی ہے۔

اس کی طبعیت اخاذ اور اوراس کا ذہن وقاد بھی ہے۔اس نے اس کلمہ میں حتی الوسع پورا پورا غور وخوض کیا۔اسے اس کلمہ میں کوئی اسلام کا پہلو نہیں ملا۔

اس کو اس میں تاویل قریب تو قریب،بعید تاویل بھی سمجھ میں نہیں آئی۔جس کی بنا پر اس نے کلمہ کو اپنی صواب دید کے مطابق کفری معنی میں متعین جانا،ایسی صورت میں اس مفتی پر فرض ہے کہ وہ یہ فتویٰ دے کہ اس کلمہ کا قائل کافر ہے۔ایسا جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے،وہ بھی کافر۔

لیکن وہی قول کسی اور مفتی کے سامنے پیش ہوا۔اس مفتی کو اس کلام میں کوئی تاویل سمجھ میں آئی،اور قائل کی نیت معلوم نہیں تو اسے یہ حق ہے کہ احتیاطاً اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرے''۔(مقالات شارح بخاری: جلد دوم:ص 87-دائرۃ البرکات گھوسی)

(2)''مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات کفریہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اوران کے معاصر علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوئے۔

ہوسکتا ہے کہ باآں جلالت شان وذکاوت وفطانت ان حضرات کوان کلمات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی، نہ قریب، نہ بعید۔ان حضرات کی نظر میں ان کے کلمات کفریہ صریح متعین نظر آئے،اس بناپران حضرات نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر فرمائی۔

لیکن جب وہ کلمات مجدداعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علم میں آئے تو بمصداق ''فوق کل ذی علم علیم'' ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کواسلام کا پہلو سمجھ میں آیا۔گرچہ وہ بعید ہو،ضعیف ہو،اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کف لسان فرمایا''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم:ص89-دائرۃ البرکات گھوسی)

حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے مذکورہ جواب محض دیوبندیوں کوالزامی طور پر دیا ہے۔یہ ان کا مسلک ومذہب نہیں۔یہ محض ایک عقلی احتمال کا ذکر ہے۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ اس بات کا عقلی امکان ہے کہ مفتی اول نے کفریہ کلام میں مکمل غور وخوض کیا ہو،محنت ومشقت کی ہو،اس کے باوجود اسے کوئی احتمال نظر نہیں آیا تو اس نے کفر کلامی کا فتویٰ دیا۔اس کے بعد کسی دوسرے مفتی کو اس کلام میں احتمال نظر آیا تو اس نے کفر فقہی کا فتویٰ دیا۔

واضح رہے کہ مفتی مابعد کو کلام میں احتمال اسی وقت نظر آئے گا،جب وہ کلام کفری معنی میں مفسر ومتعین نہ ہو۔جب وہ کلام کفری معنی میں مفسر ومتعین نہیں تھا تو کفر کلامی کا پہلا فتویٰ صحیح نہیں ہوا۔کفر کلامی کا فتویٰ اسی وقت صحیح ہوگا،جب کلام کفری معنی میں مفسر ہو،یا بیان متکلم سے مفسر ہوجائے۔

یہاں لغزش کے باوجود مفتی اول معذور ہوگا،کیوں کہ اس نے اپنی قوت کے مطابق اس میں غور وفکر کیا اور کسی قسم کی کمی نہیں کی۔وہ فتویٰ دینے کا اہل بھی تھا،گرچہ لغزش ہوگئی۔

اسی بحث میں مقالات شارح بخاری (جلد دوم:ص61) میں حضور شارح بخاری

قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی شہرت توبہ کا ذکر کر کے بھی دیوبندیوں کو الزامی جواب دیا ہے۔الزامی جواب کو حقیقی جواب پر محمول نہیں کیا جاتا ہے۔

## فصل سوم

## کیا مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں؟

**سوال:** کیا مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف نہیں ہوسکتا ہے؟

**جواب:** مفسر کے مفسر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔قرآن مجید کی مفسر آیات طیبہ سے جو ثابت ہو، وہ ضروری دینی ہے۔اگر مفسر کے مفسر ہونے میں اختلاف ہوتا تو بعض مفسر آیات مقدسہ بعض علمائے اسلام کے یہاں مفسر نہیں ہوتیں اور ان سے ثابت ہونے والے امور بھی فریق مخالف کے یہاں ضروریات دین نہیں ہوتے ،حالاں کہ ضروریات دین پر اہل سنت و جماعت اور غیر مرتد کلمہ خواں جماعتوں کا اتفاق ہوتا ہے۔

قطعی بالمعنی الاخص امور ضروریات دین ہیں۔چوں کہ قطعی بالمعنی الاخص کی قطعیت میں اختلاف کی گنجائش نہیں،اس لیے ضروریات دین میں اہل اسلام کا کوئی اختلاف نہیں۔

جو امور اہل سنت و جماعت کے یہاں ضروریات دین ہیں ،وہ امور دیگر تمام کلمہ گو غیر مرتد جماعتوں کے یہاں بھی ضروریات دین ہیں۔اگر کوئی ضروری دینی میں اختلاف کرے تو وہ اختلاف قبول نہیں کیا جائے گا،اور وہ شخص اسلام سے خارج قرار پائے گا۔

قطعی بالمعنی الاعم امور ضروریات اہل سنت ہیں۔قطعی بالمعنی الاعم امور کی قطعیت میں بھی اختلاف کی گنجائش نہیں،اسی لیے ضروریات اہل سنت میں اہل سنت و جماعت کے طبقات اشعری و ماتریدی ،حنفی و مالکی اور شافعی و حنبلی میں اختلاف نہیں۔اگر کوئی اختلاف کرے تو وہ اختلاف قبول نہیں ہوگا،اور وہ شخص اہل سنت سے خارج قرار پائے گا۔

بالفرض اگر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے دہلوی پر کفر کلامی کا

فتویٰ دیا تھا اور امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کفر کلامی کے فتویٰ سے اختلاف کر کے کفر فقہی کا فتویٰ دیا ہو تو اس کی جائز صورت یہ ہے کہ حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز کا کفر کلامی کا فتویٰ اصول شرع کے مطابق غلط ہو، ورنہ اختلاف کی گنجائش نہیں۔

حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے محض ایک عقلی احتمال کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کا موقف نہیں، نہ ہی ان کا موقف ہے۔ اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کی تھی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسے تسلیم کیا، اور اسماعیل دہلوی کو کافر فقہی مانا۔

## ایک کلام پر کفر کلامی و کفر فقہی کا فتویٰ

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے کفر کلامی کا فتویٰ دیا تھا، اور وہ فتویٰ صحیح بھی تھا، پھر امام اہل سنت نے دہلوی کی تکفیر فقہی کی تو یہ بات صحیح نہیں۔

ایک ہی کلام پر پہلے کفر کلامی کا فتویٰ اور بعد میں کفر فقہی کا فتویٰ دیا جائے تو دونوں فتویٰ صحیح نہیں ہوں گے۔ ان میں سے ایک فتویٰ ضرور غلط ہوگا، اور دوسرا فتویٰ صحیح ہوگا۔

اس کے برعکس صحیح ہوسکتا ہے کہ پہلا فتویٰ کسی احتمال کے سبب کفر فقہی کا ہو، پھر اس احتمال کے دور ہونے کے بعد اسی مفتی یا کسی دوسرے مفتی نے کفر کلامی کا فتویٰ دیا ہو۔

مثلاً زید نے جماعت مسلمین اور مفتی کے سامنے اپنے ہوش وحواس میں بلا جبر واکراہ کسی ضروری دینی کا انکار بطریق نص کیا، یعنی وہ قول ضروری دینی کے انکار میں صریح متبین تھا، جس میں عدم انکار کا احتمال بعید تھا۔ مفتی کے سمجھانے پر اس نے توبہ کی بجائے اصرار کیا اور مفتی نے احتمال فی الکلام کے سبب کفر فقہی کا فتویٰ دیا۔

پھر اسی مفتی نے یا کسی دوسرے مفتی نے قائل سے اس قول کی توضیح دریافت کی۔ متکلم نے مفتی اور جماعت مسلمین کے سامنے اپنے قول کی ایسی توضیح کی کہ وہ قول کفری معنی

میں مفسر ومتعین ہوگیا، یعنی ضروری دینی کا انکار صریح متعین ہوگیا۔ اب اس مفتی نے زید پر کفر کلامی کا فتویٰ دیا تو یہاں دونوں فتویٰ اپنے مبنیٰ کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

یہ ایک امکانی صورت ہے کہ کفر فقہی کے بعد کفر کلامی کا فتویٰ عائد ہو۔ ہاں، کفر کلامی کے فتویٰ کے بعد پہلے فتویٰ کا حکم کالعدم اور منسوخ ہوجائے گا، اور مجرم کو کافر کلامی ماننا ہوگا۔

عذر کی صورتوں کا حکم الگ ہے، مثلاً کسی کو یہ خبر ہی نہ ہوسکی کہ بعد میں تحقیق صحیح کے بعد زید پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوا ہے، اور وہ لاعلمی کے سبب ملزم کو کافر فقہی سمجھتا رہا تو یہ شخص لاعلمی کے سبب معذور ہے۔

## تکفیر کلامی کے فتویٰ کے بعد احتمال نظر آئے تو کیا کرے؟

**سوال:** کفر کلامی کے فتویٰ کے بعد کسی دوسرے مفتی کو، یا اسی مفتی کو کلام، تکلم اور متکلم میں کوئی احتمال نظر آیا، جس کے سبب کفر کلامی کے فتویٰ کے بعد کفر فقہی کا حکم دیا تو کیا حکم ہے؟

**جواب:** جب کفر کلامی کے فتویٰ کے بعد احتمال نظر آیا تو پہلا فتویٰ صحیح نہیں تھا۔ بطور لغزش کفر کلامی کا فتویٰ صادر ہوگیا تھا، پس وہ ایک غلط فتویٰ تھا، وہ کفر کلامی کا فتویٰ نہیں تھا۔

اگر کفر کلامی کا پہلا فتویٰ صحیح ہے تو ملزم کافر کلامی ہے، اور کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ کسی تاویل کے سبب ضروری دینی کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ فتویٰ صحیح ہونے کی صورت میں خود اس مفتی کو بھی انکار واختلاف کا حق نہیں، جس نے فتویٰ دیا ہے۔

ضروری دینی کا ظنی علم ہو تو بھی ماننا ہے اور قطعی علم ہو تو بھی ماننا ہے۔ ظنی علم ہونے پر ضروری دینی کا انکار کیا تو تضلیل ہوگی اور قطعی علم ہونے کے بعد انکار کیا تو تکفیر ہوگی۔

کفر کلامی کا معنی یہ ہے کہ ملزم اسلام سے بالکل خارج ہے۔ کفر فقہی کا معنی یہ ہے کہ ملزم کا ضعیف سا تعلق اسلام سے باقی ہے، اور وہ اسلام سے بالکل خارج نہیں۔

ایک ہی قول پر دو فتویٰ کے سبب ایک ہی قول سے اسلام سے خروج اور عدم خروج دو

متضاد امر ثابت ہو جاتے ہیں۔ یہ اجتماع متضادین ہے، اور اجتماع متضادین محال ہے، اور یہ محال اس لیے لازم آیا کہ ایک ہی قول سے متعلق دونوں فتویٰ کو صحیح تسلیم کر لیا گیا، اور جس سے محال لازم آئے، وہ خود محال ہوتا ہے، لہٰذا ایک ہی قول پر کفر فقہی و کفر کلامی کا فتویٰ بیک وقت صحیح نہیں ہوگا۔ ایک فتویٰ صحیح ہوگا اور ایک فتویٰ غلط ہوگا۔

نیز قطعیات میں ایک ہی قول حق ہوتا ہے۔ کفر کلامی میں ضروری دینی کا انکار قطعی بالمعنی الاخص ہوتا ہے۔ اگر وہاں انکار قطعی بالمعنی الاخص ہے تو کفر کلامی ہوگا۔ وہاں کفر فقہی کی صورت نہیں، مثلاً زید نے ہزاروں کے مجمع میں ہوش وحواس میں اپنے قصد ورضا سے بلا جبر واکراہ کے کہا کہ معبود ایک نہیں، بلکہ دو ہے۔ ایک اللہ اور ایک شیطان۔ مجمع عام میں اس سے توبہ کا مطالبہ ہوا، لیکن اس نے توبہ نہ کی، بلکہ اپنے کلام پر اصرار کرتا رہا۔

اب کسی مفتی کو اس مجمع میں شریک بہت سے افراد نے بتایا کہ زید نے مجمع عام میں ہزاروں کے سامنے اپنے قصد ورضا سے کہا ہے کہ اللہ ایک نہیں، بلکہ دو ہے۔

مجمع عام ہی میں توبہ کا مطالبہ ہوا۔ اس نے توبہ سے انکار اور اپنے قول پر اصرار کیا، لیکن زید کا وہ خاص کفریہ کلام صرف تین آدمی نے مفتی کے سامنے بیان کیا اور نقل کیا۔ دیگر حضرات نے صرف ایسا مفہوم بیان کیا تھا، جس مفہوم میں مفتی کو احتمال بعید نظر آیا۔

اس صورت میں مفتی کو کلام ومتکلم میں احتمال نہیں، صرف تکلم میں احتمال بعید ہے، کیوں کہ بعینہ وہ کفری قول مفتی کو تواتر کے ساتھ دستیاب نہ ہو سکا۔ چوں کہ مفتی کے سامنے صرف تین شخص نے اس کفری قول کو بعینہ نقل کیا تو مفتی کو خبر متواتر سے وہ قول نہ مل سکا۔ دیگر حضرات نے مفتی کے سامنے اس کفری کلام کا مفہوم بیان کیا، جس میں مفتی کو احتمال بعید نظر آیا۔ اس عذر کے سبب اس نے کفر کلامی کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ کفر فقہی کا فتویٰ دیا۔

زید مذکورہ صورت میں یقیناً کافر کلامی ہے، لیکن مفتی کا فتویٰ ناقص تحقیق پر مبنی ہے۔ ظنیات میں ایسے فتویٰ پر عمل کی اجازت ہوگی۔ قطعیات میں ایسے فتویٰ پر عمل کی اجازت نہیں

، کیوں کہ اس میں ملزم کا اصل حکم شرعی بیان نہیں ہوسکا۔ مفتی کے معذور ہونے کی صورت بھی مفقود ہے۔ جب خبر مشہور سے ملزم کا اصل کلام مل گیا، جس میں عدم کفر کا احتمال بعید بھی نہیں، ایسی صورت میں ملزم پر کفر کلامی کا حکم عائد ہوگا۔

تکفیر کلامی کی شرط ہے کہ مفتی کی نظر میں تکلم قطعی بالمعنی الاخص ہوجائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خبر متواتر سے کفریہ کلام ملے، یا ملزم کی زبان سے مفتی وہ کلام سنے۔ مسئلہ حاضرہ میں شرط تکفیر سے قبل فتویٰ دینا غلط ہوا، نیز غلط فتویٰ دینا بھی غلط۔ مفتی نے بیک وقت دو جرم کا ارتکاب کیا۔ یہ فتویٰ باطل ہے اور مفتی، مجرم ہے۔

قطعیات میں نفس الامری حقیقت اور دلیل قوی کے اعتبار سے کسی امر کی حیثیت کا تعین ہوتا ہے، نہ کہ تحقیق ناقص کے اعتبار سے۔ قطعیات میں ایک قول حق ہوتا ہے، اس کے علاوہ سب باطل۔ ظنی واجتہادی مسائل میں مختلف اقوال پر عمل کی اجازت ہوتی ہے، گرچہ وہاں بھی مسلک صحیح کے مطابق عنداللہ ایک ہی قول حق ہوتا ہے، لیکن دیگر اقوال پر عمل کی اجازت ہوتی ہے، کیوں کہ جو عنداللہ حق ہے، اس پر دلیل قطعی موجود نہیں۔

## دو کلام کے اعتبار سے کفر کلامی و کفر فقہی کا فتویٰ

**سوال:** ایک شخص کا دو کلام ہے۔ ایک کے اعتبار سے وہ کافر فقہی ہے۔ ایک کے اعتبار سے وہ کافر کلامی ہے، پس یہاں دونوں کفر جمع ہوگئے اور اس شخص کا اسلام سے خروج اور اسلام میں ضعیف احتمال کے سبب دخول دونوں لازم آئے، اور یہ اجتماع متضادین ہے؟

**جواب:** یہاں دو قول کے اعتبار سے دو حکم آیا۔ قطعیات میں دلیل قوی کے اعتبار سے کسی امر کی حیثیت کا تعین ہوتا ہے، مثلاً نماز پنج گانہ کی فرضیت تواتر کے ساتھ مروی ہے اور احادیث آحاد میں بھی اس کا ذکر ہے۔ خبر متواتر سے جو ثابت ہو، وہ ضروری دینی ہوتا ہے اور جو خبر واحد سے ثابت ہو، وہ ظنی ہوتا ہے۔ چوں کہ یہاں نماز پنج گانہ کی دو دلیل ہوگئی

اور خبر متواتر قوی دلیل ہے، پس دلیل قوی کے اعتبار سے نماز پنج گانہ کو ضروری دینی قرار دیا جائے گا، گرچہ اس کا ذکر خبر واحد میں بھی ہے۔

کفر کلامی میں ضروری دینی کا انکار قطعی بالمعنی الاخص ہوتا ہے، اور عدم انکار کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا اور کفر فقہی میں عدم انکار کا احتمال ہوتا ہے، خواہ احتمال بعید ہو، جیسے کفر فقہی قطعی میں یا احتمال قریب ہو، اور وہ کسی دلیل کے سبب غیر معتبر ہو، جیسے کفر فقہی ظنی لزومی میں، پس انکار قطعی بالمعنی الاخص کے اعتبار سے ملزم کو اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا، یعنی دلیل قوی کے اعتبار سے ملزم کی حیثیت کا تعین ہوگا، اور وہ کفر فقہی کا بھی مجرم مانا جائے گا۔

ماقبل میں یہ بحث تھی کہ ایک ہی قول پر دو قسم کا حکم بیان کیا جائے اور ایک ہی قول کی بنیاد پر اسلام سے خروج اور عدم خروج دونوں ثابت تو یہ غلط ہے، کیوں کہ اس قول کی بنیاد پر ملزم یا تو خارج اسلام ہوگا یا خارج نہیں ہوگا۔ ایک ہی قول سے متعلق بیک وقت دونوں حکم صحیح نہیں ہو سکتے، ورنہ اجتماع متضادین لازم آئے گا۔ یہاں دو قول کی بنیاد پر دو حکم ہے۔ یہ صورت الگ ہے، وہ صورت الگ۔ دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے۔

**سوال:** جب دو قول کی بنیاد پر ایک ہی ملزم پر دو حکم عائد ہو، ایک حکم سے وہ اسلام سے کلی طور پر خارج ہو جائے، دوسرے قول کے سبب اسلام سے خارج نہ ہو تو اس کو اسلام سے خارج مانا جائے یا اسلام میں داخل؟

**جواب:** دلیل قوی کے اعتبار سے ملزم کی حیثیت کا تعین ہوگا۔ نماز پنج گانہ کی مثال ماقبل میں مرقوم ہوئی۔ جب وہ کافر کلامی ہے تو اس سے کسی ضروری دینی کا قطعی بالمعنی الاخص انکار ہوا ہے۔ قطعی بالمعنی الاخص ظنی سے بھی قوی ہے اور قطعی بالمعنی الاعم سے بھی قوی ہے، پس قطعی بالمعنی الاخص انکار کے لحاظ سے ملزم کو اسلام سے خارج مانا جائے گا۔ دیگر جرائم بھی ثابت ہیں تو ملزم کو ان جرائم کا مجرم بھی مانا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ السلام علیٰ حبیبہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب چہارم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## خلیل بجنوری اور اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کا دعویٰ

مذبذبین یہ سن کر آگ بگولہ ہوجاتے ہیں کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کی تھی۔ دراصل تکفیر دہلوی کو تکفیر کلامی ثابت کرنے کی کوشش خود خلیل بجنوری (م 1990) نے کی تھی، تاکہ اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی سے کف لسان کا کوئی ذریعہ فراہم ہوجائے۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کی تھی، اور کسی تاویل کے سبب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دہلوی کی تکفیر کلامی سے کف لسان کیا۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ کی تکفیر کلامی کی ہے اور ہم ان لوگوں کی تکفیر کلامی سے کف لسان کرتے ہیں تو ہم پر بھی کوئی الزام عائد نہیں ہونا چاہئے۔

اشخاص اربعہ کی تکفیر سے کف لسان کے سبب سال 1981 میں رسالہ: ''الاقوال القاطعۃ فی رد مؤید الوہابیہ'' میں خلیل بجنوری کی تکفیر کلامی کی گئی۔ تکفیر بجنوری پر ایک سو اسی (180) علمائے اہل سنت وجماعت کی تصدیقات ہیں۔ اس کے بعد خلیل بجنوری نے رسالہ: ''انکشاف حق'' لکھا۔ یہ رسالہ پہلی بار جمادی الاولیٰ 1404 مطابق فروری 1984 میں جمال پریس دہلی سے شائع ہوا۔ رسالہ مذکورہ کے مقدمہ (ص 66) اور مقالہ ہشتم میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کی تھی۔ متعدد علمائے کرام نے اس کے جوابات رقم فرمائے۔ ناگپور سے اس کا مفصل رد ''عجائب انکشاف'' کے نام سے چھپا۔ اس میں مرقوم ہے:

''مولوی اسماعیل دہلوی پر جن ذمہ دار علمائے حرمین اور علمائے ہند نے فتویٰ دیا ہے، وہ بر بنائے مذہب فقہا ہے۔ خواہ اسے مولوی نذیر احمد صاحب گجرات نے نقل کیا ہو، یا کسی اور صاحب نے۔ مذہب فقہا پر اگرچہ صریح نا قابل تاویل کے الفاظ استعمال فرمائیں، ان کے نزدیک صرف تبین دیکھا جاتا ہے، اور مذہب متکلمین پر علما جب تک اجماع اور متعین ومفسر نہ دیکھ لیں، تکفیر نہیں کرتے۔ متکلمین کے مذہب پر فتویٰ مجمع علیہ ہوتا ہے، جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ آپ غالباً یہ سمجھ رہے ہیں کہ شیخ جمال، سید احمد دحلان، مفتی ابوالسعود مدنی اور دوسرے علمائے کرام کی فہرست گنوا کر دھونس جم جائے گی اور آپ کی تبدیلی مذہب پر پردہ پڑ جائے گا، جی نہیں!

ان حضرات نے مولوی اسماعیل دہلوی پر مذہب فقہا کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہے جو صحیح ہے۔ چوں کہ مذہب متکلمین پر تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے، جیسا کہ آپ نے علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کی ہے کہ اگر قول میں ننانوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو بھی اسلام کا نکلتا ہو تو اس کو قبول کر لیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات گنوانے کے بعد اس کی تکفیر سے اسی مذہب متکلمین پر احتیاط فرمائی ہے، جو درست ہے۔

یہاں نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر کوئی حکم لگتا ہے، نہ آپ کے گنوائے ہوئے علمائے کرام پر، بلکہ فتویٰ آپ پر عائد ہوگا کہ آپ ابھی تک حکم کلامی پر چاروں اکابر کی تکفیر کرتے کرتے اب ان اکابر دیوبند کے کفر کلامی مجمع علیہ کو مولوی اسماعیل دہلوی کے فقہی غیر مجمع علیہ تکفیر پر قیاس کر کے آپ نے ان چاروں اکابر دیوبند کی تکفیر سے احتیاطاً سکوت کر لیا ہے، جب کہ ان چاروں اکابر دیوبند کے کفریہ اقوال میں تاویل بعید کی کوئی گنجائش نہیں۔ سو کیا، ہزار تاویلات سے یہاں ایک بھی چسپاں نہیں ہوتی، پھر آپ مجمع علیہ اور غیر مجمع علیہ سے

واقف ہیں، آپ نے عبارتیں نقل کی ہیں، جن پر بحث آگے آ رہی ہے''۔

(عجائب انکشاف: ص80-81 -مجلس اتحاد اسلامی کراچی)

منقولہ بالا عبارت میں صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی ہوئی تھی۔ خلیل بجنوری نے یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی ہوئی تھی۔

## تحقیقی جواب اور الزامی جواب

حضرت شارح بخاری قدس سرہ العزیز نے بھی تکفیر دہلوی سے متعلق دو تفصیلی مقالے رقم فرمائے تھے۔ باب دوم میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہوا کہ حضور شارح بخاری نے تکفیر دہلوی سے متعلق تحقیقی جواب بھی دیا ہے اور الزامی جواب بھی۔ دونوں کی الگ حیثیت ہے، مثلاً رافضی مناظر نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ذکر قرآن مقدس میں نہیں ہے، لہٰذا ہم ان کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جواب میں سنی مناظر نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں ہے۔ اگر کوئی ان کی خلافت کا انکار کرے تو تمہارے قول کے مطابق وہ انکار صحیح ہوگا۔

یہ محض الزامی جواب ہے۔ ہر سنی مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اسکات خصم کے واسطے الزامی جواب دیا جاتا ہے۔ الزامی جواب کے حدود و قیود ہیں۔ ایسا نہیں کہ الزامی جواب میں صریح کفریات بک دئے جائیں۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الزامی جواب منقول ہیں۔

باب دوم میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہوا کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے تکفیر دہلوی سے متعلق تحقیقی جواب بھی رقم فرمایا ہے اور الزامی جواب بھی۔

تحقیقی جواب میں آپ نے رقم فرمایا کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کی تھی اور تکفیر فقہی میں بھی من شک کا استعمال ہوتا ہے۔

الزامی جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ حضرت علامہ خیر آبادی کو اسماعیل دہلوی کے کلام میں کوئی تاویل بعید نظر نہ آئی، جس کے سبب حضرت علامہ خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی کی اور امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کو کوئی تاویل بعید نظر آئی جس کے سبب آپ نے تکفیر کلامی سے کف لسان کیا۔

واضح رہے کہ مذکورہ صورت میں تکفیر کلامی کا فتویٰ اول لغزش کے سبب غلط قرار دیا جائے گا اور مفتی معذور ہوگا، جب کہ اس نے حق کو پانے کے لیے محنت ومشقت کی ہو، اور شرائط فتویٰ کی رعایت کی ہو، پھر بھی بتقدیر الٰہی لغزش ہوگئی ہو۔ دونوں فتویٰ صحیح نہیں ہو سکتے، ورنہ ملزم کافر کلامی بھی ہوگا اور کافر کلامی نہیں بھی ہوگا اور یہ اجتماع متضادین ہے جو عقلاً باطل ہے، اور جو عقلاً باطل ہو، وہ شرعاً بھی باطل ہوتا ہے۔ کفر کلامی کفر قطعی بالمعنی الاخص ہے اور قطعیات میں ایک ہی قول حق ہوتا ہے، اس کے علاوہ سب باطل ہوتا ہے۔

جب فتویٰ اول میں لغزش پر مشتمل ہے تو وہ صحیح کیوں کر ہوسکتا ہے؟ نیز مفسر اور صریح متعین وہی ہے جس میں احتمال بعید کی بھی گنجائش نہ ہو، جب دوسرے معنی کا احتمال بعید یا احتمال قریب اس میں پایا جائے تو وہ مفسر اور صریح متعین کیوں کر ہوسکتا ہے؟

## مفسر یعنی صریح متعین کی تشریح

تکفیر دہلوی کی بحث میں حضور شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''ان عبارات سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صریح کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے معنی کا قطعاً احتمال نہ ہو، جیسا کہ امام ابن ہمام نے فرمایا: (**فان لم یستعمل فی غیرہ فاولٰی بالصراحۃ**) اگر وہ لفظ دوسرے معنی میں استعمال نہ کیا جائے تو بدرجہ اولیٰ صریح ہے۔ اس کو صریح متعین بھی کہتے ہیں۔ اسی قبیل سے وہ کفری کلام ہے جس کا معنی کفر ہی ہو، ظاہر معنی بھی کفر ہو، اور خفی معنی بھی کفر ہو۔ نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہو، نہ بعید کی، جیسے یہ کہنا کہ اللہ موجود نہیں۔

اس سے کلام کی دو قسمیں ثابت ہوگئیں۔صریح متبین ،صریح متعین۔

جمہور فقہائے کرام ایسے کلام کو جو کفری معنی میں صریح متبین ہو، قائل کو کافر کہتے ہیں۔ کتب فقہ میں سینکڑوں کلمات ایسے مذکور ہیں جو کفری معنی میں صریح متبین ہیں اور فقہا ان کے قائل کو کافر کہتے ہیں''۔(مقالات شارح بخاری: جلد دوم:ص 71-72-گھوسی)

منقولہ بالا اقتباس سے صریح متعین کا مفہوم واضح ہوگیا کہ اس میں تاویل قریب یا تاویل بعید کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔صریح متعین کفری کلام پر ہی تکفیر کلامی ہوتی ہے، پھر جب کسی کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہوتو وہ کلام صریح متعین نہیں ہوگا۔اگر لغزش کے سبب مفتی اس کلام پر تکفیر کلامی کردے تو وہ تکفیر کلامی نہیں ہوگی ، کیوں کہ احتمال فی الکلام موجود ہے اور تکفیر کلامی کے شرائط میں سے ہے کہ جہات ثلاثہ یعنی کلام،تکلم ومتکلم میں احتمال بعید بھی نہ پایا جائے۔بجنوری محررین الزامی جوابات پر غور نہیں کررہے ہیں۔وہ سمجھ رہے ہیں کہ اسماعیل دہلوی سے متعلق علامہ خیرآبادی کی تکفیر کلامی کو بھی صحیح بتایا جارہا ہے اور امام اہل سنت کی تکفیر فقہی کو بھی صحیح بتایا جارہا ہے، حالاں کہ اس فرضی صورت میں علامہ خیرآبادی کی تکفیر کلامی کو مبنی برخطا بتایا جارہا ہے۔مقالات شارح بخاری کی عبارت منقولہ ذیل ہے:

حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:

(1)''ایک مفتی کے سامنے ایک قول پیش ہوا،اور یہ مفتی واقعی مفتی ہے۔صحیح العقیدہ بھی ہے۔خداترس بھی ہے۔دین دار بھی ہے۔ذہین وفطین بھی ہے۔

اس کی طبعیت اخاذ اور اوراس کا ذہن وقاد بھی ہے۔اس نے اس کلمہ میں حتی الوسع پورا پورا غور وخوض کیا۔اسے اس کلمہ میں کوئی اسلام کا پہلو نہیں ملا۔

اس کو اس میں تاویل قریب تو قریب، بعید تاویل بھی سمجھ میں نہیں آئی۔جس کی بنا پر اس نے کلمہ کو اپنی صواب دید کے مطابق کفری معنی میں متعین جانا،ایسی صورت میں اس مفتی

پر فرض ہے کہ وہ یہ فتویٰ دے کہ اس کلمہ کا قائل کافر ہے۔ایسا جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے، وہ بھی کافر۔

لیکن وہی قول کسی اور مفتی کے سامنے پیش ہوا۔اس مفتی کو اس کلام میں کوئی تاویل سمجھ میں آئی، اور قائل کی نیت معلوم نہیں تو اسے یہ حق ہے کہ احتیاطاً اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرے''۔(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص 87 - دائرۃ البرکات گھوسی)

(2)''مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات کفریہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوئے۔

ہوسکتا ہے کہ باآں جلالت شان وذکاوت وفطانت ان حضرات کو ان کلمات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی، نہ قریب، نہ بعید۔ان حضرات کی نظر میں ان کے کلمات کفریہ صریح متعین نظر آئے، اس بنا پر ان حضرات نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر فرمائی۔

لیکن جب وہ کلمات مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علم میں آئے تو بمصداق ''**فوق کل ذی علم علیم**'' ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو اسلام کا پہلو سمجھ میں آیا۔گرچہ وہ بعید ہو، ضعیف ہو، اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کف لسان فرمایا''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص 89 - دائرۃ البرکات گھوسی)

منقولہ بالا عبارت کو بغور پڑھا جائے اور صریح متعین کی تشریح ملحوظ خاطر رہے۔ صریح متعین میں تاویل قریب یا تاویل بعید کی گنجائش ہی نہیں ہوتی ہے اور جب مفتی مابعد کو اس میں تاویل نظر آئی تو اس کا واضح مفہوم ہے کہ اس کلام میں تاویل کی گنجائش تھی اور وہ کلام کفری معنی میں صریح متعین نہیں تھا، اور جب کلام صریح متعین نہ تھا تو اس پر تکفیر کلامی ممکن نہیں، کیوں کہ تکفیر کلامی کی شرط مفقود ہے۔تکفیر کلامی کے واسطے احتمال فی الکلام کا نہ ہونا شرط ہے، کلام میں احتمال قریب واحتمال بعید کی گنجائش نہ ہو، تب تکفیر کلامی ہوتی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب پنجم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## تاویل سے عاجزی اور محتمل کلام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا)(سورہ کہف: آیت 29)

ترجمہ: اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے، ایمان لائے اور جو چاہے، کفر کرے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی۔(کنزالایمان)

منقوشہ بالا آیت مقدسہ سے کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ معاذ اللہ کفر کی اجازت دی جارہی ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ اسی طرح عہد حاضر میں بعض لوگوں کو علمائے اہل سنت وجماعت کے الزامی جوابات سے غلط فہمی ہوگئی۔ بعض لوگوں کو مقالات شارح بخاری کی ایک عبارت سے شبہہ ہوگیا کہ عجز عن التاویل کے سبب محتمل کلام مفسر ہوجاتا ہے، حالاں کہ یہ غلط ہے۔

محتمل کلام قائل کے بیان قطعی سے مفسر ہوجاتا ہے، نہ کہ تاویل سے عاجزی کے سبب۔ ہاں، جب کلام کفری معنی میں مفسر ہو تو تاویل کرنے والا اس کی صحیح تاویل سے عاجز ہوجاتا ہے۔ اسی عاجزی کا ذکر علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے۔

بعض لوگوں کو مقالات شارح بخاری کی درج ذیل عبارت سے شبہہ ہوگیا ہے۔

دہلوی کی تکفیر سے متعلق الزامی جواب میں حضور شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''ایک شبہہ کا ازالہ: اگر کوئی یہ کہے کہ جیسے استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت کو اسماعیل دہلوی کی کفریات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی، جس

کی بنا پر انہوں نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی، مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان کلمات میں تاویل نظر آ گئی جس کی بنا پر انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں کف لسان کیا۔

اسی طرح اس کا امکان ہے کہ اساطین دیو بند کے کلمات کفریہ میں آئندہ کسی صاحب کو کوئی تاویل سمجھ میں آ جائے جس کی بنا پر وہ کف لسان کرے، اس پر دو گزارش ہے۔

اول: محض اس احتمال پر کہ شاید آئندہ کسی صاحب کو ان میں کوئی تاویل سمجھ میں آ جائے، قائل کو کافر نہ کہنا کسی طرح جائز نہیں، ورنہ وہی خرابی لازم آئے گی کہ پھر کسی کلمہ کفر کے بکنے والے کو کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ اب نہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست ہوگا، نہ چکڑالویوں کو، اس لیے کہ سب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید آئندہ ان کے کفریات کی کوئی تاویل نکل آئے۔ بنائے کار اس پر ہے کہ جس مفتی کے سامنے مسئلہ پیش ہے، اسے از خود یا کسی کے بتانے سے اس کلمہ میں کوئی تاویل ملی یا نہیں؟ اگر نہیں ملی تو اس پر فرض ہے کہ قائل کے کافر ہونے کا فتویٰ دے۔ اس توہم پر کہ شاید آئندہ کوئی صاحب تاویل نکال دیں، تکفیر سے کف لسان کرنا خدا ناترسوں کو کفریات بکنے پر جری کرتا ہے۔

دوم: دوسری خاص بات یہ ہے کہ علمائے دیو بند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا، اگر انہوں نے اپنی عبارتوں کی توضیح میں کچھ کہا نہ ہوتا۔ ان سب نے اپنی اپنی عبارتوں کی توجیہیں کی ہیں، جن میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا ان عبارتوں سے کوئی لگاؤ نہیں اور خود ان کی تشریحات کی معارض ہیں یا پھر وہ توجیہات کفر ہی ہیں جس کی نظیر حفظ الایمان کی عبارت کی توجیہ میں گزری''۔ (مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص94-95- دائرۃ البرکات گھوسی)

منقولہ بالا اقتباس میں مرقوم دونوں گزراشوں سے مذبذبین کو غلط فہمی ہوئی۔

گزارش دوم سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ دیو بندی اکابر اپنے کفریات کی تاویل سے عاجز رہے، لہٰذا عجز عن التاویل کے سبب ان کی عبارتیں کفری معانی میں متعین و مفسر ہو

گئیں، حالاں کہ یہ مراد نہیں۔حضور شارح بخاری اسی بحث میں چند صفحات قبل صریح کی دونوں قسموں (صریح متبین وصریح متعین) کو تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے۔ان کی عبارت بھی نقل کی گئی ہے کہ صریح متعین وہ ہے جس میں تاویل قریب وتاویل بعید کی گنجائش نہیں۔

گزارش دوم میں بھی یہی بتایا جارہا ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ کی عبارتیں کفری معانی میں متعین ہیں۔خود ان قائلین نے بھی تاویل کی کوشش کی، لیکن چوں کہ عبارتیں کفری معانی میں متعین ہیں، لہٰذا متعین فی الکفر ہونے کے سبب نہ کوئی صحیح تاویل ہو سکتی تھی، اور نہ کوئی صحیح تاویل ہوسکی۔اس سے بھی ظاہر ہوگیا کہ یہ کلمات کفری معانی میں متعین ومفسر ہیں۔ایسا نہیں کہ تاویل سے عاجز ہونے کے سبب یہ کلمات مفسر ہوگئے۔

حضور شارح بخاری کے الفاظ پر غور کریں: آپ نے لکھا ہے: ''دوسری خاص بات یہ ہے کہ علمائے دیوبند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا''۔اس عبارت میں تاویل کے غیر مفید ہونے کی بات نہیں ہے، بلکہ احتمال تاویل کے غیر مفید ہونے کی بات ہے۔سوال میں بھی امکان تاویل کی بات ہے۔تاویل اور امکان تاویل میں فرق ہے۔اگر کسی کلام میں تاویل کی گنجائش ہو تو وہ صریح متعین نہیں ہوگا اور محض امکان تاویل ہو تو وہ صریح متعین ہوگا۔

تاویل کا امکان محض دراصل احتمال باطل ہے۔تاویل کے اسی امکان محض کی تشریح گزارش اول میں ہے۔تاویل کے امکان محض کو احتمال باطل کہا جاتا ہے۔اس کی تشریح کے واسطے تاویل کی متعدد صورتوں پر غور کرنا ہوگا۔احتمال بعید اور احتمال محض میں فرق ہے۔قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا احتمال بعید نہیں ہوتا، لیکن جانب مخالف کا امکان محض (احتمال محض) ہوسکتا ہے۔اس سے قطعیت بالمعنی الاخص باطل نہیں ہوتی۔صریح متعین اور مفسر قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہے۔کسی کو اس مقام پر غلط فہمی ہوسکتی ہے، لہٰذا احتمال محض یعنی امکان محض ودیگر احتمالات کی تفصیل باب چہارم میں رقم کردی گئی ہے۔

اسماعیل دہلوی کے کلام کو محض فرض وتقدیر کے طور پر متعین فی الکفر مانا گیا ہے، اوران مخالفین کے سوال کا جواب دیا گیا ہے جو یہ کہتے تھے کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی ہوئی تھی۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ مکمل غور وفکر اور محنت ومشقت کے باوجود حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز کو اسماعیل دہلوی کا کلام کفری معنی میں متعین ومفسر نظر آیا، پس آپ نے اس کی تکفیر کلامی کی، لیکن امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کو دہلوی کے کلام میں احتمال بعید نظر آیا، پس آپ نے اس کی تکفیر کلامی نہ کی، بلکہ تکفیر فقہی کی۔

یہ مخالفین کو الزامی جواب ہے۔ اس صورت میں حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز کی تکفیر کلامی کو غلط ماننا ہوگا اور انہیں معذور، بلکہ محنت ومشقت کے سبب ان کو ماجور ماننا ہوگا۔ ایسا نہیں کہ تکفیر کلامی کا فتویٰ بھی صحیح ہو، اور اس کے بعد تکفیر فقہی کا فتویٰ بھی صحیح ہو۔

## محتمل کلام اور قائل کے مختلف احکام

محتمل کلام جس میں متعدد معانی کا مساوی احتمال ہو۔ اس کی متعدد صورتیں ممکن ہیں:

(1) کوئی محتمل کلام ایسا ہو کہ اس کے متعدد معانی ہوں اور کوئی معنی کفری نہ ہو۔

(2) اس کا بعض معنی کفر کلامی ہو، بعض کفر فقہی ہو، اور بعض معنی غیر کفری ہو۔

(3) اس کے تمام معانی کفری ہوں۔ بعض معنی کفر کلامی ہو، اور بعض معنی کفر فقہی۔

(4) اس کے تمام معانی کفر کلامی ہوں۔

## قائل کے احکام کی تفصیل

(1) اگر کوئی معنی کفری نہیں تو قائل پر حکم کفر وارد نہیں ہوگا۔

(2) اگر بعض معنی کفر کلامی اور بعض معنی کفر فقہی اور بعض معنی غیر کفری ہو۔ سوال ہونے پر قائل نے کفر کلامی والے معنی کو اپنی مراد بتایا تو وہ کافر کلامی ہے۔ کوئی شخص اس کلام کا غیر کفری معنی بیان کرے تو بھی قائل کافر کلامی ہی رہے گا، کیوں کہ اس نے کفر کلامی

والے معنی کو اپنی مراد بتایا ہے۔کسی غیر کی تاویل سے وہ کفر ختم نہیں ہوسکتا ہے۔

(3) اگر بعض معنی کفر کلامی ہو، اور بعض معنی کفر فقہی ۔سوال ہونے پر قائل نے کفر کلامی والے معنی کو اپنی مراد بتایا، پس وہ کافر کلامی ہے۔اب اگر کوئی شخص کفر فقہی والا معنی بیان کرے تو بھی قائل کافر کلامی رہے گا، کیوں کہ قائل نے کفر کلامی والے معنی کو اپنی مراد بتایا ہے۔دوسروں کی تاویل سے اس کا کفر ختم نہیں ہوسکتا۔

(4) اگر تمام معانی کفر کلامی کے ہوں تو جس معنی کو اپنی مراد بتائے گا، وہ کافر کلامی ہوگا۔اگر معنی مراد نہ بتائے تو بھی کفر کلامی کا ہی حکم ہوگا، کیوں کہ ہر معنی کفر کلامی کا ہی ہے۔

الغرض محتمل کی مذکورہ بالا چار صورتوں میں سے پہلی صورت میں حکم کفر نہیں ۔ باقی تین صورتوں میں قائل پر کفر کلامی کا حکم ہوگا، گرچہ صورت دوم وسوم میں ایسی صورت موجود ہے کہ کفر کلامی کا حکم عائد نہ ہو، لیکن قائل نے کفر کلامی والا معنی بیان کر دیا ہے۔اب کوئی شخص اس کلام کا دوسرا معنی بیان کرے تو قابل قبول نہیں ہوگا۔قائل کی نیت کا اعتبار ہے۔

فرقہ دیوبندیہ کے اشخاص اربعہ کے کفریہ کلمات کفری معنی میں صریح متعین اور مفسر ہیں ۔اگر بفرض محال ان کلمات کو محتمل بھی فرض کر لیا جائے تو بھی کسی کی تاویل سے ان اشخاص اربعہ کا کفر کلامی ختم نہیں ہوگا، کیوں کہ ان لوگوں نے وہ معنی بیان کیا ہے جو کفر کلامی ہے، اور بعض وہ معنی بیان کیا ہے جس کا کوئی تعلق ان کفریہ کلمات سے نہیں ۔دراصل وہ تاویلات باطلہ ہیں۔دراصل صریح متعین کلام میں متعدد معانی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حضور شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''جو کلام کئی معنی کا احتمال رکھتا ہو، بعض کفر ہو، اور بعض کفر نہ ہو، ایسے کلام کا کہنے والا اس وقت کفر سے بچے گا جب کہ وہ بتائے کہ میری مراد وہ معنی ہے جو کفر نہیں اور اس معنی کا اس کلام میں احتمال بھی ہو، یعنی اس کلام کا وہ معنی صحیح ہو''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص95-دائرۃ البرکات گھوسی)

''یہ اخیر کی گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ ان کفری عبارتوں کی کوئی صحیح تاویل کوئی صاحب نکال سکیں، مگر ہمیں یقین ہے کہ قیامت تک کوئی صاحب ان عبارتوں کی کوئی ضعیف سے ضعیف، بعید سے بعید ایسی تاویل نہیں نکال سکتے جو ان کو کفر سے بچا سکے''۔

(مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص95- دائرۃ البرکات گھوسی)

منقولہ بالا اقتباسات سے بھی بعض لوگوں کو شبہہ ہوا کہ فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ اپنی عبارتوں کی صحیح تاویل سے عاجز رہے، لہٰذا عجز عن التاویل کے سبب ان کی عبارتیں کفری معنی میں متعین ہوگئیں، حالاں کہ شروع بحث ہی میں کہا گیا ہے:

''جو کلام کئی معنوں کا احتمال رکھتا ہو، بعض کفر ہو، اور بعض کفر نہ ہو''۔

یعنی یہ بحث اس تقدیر پر ہے کہ اشخاص اربعہ کے کلمات کو محتمل فرض کیا جائے، تب بھی ان لوگوں کا کفر ختم نہیں ہو سکے گا، کیوں کہ ان لوگوں نے جو معانی بتائے، وہ کفری معانی ہیں، اور بعض تاویلات کا ان کی کفریہ عبارتوں سے کچھ تعلق نہیں، بلکہ تاویلات باطلہ ہیں۔ اب چوں کہ وہ لوگ وہ معانی بتا چکے جو کفر کلامی ہیں تو کسی دوسرے شخص نے ان کلمات کی صحیح تاویل بھی کر دی تو بھی ان لوگوں کا کفر کلامی ختم نہیں ہوگا۔ یہ بحث اس صورت میں ہے کہ اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کو محتمل مانا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ عبارتیں کفری معانی میں متعین و مفسر ہیں۔ اسی بحث میں مقالات شارح بخاری (جلد دوم: ص85-86) میں حفظ الایمان، تحذیر الناس و براہین قاطعہ کی عبارتوں کو کفری معنی میں متعین و مفسر بتایا گیا ہے۔

## کیا تاویل کے سبب اشخاص اربعہ کا کفر ختم ہو سکتا ہے؟

**سوال:** اگر عہد حاضر میں کوئی شخص قادیانی اور اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کی ایسی صحیح تاویل پیش کرے، جس سے نہ کفر کلامی کا حکم عائد ہو، نہ ہی کفر فقہی و ضلالت و گمرہی کا حکم عائد ہو، تو کیا اس تاویل کے سبب قادیانی و اشخاص اربعہ کو مومن تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

**جواب:** مفسر کلام میں تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مفسر کلام میں نہ تاویل قریب کی گنجائش ہوتی ہے، نہ تاویل بعید کی۔ ایسی صورت میں اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں میں کوئی صحیح تاویل ممکن نہیں۔ برسبیل تنزل اگر ایسی صحیح تاویل کوئی پیش بھی کردے تو بھی اس سے اشخاص اربعہ کا کفر ختم نہیں ہوگا۔ تاویل سے کفر ختم ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہی معنی قائل کی مراد ہو جو مؤول نے بیان کیا ہے۔ اگر قائل کی مراد کفری معنی ہے تو وہ کافر ہے۔ کسی کی تاویل سے مجرم کا کفر ختم نہیں ہوسکتا۔ قائل کی نیت کا اعتبار ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق اور تاویل کے غیر مفید ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہ العزیز کو تحریر فرمایا: ''کفر وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے کرام حرمین شریفین (جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے عام مسلمین کے نزدیک ارجح واعلیٰ ہے) اجماع فرما چکے، اور میرے یہاں کے کتب ورسائل مثل تمہید ایمان وحسام الحرمین ووقعات السنان وادخال السنان والموت الاحمر وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہار حق کا اٹھا نہ رکھا۔ مرتدین کو کچھ بناتے نہ بنی، خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکت مذبوحی کی، انہیں کے منہ پر پڑی، اور آج تک جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت رہی؟

بفرض باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو ان مرتدین کو کیا نفع، اور ان کا کفر کیوں کر دفع، کہ ان کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پہلے اگل نہ دیتے۔ ضرور ان کی مراد معنی کفر ہی تھے، اور وہ کافر۔ درمختار میں ہے: ''**ثم لو نیته ذلک فمسلم والا لم ینفعه حمل المفتی علیٰ خلافه**''۔ (الطاری الداری: ص83- حسنی پریس بریلی)

کلام کی دو قسمیں ہیں۔ متعین ومحتمل۔ متعین وہ کلام ہے جس کا ایک ہی مفہوم ہو۔

اس کی ایک ہی قسم ہے۔اس کو حنفی اصول فقہ میں ''مفسر'' کہا جاتا ہے۔چوں کہ اس میں دوسرے معنی کا احتمال ہی نہیں ہوتا تو تاویل کے ذریعہ دوسرا معنی مراد لینا صحیح نہیں۔اشخاص اربعہ کے کلمات کفری معنی میں مفسر ہیں۔وہ محتمل کلام نہیں کہ ان میں دیگر معانی کا احتمال ہو۔دیابنہ ڈیڑھ سو سال سے تاویل کر رہے ہیں۔اشخاص اربعہ کا کفر اپنی جگہ پر قائم ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ القوی نے رقم فرمایا:''بفرض باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں''۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر فرض محال کے طور پر ان کلمات کو محتمل بھی مان لیا جائے تو بھی تاویل کے سبب حکم کفر ختم نہیں ہوگا، کیوں کہ محتمل کلام میں حکم کا مدار قائل کی اپنی مراد پر ہوتا ہے۔مفتی کسی تاویل کے سبب کافر نہ کہے، اور قائل کی مراد کفری معنی ہے تو قائل کافر ہی ہوگا۔مفتی کی تاویل اس کے حق میں مفید نہیں۔

''بفرض باطل'' سے یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اشخاص اربعہ کے کلمات کفری معانی میں مفسر اور صریح متعین ہیں۔ان میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں۔اگر کلام مفسر ہو تو کلام پر ہی شرعی حکم نافذ ہوتا ہے۔قائل کی مراد سے حکم شرعی کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ایسے کفری کلام کی تاویل بھی کفر ہے۔

دراصل مفسر (صریح متعین) کلام میں کسی دوسرے معنی کا احتمال ہی نہیں ہوتا ہے۔نہ احتمال قریب ہوتا ہے، نہ احتمال بعید۔اگر احتمال بعید بھی ہو تو وہ کلام صریح متعین (مفسر) نہیں ہوگا۔کفر کلامی کا فتویٰ اسی وقت دیا جاتا ہے، جب کلام کفری معنی میں فی نفسہ صریح متعین ہو، یا قائل کے بیان قطعی سے صریح متعین ہو جائے۔

صریح متعین (مفسر) کلام کا وجود ہے۔ضروریات دین کا ثبوت صریح متعین یعنی مفسر آیات مقدسہ سے ہوتا ہے۔وہ کلام سب کے نزدیک مفسر ہوتا ہے۔ایسا نہیں کہ بعض کی نظر میں مفسر ہو، اور بعض کی نظر میں غیر مفسر ہو۔اگر ایسا ہوتا تو بہت سی ضروریات دین

میں اختلاف ہوتا ۔جب کہ ضروریات دین میں گمراہ فرقوں کا بھی اختلاف نہیں ہوتا ۔ مرتدین کا اختلاف ہوسکتا ہے،لیکن وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوتے ہیں،ان کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ ضروریات دین میں کسی کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔

## اسماعیل دہلوی کی تکفیر اور تاویل

منقولہ بالا اقتباس سے اسماعیل دہلوی کا معاملہ بھی حل ہوگیا۔بالفرض اگر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی پر کفر کلامی کا فتویٰ دیا ہوتا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تاویل کے سبب وہ کفر کلامی ،کفر فقہی میں نہیں بدل سکتا تھا،جیسے حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کی تاویل سے اشخاص اربعہ کا کفر ختم نہیں ہوسکتا۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت سے قبل ہی اسماعیل دہلوی کی موت ہوچکی تھی۔وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو اپنی کوئی تاویل بتا نہیں سکتا۔

جب مفتی کی تاویل سے اشخاص اربعہ کا کفر نہیں بدل سکتا تو اسماعیل دہلوی کا کفر کلامی بھی مفتی کی تاویل سے کفر فقہی سے نہیں بدل سکتا۔شرعی اصول وقوانین کے اعتبار سے دہلوی پر کفر کلامی کا فتویٰ امکان سے باہر ہے۔جو لوگ کہتے ہیں کہ قرینہ کے سبب دہلوی کا صریح متبین کلام،صریح متعین ہوگیا،وہ صرف اتنا ثابت کردیں کہ قرینہ سے قطعیت بالمعنی الاخص کا ثبوت ہوتا ہے۔قطعی بالمعنی الاخص ہی کو صریح متعین کہا جاتا ہے۔

دراصل اسماعیل دہلوی کے کلمات کفری معنی میں صریح متبین ہیں ،صریح متعین (مفسر)نہیں۔حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے بھی کفر فقہی کا فتویٰ دیا تھا،اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسی کفر فقہی کی تائید فرمائی۔

حضرت مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی قدس سرہ العزیز کی کتاب ''انوار آفتاب صداقت'' کو امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے 32:دنوں(21:محرم الحرام

1339 تا2: ربیع الاول1339 ) میں بالاستیعاب سماعت فرمائی۔آپ نے رقم فرمایا:

''خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی''۔

(انوار آفتاب صداقت:ص23-کتب خانہ سمنانی میرٹھ)

اس کتاب میں حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز ودیگر علمائے ہند کی جانب سے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کا ذکر ہے۔علمائے حرمین طیبین نے بھی دہلوی کی تکفیر کی تھی،ان علمائے اسلام کے فتویٰ تکفیر کی عبارت اس کتاب میں منقول ہے۔

اگر اسماعیل دہلوی کے خلاف مذکورہ علمائے کرام نے کفر کلامی کا فتویٰ دیا ہوتا تو آپ تحریر فرماتے کہ اس کتاب میں مندرج ایک مسئلہ سے مجھے اختلاف ہے کہ اسماعیل دہلوی میری تحقیق میں کافر فقہی ہے اور مذکورہ علمائے کرام کی تحقیق میں کافر کلامی ہے۔

مجدد گرامی نے اپنی تقریظ میں رقم فرمایا:''فقیر اپنے تمام اخوان اہل سنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے''۔(انوار آفتاب صداقت:ص23) آپ نے کہیں بھی اختلاف کا ذکر نہ کیا۔

علمائے اہل سنت اور وہابیہ ودیابنہ بھی ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی پر کفر فقہی کا فتویٰ دیا تھا۔اب چند سالوں سے بعض لوگ کہنے لگے کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ نے دہلوی پر کفر کلامی کا فتویٰ دیا تھا۔یہ نظریہ غلط بھی ہے،اور بے شمار مفاسد کی بنیاد بھی۔

کافر فقہی کو متکلمین اپنی اصطلاح میں گمراہ کہتے ہیں۔یہ لفظی اختلاف ہے۔اس کی بحث صفحہ 19 میں مرقوم ہے۔حضرت علامہ فضل رسول بدایونی اور امام احمد رضا قادری علیہما الرحمۃ والرضوان باب تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر تھے۔اسماعیل دہلوی کو اُسی عہد میں حضرت علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز نے گمراہ کہا۔

مجدد گرامی علیہ الرحمۃ الرضوان نے اپنے عہد میں دہلوی کو گمراہ کہا ، اور الکوکبۃ الشہابیہ، سل السیوف الہندیہ وغیرہ میں اسے کافر فقہی بھی تسلیم فرمایا۔ابن عبدالوہاب نجدی بھی کافر فقہی ہے۔متکلمین اسے بھی گمراہ کہتے ہیں۔فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب منقولہ ذیل ہے۔اس میں اصطلاح متکلمین کے مطابق دہلوی کو گمراہ کہا گیا ہے۔

**مسئلہ:**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کو حق جانتا ہو،اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے ،یا نہیں؟ بینوا توجروا

**الجواب:** اگر اس کے ضلالت وکفریات پر آگاہی ہو کر اسے اہل حق جانتا ہو تو خود اس کی مثل گمراہ بددین ہے،اور اس کے پیچھے نماز کی اجازت نہیں۔اگر نادانستہ پڑھ لی ہو تو جب اطلاع ہو،اعادہ واجب ہے: **کما ھو الحکم فی سائر اعداء الدین من المبتدعین الفسقۃ المردۃ المفسدین**۔اور اگر آگاہ نہیں تو اسے اس کے اقوال ضالہ دکھائے جائیں،اس کی گمرہی بتائی جائے۔رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ بطور نمونہ مطالعہ کرایا جائے۔

اگر اب بعد اطلاع بھی اسے اہل حق کہے تو وہی حکم ہے،اور اگر توفیق پائے ،حق کی طرف فاخوانکم فی الدین: واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم:ص189 -رضا اکیڈمی ممبئی )

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں خلق قرآن کے قائلین یعنی معتزلہ وغیرہ کو کافر فقہی قرار دیا گیا۔قرآن مقدس کو غیر مخلوق ماننا ضروریات اہل سنت میں سے ہے۔ائمہ فقہا وائمہ محدثین خلق قرآن کے قائلین کے بارے میں فرماتے :''من شک فی کفرہم فقد کفر۔متکلمین اپنی اصطلاح کے اعتبار سے ان معتزلہ کو گمراہ کہتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی کے کفر فقہی کو سمجھنے کے واسطے سب سے سریع الفہم مثال معتزلہ کی ہے

۔معتزلہ اور دہلوی دونوں کی تکفیر میں ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا اصول استعمال ہوا۔ دہلوی سے متعلق بھی وہی سختی اختیار کی گئی جو سختی معتزلہ کے خلاف اپنائی گئی تھی۔

کافر فقہی کا عذاب دائمی نہیں، لہٰذا معتزلہ اور اسماعیل دہلوی دونوں کی تکفیر میں ''من شک فی کفرہ فقد کفر'' کا استعمال ہوا۔''وعذابہ'' کا لفظ حذف کر دیا گیا۔دونوں کے لیے حکم قتل بیان کیا گیا۔معتزلہ اور دہلوی کی تکفیر میں بہت سے امور میں یکسانیت ہے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کو بھی فقہا کافر کہتے ہیں اور متکلمین گمراہ کہتے ہیں۔

حضرت علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز نے ''المعتقد المنتقد'' (ص130-132) میں تقویۃ الایمان کی بحث شفاعت کی عبارتوں پر بحث فرمائی اور دہلوی کے نظریات کو ضلالت وگمرہی قرار دیا۔المعتقد میں اسماعیل دہلوی کی متعدد عبارتوں پر بحث ہے، ہر جگہ تضلیل ہے، تکفیر نہیں۔علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز نے شفاعت سے متعلق دہلوی کے نظریات پر رقم فرمایا:(**ولما ظهر بما ذكرناه مخالفة النجدية فى هذه العقيدة لاهل السنة،لا حاجة الى تفصيل ما فيه من الضلال والتضليل**)

(المعتقد المنتقد :ص132-المجمع الاسلامی مبارک پور)

ترجمہ:جب ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ فرقہ نجدیہ (دہلوی اور اس کے متبعین) اس عقیدۂ شفاعت میں اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں تو تقویۃ الایمان میں جو گمرہی اور گمراہ گری ہے،اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

## ابن عبدالوہاب نجدی کی تکفیر فقہی

ابن عبد الوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی دونوں کافر فقہی ہیں اور متکلمین اپنی اصطلاح کے مطابق ان دونوں کو گمراہ کہتے ہیں۔نجدی کی تکفیر فقہی سے بھی دہلوی کی تکفیر فقہی

کا مسئلہ سمجھا جاسکتا ہے۔حضرت علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے (''سیف الجبار'' (ص89-90-استنبول ترکی) میں نجدی کی تکفیر فقہی کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ابن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) کے کفر فقہی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا: ''ابن عبدالوہاب نجدی کے کفر عام آشکار ہیں۔ اکابر عرب وعجم نے دفتر کے دفتر اس کی تکفیر وتضلیل میں تصنیف فرمائے۔وہ روضہ انور کو صنم اکبر کہتا اور چھ سو برس کے تمام ائمہ واکابر کو کافر اکفر، اور کچھ نہ ہوتا تو یہی اس کے کفر کو کیا کم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامیر المومنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وسیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالی اسمائے طیبہ محض بلا تعظیم لکھ کر کہا۔یہ سب جہنم کی راہیں ہیں''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: ص127-رضا اکیڈمی ممبئی)

امام احمد رضا قادری نے متکلمین کے مذہب کے مطابق ابن عبدالوہاب نجدی واسماعیل دہلوی کو گمراہ قرار دیا۔اقتباسات مرقومہ ذیل ہیں:

(الف) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''وہابیہ کا معلم اول ابن عبدالوہاب نجدی اور معلم ثانی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان دونوں سخت گمراہ، بددین تھے۔تقویۃ الایمان، وصراط مستقیم ورسالہ یک روزی وتنویر العینین تصانیف اسماعیل دہلوی صریح ضلالتوں، گمراہیوں اور کلمات کفریہ پر مشتمل ہیں''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد ہیزدہم ص329-جامعہ نظامیہ لاہور)

(ب) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے محمد واحمد نام رکھنے کے فضائل بیان کرتے ہوئے رقم فرمایا کہ اس مقدس نام کے سبب گمرہوں کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

''محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لیے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک

یقیناً حرام ہے''۔(فتاویٰ رضویہ: جلد پانزدہم ص 281- جامعہ نظامیہ لاہور)

(ج) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے اپنے ایک فتویٰ میں مشتبہ الحال افراد سے درج ذیل امور ودیگر امور پر دستخط لینے کا مشورہ دیا:

(۱) مذہب وہابیہ ضلالت وگمرہی ہے۔

(۲) پیشوایان وہابیہ مثل ابن عبدالوہاب نجدی واسماعیل دہلوی ونذیر حسین دہلوی وصدیق حسن بھوپالی اور دیگر چھٹ بھئے آروی، بٹالی، پنجابی، بنگالی سب گمراہ بددین ہیں۔

(۳) تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ورسالہ یک روزی وتنویر العینین تصانیف اسماعیل اوران کے سواد ہلوی وبھوپالی وغیرہما وہابیہ کی جتنی تصنیفیں ہیں، صریح ضلالتوں، گمراہیوں اورکلمات کفریہ پر مشتمل ہیں۔(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: ص 404- جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا اقتباسات سے واضح ہوگیا کہ متکلمین کا فرفقہی کو گمراہ کہتے ہیں۔

## کافر کلامی کے کلام میں تاویل کی اجازت نہیں

بجنوری نے اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کی تاویل کی اور یہ سمجھا کہ جب ہم نے تاویل کردی تو اب عناصر اربعہ کا کفر ختم ہوگیا، حالاں کہ تاویل باطل سے کفر ختم نہیں ہوتا۔

تکفیر کلامی اسی وقت ہوتی ہے جب کلام کفری معنی میں مفسر ومتعین ہو۔ اگر ملزم کہے کہ ہماری وہ مراد نہیں تو اسے اپنے کفریہ کلام سے توبہ ورجوع کرکے اپنے کلام کو بدلنا ہوگا۔ تھانوی نے ''تغییر العنوان'' میں اپنی کفریہ عبارت بدلی، لیکن توبہ نہیں کیا، پس حکم کفر باقی رہا۔

جب کلام کفری معنی میں مفسر ہوتو کلام ہی پر حکم نافذ ہوتا ہے۔ قائل کی مراد سے حکم کا تعلق نہیں ہوتا۔ مفسر میں صحیح تاویل کی گنجائش ہی نہیں، اور کفریہ کلام کی تاویل باطل خود کفر۔

''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' کی غلط تاویل کرتے ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر آج بھی کسی کو کوئی تاویل نظر آئی اور اس کی تحقیق میں اشخاص اربعہ کا کفر ثابت نہ ہوسکا تو

وہ اسے کافر نہیں مانے گا اور اس پر ''من شک'' حکم نافذ نہیں ہوگا۔ بجنوری نے بھی اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کی تاویل کی تھی اور علمائے حق نے اسے متفقہ طور پر کافر قرار دیا۔

(1) ایک شخص نے براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت کی تاویل کی تھی۔ اس وقت اس کا مؤلف خلیل انبیٹھوی زندہ تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے جواب میں رقم فرمایا:

''بفرض غلط اوروں میں تاویل ممکن ہو تو وہ مسلم کے کلام میں ہوتی ہے کہ اس پر کفر نہ آنے پائے۔ جس پر کفر آچکا، اس کے لیے تاویل کس غرض سے''۔

(الموت الاحمر: ص8: جامعۃ الرضا بریلی شریف)

تحقیق کامل کے بعد جس کی صحیح تکفیر کلامی ہو چکی ہے، وہ کافر کلامی ہے۔ اب اس کے کلام میں تاویل کی ضرورت نہیں۔ مومن کے کلام میں تاویل تلاش کی جاتی ہے، تاکہ اس پر حکم کفر عائد نہ ہو سکے۔ جو لوگ قادیانی اور اشخاص اربعہ کی کفریہ عبارتوں کی تاویل کرتے ہیں، وہ کفار کے کلام کی تاویل کرتے ہیں۔ وہ مومن کے کلام کی تاویل نہیں۔

اگر اشخاص اربعہ کے پاس کوئی صحیح تاویل ہوتی تو وہ خود بتا دیتے۔ وہ لوگ تکفیر کے بعد بھی کوئی صحیح تاویل نہ بتا سکے، اور تاویل باطل قبول نہیں۔ دراصل جب کلام کفری معنی میں متعین ہو تو تاویل کی گنجائش نہیں۔ اگر تاویل کی گنجائش ہو تو وہ کلام کفری معنی میں مفسر نہیں ہو گا۔ بعض لوگ علمائے حق کے ارشادات بھول گئے اور بجنوری نظریات کی طرف چل پڑے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے اسماعیل دہلوی کو کافر کلامی قرار دیا تھا، پس کافر کلامی اسلام سے بالکل ہی خارج ہوتا ہے جیسے کہ یہود ونصاریٰ۔ جب کافر کے کلام کی تاویل نہیں کی جاتی ہے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز دہلوی کے کلمات کی تاویل کر کے اسے داخل اسلام کیسے کر سکتے ہیں۔ کافر کلامی کو کافر فقہی قرار دیا جائے تو خارج اسلام کو داخل اسلام قرار دینا ہے۔ کافر فقہی کا ضعیف سا تعلق اسلام سے باقی رہتا ہے۔ کافر کلامی من کل الوجوہ خارج اسلام ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ حضرت

علامہ خیرآبادی اور امام اہل سنت قدس سرہما دونوں کے یہاں اسماعیل دہلوی کافر فقہی ہے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے اشخاص اربعہ کی تکفیر کلامی پر علمائے حرمین طیبین کے اتفاق اور تاویل کے غیر مفید ہونے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہ العزیز کو تحریر فرمایا: ''کفر وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے کرام حرمین شریفین (جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے عام مسلمین کے نزدیک ارجح واعلیٰ ہے) اجماع فرما چکے، اور میرے یہاں کے کتب ورسائل مثل تمہید ایمان وحسام الحرمین ووقعات السنان وادخال السنان والموت الاحمر وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہار حق کا اٹھا نہ رکھا۔ مرتدین کو کچھ بناتے نہ بنی، خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکت مذبوحی کی، انہیں کے منہ پر پڑی، اور آج تک جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت رہی؟

بفرض باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو ان مرتدین کو کیا نفع، اور ان کا کفر کیوں کر دفع، کہ ان کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پہلے اگل نہ دیتے۔ ضرور ان کی مراد معنی کفر ہی تھے، اور وہ کافر۔ درمختار میں ہے: ''**ثم لو نیته ذلک فمسلم والا لم ینفعه حمل المفتی علیٰ خلافه**''۔ (الطاری الداری: ص83- حسنی پریس بریلی)

جب زید کی تاویل سے قادیانی مومن نہیں ہوسکتا۔ اب زید کوئی تاویل کرلے اور کہے کہ میں فلاں تاویل کے سبب قادیانی کو مومن مانتا ہوں تو وہ ایک کافر کلامی کو مومن مانتا ہے۔ کافر کلامی کو مومن ماننے والا خود کافر ہے، پس زید کی تاویل سے قادیانی تو مومن نہ ہوسکا، لیکن زید ایک کافر کلامی کو مومن مان کر ضرور کافر ہوگیا۔ ایسی تاویل سے کیا فائدہ۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب ششم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## الزامی جوابات اور مذبذبین کے شبہات

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:(وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا)(سورہ کہف: آیت 29)

ترجمہ: اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے، ایمان لائے اور جو چاہے، کفر کرے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لیے وہ آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی۔(کنز الایمان)

منقوشہ بالا آیت مقدسہ سے کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ معاذ اللہ کفر کی اجازت دی جارہی ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ اسی طرح عہد حاضر میں بعض لوگوں کو علمائے اہل سنت وجماعت کے الزامی جوابات سے غلط فہمی ہوگئی۔ بعض لوگوں کو مقالات شارح بخاری کی ایک عبارت سے شبہہ ہوگیا کہ عجز عن التاویل کے سبب محتمل کلام مفسر ہوجاتا ہے، حالاں کہ یہ غلط ہے۔

محتمل کلام قائل کے بیان قطعی سے مفسر ہوجاتا ہے، نہ کہ تاویل سے عاجزی کے سبب۔ ہاں، جب کلام کفری معنی میں مفسر ہو تو تاویل کرنے والا اس کی صحیح تاویل سے عاجز ہوجاتا ہے۔ اسی عاجزی کا ذکر علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں فرمایا ہے۔

بعض لوگوں کو مقالات شارح بخاری کی درج ذیل عبارت سے شبہہ ہوگیا ہے۔

دہلوی کی تکفیر سے متعلق الزامی جواب میں حضور شارح بخاری نے رقم فرمایا: ''ایک شبہہ کا ازالہ: اگر کوئی یہ کہے کہ جیسے استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیرآبادی اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت کو اسماعیل دہلوی کی کفریات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی، جس

کی بنا پر انہوں نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی، مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان کلمات میں تاویل نظر آ گئی جس کی بنا پر انہوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں کف لسان کیا۔

اسی طرح اس کا امکان ہے کہ اساطین دیو بند کے کلمات کفریہ میں آئندہ کسی صاحب کو کوئی تاویل سمجھ میں آ جائے جس کی بنا پر وہ کف لسان کرے، اس پر دو گزارش ہے۔

اول: محض اس احتمال پر کہ شاید آئندہ کسی صاحب کو ان میں کوئی تاویل سمجھ میں آ جائے، قائل کو کافر نہ کہنا کسی طرح جائز نہیں، ورنہ وہی خرابی لازم آئے گی کہ پھر کسی کلمہ کفر کے بکنے والے کو کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ اب نہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست ہوگا، نہ چکڑالویوں کو، اس لیے کہ سب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید آئندہ ان کے کفریات کی کوئی تاویل نکل آئے۔ بنائے کار اس پر ہے کہ جس مفتی کے سامنے مسئلہ پیش ہے، اسے از خود یا کسی کے بتانے سے اس کلمہ میں کوئی تاویل ملی یا نہیں؟ اگر نہیں ملی تو اس پر فرض ہے کہ قائل کے کافر ہونے کا فتویٰ دے۔ اس توہم پر کہ شاید آئندہ کوئی صاحب تاویل نکال دیں، تکفیر سے کف لسان کرنا خدا ناترسوں کو کفریات بکنے پر جری کرتا ہے۔

دوم: دوسری خاص بات یہ ہے کہ علمائے دیو بند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا، اگر انہوں نے اپنی عبارتوں کی توضیح میں کچھ کہا نہ ہوتا۔ ان سب نے اپنی اپنی عبارتوں کی توجیہیں کی ہیں، جن میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا ان عبارتوں سے کوئی لگاؤ نہیں اور خود ان کی تشریحات کی معارض ہیں یا پھر وہ توجیہات کفر ہی ہیں جس کی نظیر حفظ الایمان کی عبارت کی توجیہ میں گزری''۔ (مقالات شارح بخاری: جلد دوم: ص94-95- دائرۃ البرکات گھوسی)

منقولہ بالا اقتباس میں مرقوم دونوں گزراشوں سے مذبذبین کو غلط فہمی ہوئی۔

گزارش دوم سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ دیو بندی اکابر اپنے کفریات کی تاویل سے عاجز رہے، لہٰذا عجز عن التاویل کے سبب ان کی عبارتیں کفری معانی میں متعین و مفسر ہو

گئیں، حالاں کہ یہ مراد نہیں۔حضور شارح بخاری اسی بحث میں چند صفحات قبل صریح کی دونوں قسموں (صریح متبین وصریح متعین) کو تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے۔ان کی عبارت بھی نقل کی گئی ہے کہ صریح متعین وہ ہے جس میں تاویل قریب وتاویل بعید کی گنجائش نہیں۔

گزارش دوم میں بھی یہی بتایا جارہا ہے کہ فرقہ دیوبندیہ کے عناصر اربعہ کی عبارتیں کفری معانی میں متعین ہیں۔خود ان قائلین نے بھی تاویل کی کوشش کی، لیکن چوں کہ عبارتیں کفری معانی میں متعین ہیں، لہٰذا متعین فی الکفر ہونے کے سبب نہ کوئی صحیح تاویل ہو سکتی تھی، اور نہ کوئی صحیح تاویل ہوسکی۔اس سے بھی ظاہر ہوگیا کہ یہ کلمات کفری معانی میں متعین ومفسر ہیں۔ایسا نہیں کہ تاویل سے عاجز ہونے کے سبب یہ کلمات مفسر ہوگئے۔

حضور شارح بخاری کے الفاظ پر غور کریں: آپ نے لکھا ہے: ''دوسری خاص بات یہ ہے کہ علمائے دیوبند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا''۔اس عبارت میں تاویل کے غیر مفید ہونے کی بات نہیں ہے، بلکہ احتمال تاویل کے غیر مفید ہونے کی بات ہے۔سوال میں بھی امکان تاویل کی بات ہے۔تاویل اور امکان تاویل میں فرق ہے۔اگر کسی کلام میں تاویل کی گنجائش ہو تو وہ صریح متعین نہیں ہوگا اور محض امکان تاویل ہو تو وہ صریح متعین ہوگا۔

تاویل کا امکان محض دراصل احتمال باطل ہے۔تاویل کے اسی امکان محض کی تشریح گزارش اول میں ہے۔تاویل کے امکان محض کو احتمال باطل کہا جاتا ہے۔اس کی تشریح کے واسطے تاویل کی متعدد صورتوں پر غور کرنا ہوگا۔احتمال بعید اور احتمال محض میں فرق ہے۔قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا احتمال بعید نہیں ہوتا، لیکن جانب مخالف کا امکان محض (احتمال محض) ہوسکتا ہے۔اس سے قطعیت بالمعنی الاخص باطل نہیں ہوتی۔صریح متعین اور مفسر قطعی الدلالت بالمعنی الاخص ہے۔کسی کو اس مقام پر غلط فہمی ہوسکتی ہے، لہٰذا احتمال محض یعنی امکان محض ودیگر احتمالات کی تفصیل اس باب میں مرقوم ہے۔

اسماعیل دہلوی کے کلام کو محض فرض وتقدیر کے طور پر متعین فی الکفر مانا گیا ہے، اوران مخالفین کے سوال کا جواب دیا گیا ہے جو یہ کہتے تھے کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی ہوئی تھی۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ مکمل غور وفکر اور محنت ومشقت کے باوجود حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز کو اسماعیل دہلوی کا کلام کفری معنی میں متعین ومفسر نظر آیا، پس آپ نے اس کی تکفیر کلامی کی، لیکن امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کو دہلوی کے کلام میں احتمال بعید نظر آیا، پس آپ نے اس کی تکفیر کلامی نہ کی، بلکہ تکفیر فقہی کی۔

یہ مخالفین کو الزامی جواب ہے۔ اس صورت میں حضرت علامہ خیر آبادی قدس سرہ العزیز کی تکفیر کلامی کو غلط ماننا ہوگا اور انہیں معذور، بلکہ محنت ومشقت کے سبب ان کو ماجور ماننا ہوگا۔ ایسا نہیں کہ تکفیر کلامی کا فتویٰ بھی صحیح ہو، اور اس کے بعد تکفیر فقہی کا فتویٰ بھی صحیح ہو۔

## صریح متعین اور جانب مخالف کا امکان محض

قطعی الدلالت بالمعنی الاخص (صریح متعین/مفسر کلام) کی نقیض (جانب مخالف) کبھی ممکن اور کبھی محال ہوتی ہے۔ جب وہ ممکن ہو تو محال بالغیر یا محال عادی ہوگی۔

(1) اللہ ایک ہے۔ اس مفسر کلام کی جانب مخالف (نقیض) محال بالذات ہے، یعنی ایک سے زائد معبود ہونا محال بالذات ہے۔ عقلاً ایک ہی واجب الوجود ذات ہوگی۔ عقلی دلائل فلسفہ کی کتابوں میں باب الٰہیات میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ آخرت میں کافر کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ یہ مفسر کلام ہے۔

کافر کی مغفرت ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے، کیوں کہ اس سے کلام الٰہی کا کذب لازم آتا ہے، اور یہ محال ہے اور جس سے محال لازم آئے، وہ محال ہوتا ہے، پس عفو کافر محال بالغیر ہوگا، گرچہ وہ عقلاً ممکن بالذات ہے۔ بعض علما عفو کافر کو محال بالذات کہتے ہیں۔

(۳) خبر متواتر مثلاً حاتم سخی تھا، اس کی نقیض (جانب مخالف) ممکن بالذات اور محال

عادی ہے۔عقلاً یہ ممکن ہے کہ مختلف اطراف واکناف کے کثیر لوگ کسی کذب پر متفق ہو جائیں،لیکن یہ امر محال عادی ہے۔ایسا اتفاق ہوتا نہیں ہے۔

دوسری اور تیسری قسم میں مفسر کلام کی نقیض کا امکان بالذات ہے،لیکن یہ امکان محض ہے، کیوں کہ اس کے ساتھ استحالہ بالغیر اور استحالہ عادیہ ہے۔ایسا امکان محض مفسر کلام میں پایا جاسکتا ہے۔اس کو احتمال باطل کہا جاتا ہے۔اس کے سبب مفسر کلام غیر مفسر نہیں ہوسکتا۔

## احتمالات ثلاثہ اور قطعی کے اقسام

احتمال کبھی دلیل سے پیدا ہوتا ہے،اور کبھی احتمال بلا دلیل ہوتا ہے۔

احتمال بالدلیل کو احتمال صحیح واحتمال قریب کہا جاتا ہے۔

احتمال بلا دلیل کو احتمال بعید واحتمال فاسد کہا جاتا ہے۔

احتمال متعذر کو احتمال باطل کہا جاتا ہے۔

(1) جس میں جانب مخالف کا بالکل احتمال نہ ہو، نہ احتمال بالدلیل ہو، نہ احتمال بلا دلیل، وہ قطعی بالمعنی الاخص ہے۔

(2) جس میں جانب مخالف کا احتمال بالدلیل نہ ہو، بلکہ احتمال بلا دلیل ہو، وہ قطعی بالمعنی الاعم ہے۔

(3) جس میں جانب مخالف کا احتمال بالدلیل ہو، وہ ظنی ہے۔

(الف) اگر جانب مخالف کا احتمال بالدلیل ہو،لیکن وہ دلیل نا قابل اعتبار ہوتو وہ متکلمین کے یہاں ظنی ہے۔فقہا اس کو بھی قطعی کہتے ہیں۔یہ قطعی کی قسم سوم ہے۔یہ قطعی بالمعنی الاعم اور ظنی بالمعنی الاعم ہے۔

(ب) اگر جانب مخالف کا احتمال بالدلیل ہو،اور وہ دلیل قابل اعتبار ہوتو وہ متکلمین وفقہا سب کے یہاں ظنی ہے۔یہ ظنی بالمعنی الاخص ہے۔

الحاصل قطعی وہ ہے جس میں جانب مخالف احتمال نہ ہو۔اگر بالکل احتمال نہ ہو، نہ احتمال بالدلیل ہو، نہ احتمال بلا دلیل ہوتو وہ قطعی بالمعنی الاخص ہے۔اگر احتمال بالدلیل نہ ہوتو وہ قطعی بالمعنی الاعم ہے۔

## احتمال کا مفہوم

(1)علامہ میر سید شریف جرجانی حنفی نے رقم فرمایا:(الاحتمال:مَا لَا يَكُوْنُ تَصَوُّرُ طَرْفَيْهِ كَافِيًا-بَلْ يَتَرَدَّدُ الذِّهْنَ فِي النِّسْبَةِ بَيْنَهُمَا-وَيُرَادُ بِهِ الْإِمْكَانُ الذِّهْنِيُّ)(کتاب التعریفات:ص14-دارالفکر بیروت)

ترجمہ:احتمال وہ ہے کہ جس کے طرفین کا تصور کافی نہ ہو، بلکہ ذہن ان دونوں کے درمیان نسبت میں متردد ہو،اور احتمال سے ذہنی امکان مراد ہے۔

احتمال کا مفہوم یہ ہے کہ جانب موافق وجانب مخالف دونوں متردد اور غیر یقینی ہوں۔ نہ جانب موافق یقینی ہو، نہ جانب مخالف یقینی ہو۔دونوں جانب کا ذہنی امکان ہو۔

قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا بالکل احتمال نہیں ہوتا ہے، نہ احتمال بالدلیل ہوتا ہے، نہ احتمال بلا دلیل، پس ثابت ہوگیا کہ قطعی بالمعنی الاخص وہ ہے جس کی جانب موافق ضروری الثبوت اور واجب الوقوع ہو،اور جانب موافق میں کسی قسم کا بالکل تردد واحتمال نہ ہو،خواہ جانب مخالف عقلاً محال بالذات ہو، یا ممکن بالذات ہو۔

(2)علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(انه لم يوخذ في مفهوم العلم القطعي استحالة النقيض-بل الماخوذ مجرد الجزم عن مُوْجِبٍ-بان الاٰخر هو الواقع-وان كان نقيضه لم يستحل وقوعه)

(المعتقد المنتقد:ص21-المجمع الاسلامی مبارکپور)

ترجمہ:علم قطعی کے مفہوم میں نقیض (جانب مخالف) کا محال ہونا مراد نہیں، بلکہ دلیل

کے ذریعہ صرف اس کا یقینی ہونا مراد ہے کہ دوسرا (محمول موضوع کے لیے) واقع ہے، اگر چہ اس کی نقیض کا وقوع محال نہ ہو۔

لفظ ''موجب'' سے دلیل مراد ہے۔خواہ وہ دلیل عقل ہو، یا قرآن وحدیث۔علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز کے قول (الاٰخر هو الواقع) سے مراد یہ ہے کہ محمول ثابت وواقع ہے موضوع کے لیے۔عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قطعی کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی جانب موافق ضروری الثبوت ہو۔اس ثبوت میں کسی قسم کا وہم واحتمال نہ ہو۔اس کی جانب مخالف محال بالذات ہو، یا نہ ہو۔ہاں، ضروریات دین کی جانب مخالف شرعاً محال ہوتی ہے۔

کفار کا ہمیشہ جہنم میں رہنا ضروریات دین میں سے ہے، اور اس کی نقیض یعنی عفو کافر عقلاً ممکن ہے اور شرعاً محال ہے۔(المعتقد المنتقد :ص90-المجمع الاسلامی مبارک پور)

محال شرعی کبھی عقلاً محال بالذات اور کبھی عقلاً ممکن بالذات ہوتا ہے اور جب محال شرعی عقلاً ممکن بالذات ہوتو وہ عقلاً محال بالغیر ہوگا، کیوں کہ جو شرعاً محال ہو، وہ عقلاً محال بالغیر ہوتا ہے۔اگر وہ محال بالغیر نہ ہوتو کذب الٰہی لازم آئے گا، اور کذب باری محال ہے، اور جو مستلزم محال ہو، وہ بھی محال ہوتا ہے، اور یہاں محال شرعی کو ممکن تسلیم کرنا استحالہ کا سبب بنا، پس جو محال شرعی عقلاً ممکن بالذات ہو، وہ عقلاً محال بالغیر ہوگا۔

## احتمال قریب واحتمال بعید کی تشریح

احتمال بالدلیل کو احتمال قریب اور احتمال صحیح کہا جاتا ہے۔احتمال بلا دلیل کو احتمال بعید اور احتمال فاسد کہا جاتا ہے۔احتمال متعذر کو احتمال باطل کہا جاتا ہے۔احتمال باطل فقہا ومتکلمین ہر ایک کے یہاں غیر معتبر ہے۔احتمال بعید فقہا کے یہاں غیر معتبر ہے۔قطعی بالمعنی الاخص، قطعی بالمعنی الاعم، ظنی اور احتمال قریب واحتمال بعید کی تشریح درج ذیل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: (اِذَا اَذْعَنَّا بِشَیْءٍ—فَاِنْ

لَمْ یَحْتَمِلْ خِلَافَه اَصْلًا کَوَحْدَانِیَّةِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَقَّانِیَّةِ محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم فیقین بالمعنی الاخص–وان احتمل اِحْتِمَالًا نَاشِئًا لَا عَنْ دَلِیْلٍ کَاِمْکَانِ اَنْ یَکُوْنَ الَّذِیْ نَرَاهُ زَیْدًا جِنِّیًّا تَشَکَّلَ بِشکله فبالمعنی الاعم–و مثل الاحتمال لَا نَظَرَ اِلَیْهِ اَصْلًا وَلَا یَنْزِلُ الْعِلْمُ عَنْ دَرَجَةِ الْیَقِیْنِ–اَمَّا النَّاشِیْءُ عَنْ دَلِیْلٍ فَیَجْعَلُه ظَنًّا–وَالْکُلُّ دَاخِلٌ فِی الْاِذْعَانِ)

(حاشیہ فتاویٰ رضویہ: جلداول:ص6-رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: جب ہم کو کسی چیز کا اذعان حاصل ہو تو اگر وہ اس کی جانب مخالف کا بالکل احتمال نہ رکھے، جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقانیت ،پس یہ یقین بالمعنی الاخص ہے،اور اگر ایسا احتمال ہو جو دلیل سے پیدا نہ ہو، جیسے اس بات کا امکان کہ جسے ہم زید سمجھ رہے ہیں ،وہ کوئی جن ہو جو زید کی شکل اختیار کرلیا ہو، پس یہ قطعی بالمعنی الاعم ہے،اور اس قسم کے احتمال کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ہے،اور ایسا احتمال علم کو یقین کے درجہ سے نیچے نہیں لاتا ہے،لیکن دلیل سے پیدا ہونے والا احتمال پس وہ علم کو ظن بنا دیتا ہے،اور تمام (تینوں) اذعان میں داخل ہیں۔

کوئی جن زید کی شکل اختیار کرلے اور انسانوں کے درمیان زید کی طرح نظر آئے ، یہ احتمال بعید ہے۔ بسا اوقات قوم جن کے افراد ایسا کرتے ہیں ،جیسا کہ اہل مکہ کے دار الندوہ میں ابلیس شیخ نجدی کی صورت اختیار کر کے حاضر ہوا تھا۔اس قسم کے دیگر واقعات بھی کتابوں میں مرقوم ہیں کہ قوم جن کے افراد انسانی شکل میں انسانوں کو نظر آئے ہیں۔

## احتمال بعید قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں

جانب مخالف کا احتمال بعید ہو تو وہ قطعی بالمعنی الاعم ہے۔احتمال بعید قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں،لیکن وہ قطعیت بالمعنی الاخص کے منافی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تیمّم کی بحث میں رقم فرمایا:(اِذَا کَـــانَ شَـیْءٌ ظَـاهِـرًا وَخِلَافُه مُحْتَمَلًا،لَا عَنْ دَلِيْلٍ،لَمْ يُعَارِضْهُ فَلَا يَقَعُ الشَّكُّ فی ذلک الـظـاهـر لِعَدْمِ اِسْتِوَاءِ الطَّرْفَيْنِ–فَقَدْ نَصُّوْا فی علم الكلام–ان الاحتمال لا عن دليل لا ينافی اليقين بالمعنی الاعم فكيف ينافی الظن)

(فتاویٰ رضویہ: جلداول:ص726-رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ: جب کوئی چیز ظاہر ہو،اوراس کی جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل (احتمال بعید) ہو تو وہ احتمال ظاہر کے معارض نہیں ہوگا، پس اس ظاہر میں شک واقع نہیں ہوگا،طرفین کے مساوی نہ ہونے کی وجہ سے۔علم کلام میں علما نے صراحت کی ہے کہ احتمال بلا دلیل قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں، پس وہ ظن کے منافی کیسے ہوگا۔

ظاہر ونص میں جانب مخالف کا احتمال بعید ہوتا ہے،اور یہ دونوں قطعی بالمعنی الاعم ہیں۔ احتمال بعید قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں۔مفسر ومحکم قطعی بالمعنی الاخص ہوتے ہیں۔ان دونوں میں جانب مخالف کا احتمال بعید بھی نہیں ہوتا ہے۔شک کا معنی یہ ہے کہ طرفین مساوی ہوں۔جانب موافق یا جانب مخالف میں سے کوئی راجح نہ ہو۔ظن میں جانب موافق راجح ہوتی ہے۔قطعی میں جانب مخالف کا احتمال بالدلیل نہیں ہوتا ہے، پس اگر جانب مخالف کا بالکل احتمال نہ ہوتو وہ قطعی بالمعنی الاخص ہے اور جانب مخالف کا احتمال بلا دلیل ہوتو وہ قطعی بالمعنی الاعم ہے۔احتمال بلا دلیل قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں، جیسے جانب مخالف کا امکان محض قطعیت بالمعنی الاخص کے منافی نہیں۔خبر متواتر میں جانب مخالف کا امکان محض ہوتا ہے،اس کے باوجود خبر متواتر قطعیت بالمعنی الاخص کا افادہ کرتی ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے عبارت مذکورہ کے حاشیہ میں رقم فرمایا:(الاحتمال اذا لم يكن عن دليل،لم يعارض الظاهر–بل لا ينفی اليقين بالمعنی الاعم)

(حاشیہ: فتاویٰ رضویہ: جلداول:ص726-رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ: احتمال جب بلا دلیل ہوتو وہ ظاہر (ونص) کے معارض نہیں، بلکہ وہ قطعیت بالمعنی الاعم کے منافی نہیں۔

## احتمال بعید اور امکان محض میں فرق

احتمال بعید اس امکان ذہنی کا نام ہے جس کے ساتھ کسی قسم کا استحالہ نہ ہو۔ جب اس امر کا عقلی امکان یعنی امکان ذاتی موجود ہے تو اس کا استحالہ بالذات معدوم و باطل ہے۔ اسی طرح اس کا استحالہ بالغیر واستحالہ عادیہ بھی مفقود ہونا لازم ہے۔ امکان محض کہ جس کے ساتھ استحالہ بالغیر یا استحالہ عادیہ ہو، وہ احتمال بعید نہیں اور ایسا امکان محض قطعیت بالمعنی الاخص کو باطل نہیں کرتا ہے، جب کہ احتمال بعید قطعیت بالمعنی الاخص کو باطل کر دیتا ہے۔

خبر متواتر میں عقلی امکان موجود ہے کہ کثیر مخبرین بھی کذب پر اتفاق کر لیں، لیکن ایسا ہونا محال عادی ہے، لہٰذا ایسا امکان محض قطعیت بالمعنی الاخص سے مانع نہیں ہوتا ہے، اور خبر متواتر کو قطعیت بالمعنی الاخص کا افادہ کرتی ہے۔ امکان محض اور احتمال بعید میں فرق ہے۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص229-رضا اکیڈمی ممبئ)

خبر متواتر میں خبر اور مخبر کی ذات کی طرف نظر کرتے ہوئے امکان محض موجود ہے کہ وہ خبر کاذب ہو، اور کثیر مخبرین نے بھی کذب پر اتفاق کر لیا ہو، لیکن ایسا اتفاق محال عادی ہے ، لہٰذا ایسے امکان مجرد کے سبب خبر متواتر کی قطعیت بالمعنی الاخص متاثر نہیں ہوگی۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''اب جو ہم خبر اہل تواتر کو دیکھتے ہیں تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت دائمہ بدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت غیر محتمل النقیض کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگر چہ بنظر نفس ذات خبر

ومخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں۔

تلویح میں ہے:(**المتواتر یوجب علم الیقینی بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیا بانهم لم یتواطؤا علی الکذب–وان ما اتفقوا علیه حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض–لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئهم علی الکذب:اه ملخصًا**)

مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا: کماحققہ فی المواقف وشرحھا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرھما''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص228-229- رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ:خبر متواتر سے علم یقینی حاصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ عقل یقینی حکم لگاتی ہے کہ یہ لوگ کذب پر متفق نہ ہوئے،اور جس پر ان کا اتفاق ہوا ہے وہ حق اور نفس الامر میں ثابت ہے اس میں نقیض کا احتمال نہیں ہے۔اس کا یہ معنی نہیں کہ ان کے جھوٹ پر جمع ہونے کا امکان عقلی کا سلب ہوگیا ہے۔(ملخصاً)

## احتمال باطل کی تشریح

صدرالشریعہ بخاری نے رقم فرمایا:((**هٰذَا الْاِحْتِمَالُ یُبْطِلُ الْحَقَائِقَ)یُمْکِنُ اَنْ یُرَادَ بِهَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ–فانه لو اُعْتُبِرَ مِثْلُ هٰذِهِ الْاِحْتِمَالَاتِ–یجوز اَنْ لَا یَکُوْنَ زَیْدٌ زَیْدًا–بَلْ عُدِمَ الشَّخْصُ الْاَوَّلُ وَخُلِقَ مَکَانَهٗ شَخْصٌ اٰخَرَ–وهو عین مذهب السوفسطائیة النافین حقائق الاشیاء–ویمکن ان یراد حقائق الالفاظ–اِذْ مَا مِنْ لَفْظٍ اِلَّا وَلَهٗ اِحْتِمَالٌ قَرِیْبٌ اَوْ بَعِیْدٌ اَوْ خُصُوْصٌ اَوْ اِشْتِرَاکٌ اَوْ مَجَازٌ–فَاِنْ اُعْتُبِرَتْ هٰذِهِ الْاِحْتِمَالَاتُ مَعَ عَدَمِ الْقَرِیْنَةِ– تَبْطُلُ دَلَالَاتِ الْاَلْفَاظِ عَلَی الْمَعَانی الموضوع لها**)(التوضیح: جلداول:ص153)

ترجمہ: (یہ احتمال حقائق کو باطل کردے گا) ممکن ہے کہ حقائق سے اشیا کی حقیقت مراد لی جائے، کیوں کہ اگر اس قسم کے احتمالات کا اعتبار کیا جائے تو جائز ہوگا کہ زید، زید نہ ہو، بلکہ زید اول معدوم ہو چکا ہو، اور اس کی جگہ دوسرا زید پیدا کر دیا گیا ہو، اور یہ بعینہ سوفسطائیہ کا مذہب ہے جو اشیا کی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔

اور ممکن ہے کہ حقائق سے الفاظ کے حقائق مراد ہوں، اس لیے کہ ہر لفظ کے لیے (معنی مراد کے علاوہ دیگر معانی کا) احتمال قریب، یا احتمال بعید، یا تخصیص، یا اشتراک یا مجاز (کا احتمال) ہوتا ہے، پس اگر بلا قرینہ ان احتمالات کا اعتبار کیا جائے تو معانی موضوع لہ پر الفاظ کی دلالت باطل ہو جائے گی۔

صدر الشریعہ بخاری قدس سرہ العزیز کا قول (هٰذَا الْاِحْتِمَالُ يُبْطِلُ الْحَقَائِقَ) (یہ احتمال حقائق کو باطل کردے گا) کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایسے احتمال باطل کا اعتبار کیا جائے تو تمام حقائق باطل ہو جائیں گے، پس اس قسم کے احتمال باطل کا کوئی اعتبار نہیں۔

زید نے چوری کی اور قاضی کی عدالت میں عینی شاہدین نے گواہی دی کہ زید کو ہم لوگوں نے چوری کرتے دیکھا ہے۔ اب زید کا وکیل کہے کہ جس زید نے چوری کی تھی، وہ فنا ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا زید ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور زید اول کی شکل وصورت اور اسی کی عمر کا بنا دیا تو وکیل کی یہ بات قبول نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ضرور اس بات پر قادر ہے کہ بغیر ماں باپ کے زید اول کا ہم شکل وہم عمر کسی انسان کو پیدا کردے، لیکن عادت الٰہیہ اس طرح جاری نہیں، لہٰذا قدرت الٰہیہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے ایسا ہونا ضرور ممکن ہے، لیکن عادت الٰہیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ بات محال عادی ہے، کیوں کہ عادت الٰہیہ اس طرح جاری نہیں، پس یہ احتمال باطل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بغیر والد کے ہوئی، لیکن ایسا نہیں کہ وہ

بعد ولادت فوراً جوان ہو گئے، بلکہ رفتہ رفتہ جوانی کی عمر کو پہنچے، گرچہ قدرت الٰہی سے یہ بعید نہیں، لیکن عادت الٰہیہ اس طرح جاری نہیں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی جوان یا بوڑھا ہو جائے۔

امکان محض کہ جس کے ساتھ استحالہ بالغیر یا استحالہ عادیہ ہو، وہ احتمال باطل ہے۔

وہ عقلی امکان کہ جس کے ساتھ استحالہ بالغیر یا استحالہ عادیہ نہ ہو، وہ احتمال بعید ہے۔

## احتمال بالدلیل اور احتمال بلا دلیل کی مثال

(1) ملا احمد جیون جون پوری نے رقم فرمایا: (والثانی فی وجوہ البیان بذلک النظم–وھی اربعة ایضا الظاھر والنص والمفسر والمحکم)لانه ان ظھر معناہ فاما ان یحتمل التاویل اولا–فان احتملہ فان کان ظھور معناہ بمجرد الصیغة فھو الظاھر والا فھو النص–وان لم یحتملہ فان قبل النسخ فھو المفسر والا فھو المحکم) (نورالانوار: ص12–طبع ہندی)

ترجمہ: دوسری تقسیم اس نظم کے بیان کی صورتوں کے بارے میں ہے اور وہ بھی چار قسمیں ہیں، ظاہر ونص ومفسر ومحکم، اس لیے کہ اگر اس کا معنی ظاہر ہو، پس یا تو وہ تاویل کا احتمال رکھے گا یا نہیں رکھے گا، پس اگر وہ تاویل کا احتمال رکھے تو اگر اس کے معنی کا ظہور صرف صیغہ کے اعتبار سے ہو، پس وہ ظاہر ہے، ورنہ وہ نص ہے، اور اگر وہ تاویل کا احتمال نہ رکھے تو اگر منسوخی کو قبول کرے تو وہ مفسر ہے، ورنہ وہ محکم ہے۔

(2) ملا احمد جیون جون پوری نے رقم فرمایا: ((وحکمه وجوب العمل بما وضح علٰی احتمال تاویل، ھو فی حیز المجاز)ای حکم النص وجوب العمل بالمعنی الذی وضح منه مع احتمال تاویل کان فی معنی المجاز.

و ھذا التاویل قد یکون فی ضمن التخصیص بان یکون عاما یحتمل التخصیص–وقد یکون فی ضمن غیرہ بان یکون حقیقة تحتمل المجاز

**فلا حاجة الی ان یقال علٰی احتمال تاویل او تخصیص کما ذکرہ غیرہ- ولما احتمل ھذا الاحتمال النص کان الظاھر الذی ھو دونہ اولی بان یحتملہ ولکن مثل ھذہ الاحتمالات لا تضر بالقطعیة)**

(نورالانوار:ص86-طبع ہندی)

ترجمہ:(نص کا حکم اس پر عمل کا واجب ہونا ہے جو واضح ہو، تاویل کے احتمال کے ساتھ، وہ تاویل مجاز کی منزل میں ہے)یعنی نص کا حکم اس معنی پر عمل کا واجب ہونا ہے جو اس سے واضح ہو، تاویل کے احتمال کے ساتھ کہ وہ تاویل مجاز کی منزل میں ہے، اور یہ تاویل کبھی تخصیص کے ضمن میں ہوتی ہے اور کبھی غیر تخصیص کے ضمن میں ہوتی ہے، بایں طور پر کہ وہ ایسی حقیقت ہو جو مجاز کا احتمال رکھے، پس یہ کہے جانے کی ضرورت نہیں کہ نص تاویل یا تخصیص کا احتمال رکھتی ہے جیسا کہ مصنف کے علاوہ نے ذکر کیا، اور جب نص یہ احتمال رکھتی ہے تو ظاہر جو (ظہور معنی میں) اس سے کم رتبہ ہے، وہ بدرجہ اولیٰ تاویل کا احتمال رکھے گا، لیکن اس قسم کے احتمالات قطعیت کے لیے مضر نہیں۔

(3) ملا احمد جیون جون پوری (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ) نے رقم فرمایا:((**واما المفسر فما ازداد وضوحًا علی النص علٰی وجہ لایبقی معہ احتمالُ التاویل والتخصیص)سواء انقطع ذلک الاحتمال ببیان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بان کان مجملًا فَلَحِقَہ بَیَانٌ قَاطِعٌ بِفِعْلِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَوْبِقَوْلِہ فصار مفسرا-اَوْ بِاِیْرَادِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَلِمَۃً زَائِدَۃً یَنْسَدُّ بِھَا بَابُ التَّخْصِیْصِ والتَّاوِیْلِ کَمَا سیاتی**) (نورالانوار:ص86-طبع ہندی)

ترجمہ:لیکن مفسر پس وہ ہے جو (معنی کی) وضاحت کے اعتبار سے نص سے زائد ہو، اس طرح کہ اس کے ساتھ تاویل و تخصیص کا احتمال نہ ہو، خواہ یہ احتمال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان (قطعی) سے منقطع ہو جائے، بایں طور کہ وہ مجمل ہو، پھر حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول یا فعل کے ذریعہ اس سے بیان قطعی لاحق ہو، پس وہ مفسر ہو جائے، یا اللہ تعالیٰ کوئی زائد کلمہ نازل کرے جس سے تخصیص وتاویل کا دروازہ بند ہو جائے، جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

(4)((وقوله تعالیٰ: (فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِيْس)مثالٌ لِلْمُفَسَّرِ –فَاِنَّ قَوْلَه: (فَسَجَدَ)ظَاهِرٌ فِيْ سُجُوْدِ الْمَلَائِكَةِ نَصٌّ فِيْ تَعْظِيْمِ اٰدَمَ –لٰكِنَّه يحتمل التخصيص اى سجود بعض الملائكة–بِاَنْ يَكُوْنَ الْمَلَائِكَةُ عَامًّا مخصوصَ البعض–ويحتمل التاويلَ بِاَنْ سَجَدُوْا متفرقين اَوْ مُجْتَمِعِيْنَ فَانْقَطَعَ اِحْتِمَالُ التَّخْصِيْصِ بِقَوْلِه(كُلِّهِمْ)–واحتمالُ التَّاوِيْلِ بقوله: (اَجْمَعُوْنَ)فَصَارَ مُفَسَّرًا) (نورالانوار:ص87-طبع ہندی)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک (تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے، سوا ابلیس کے)، پس ارشاد الٰہی (پس سجدہ کیا) فرشتوں کے سجدہ کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیٰ رسولنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم میں نص ہے، لیکن وہ تخصیص یعنی بعض ملائکہ کے سجدہ کرنے کا احتمال رکھتا ہے، بایں طور کہ لفظ ملائکہ عام مخصوص منہ البعض ہو، اور اس تاویل کا احتمال رکھتا ہے کہ فرشتے متفرق طور پر سجدہ کیے ہوں یا ایک ساتھ سجدہ کیے ہوں، پس ارشاد الٰہی (کلہم) سے تخصیص کا احتمال منقطع ہو گیا اور ارشاد خداوندی (اجمعون) سے تاویل کا احتمال ختم ہو گیا، پس یہ کلام مفسر ہو گیا۔

## ضروریات دین کی نقیض

ضروریات دین قطعی بالمعنی الاخص ہوتی ہیں۔ قطعی بالمعنی الاخص میں جانب مخالف کا بالکل احتمال نہیں ہوتا ہے، نہ احتمال بالدلیل ہوتا ہے، نہ احتمال بلا دلیل، پس ثابت ہو گیا کہ قطعی بالمعنی الاخص وہ ہے جس کی جانب موافق ضروری الثبوت اور واجب الوقوع ہو، اور

جانب موافق میں کسی قسم کا بالکل تردد واحتمال نہ ہو،خواہ جانب مخالف عقلاً محال بالذات ہو، یاممکن بالذات ہو،لیکن دونوں صورت میں جانب مخالف شرعاً محال یعنی محال ہوگی۔

ضروری دینی کی نقیض کبھی محال شرعی اور کبھی محال عقلی ہوتی ہے۔محال شرعی کبھی عقلاً محال بالذات اور کبھی عقلاً ممکن بالذات ہوتا ہے اور جب محال شرعی عقلاً ممکن بالذات ہوتو وہ عقلاً محال بالغیر ہوگا، کیوں کہ جوشرعاً محال ہو، وہ عقلاً محال بالغیر ہوتا ہے۔

اگر وہ محال بالغیر نہ ہوتو کذب الٰہی لازم آئے گا،اور کذب باری محال ہے،اور جو مستلزم محال ہو، وہ بھی محال ہوتا ہے،اور یہاں محال شرعی کوممکن تسلیم کرنا استحالہ کا سبب بنا، پس جومحال شرعی عقلاً ممکن بالذات ہو، وہ عقلاً محال بالغیر ہوگا۔

الحاصل ہرضروری دینی کی نقیض محال شرعی ہوتی ہے،یعنی محال بالغیر ہوتی ہے،جیسے نماز کی فرضیت ضروری دینی ہے تو عدم فرضیت محال شرعی اورمحال بالغیر ہوگی۔اب اگر وہ ضروری دینی واجب عقلی ہے تو اس کی نقیض محال عقلی ہوگی ،جیسے صدق باری تعالیٰ واجب عقلی ہے تو کذب محال عقلی ہوگا،اور ہرمحال عقلی محال شرعی بھی ہوتا ہےتو کذب محال شرعی بھی ہوگا۔

(1) ضروری دینی جب دلیل عقل سے ثابت ہوتواس کی جانب موافق عقلاً واجب الثبوت ہوتی ہے،جیسے صدق باری تعالیٰ ،اور جانب مخالف عقلاً اور شرعاً محال ہوتی ہے، جیسے کذب باری تعالیٰ۔

(2)جب ضروری دینی دلیل شرعی سے ثابت ہوتو جانب موافق شرعاً واجب الثبوت ہوتی ہے، جیسے جہنم میں کفار کا ہمیشہ رہنا شرعاً واجب ہے،اوراس کی جانب مخالف شرعاً محال ہوتی ہے، جیسے کافر کی بخشش ومغفرت شرعاً محال ہے۔فتاویٰ رضویہ(جلد ششم: ص269: رضا اکیڈمی،ممبئ) میں تفصیل ہے۔

(الف)صورت دوم میں جانب مخالف کبھی عقلاً ممکن ہوگی ،اورصرف شرعاً محال ہو

گی ، جیسے کافر کی مغفرت وبخشش عقلاً ممکن ہے اور شرعاً محال ہے۔ تفصیل المعتقد المنتقد (ص90) میں ہے۔

(ب) کبھی جانب مخالف محال شرعاً بھی محال ہوتی ہے، اور عقلاً بھی محال ہوتی ہے، جیسے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین ہونا شرعا ثابت ہے، اور خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کی آمد محال شرعی بھی ہے اور محال عقلی بھی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا شرعا واجب ہے، کیوں کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے، اور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کا وجود شرعاً بھی محال ہے، اور عقلاً بھی محال ہے، کیوں کہ صفت ختم اشتراک وتعدد کو قبول نہیں کرتی ہے۔ المعتمد المستند (ص120) میں تفصیل ہے۔

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی نے رقم فرمایا: (**والمراد بالقطع المعنی الاخص—وھو مَا لَا یَحْتَمِلُ النَّقیض وَلَوْ اِحْتَمَالًا بعیدًا—وَلَوْغَیْرَنَاشٍ عن الدلیل**)

(فواتح الرحموت: جلد دوم: ص414- دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: قطع سے قطع بالمعنی الاخص مراد ہے۔ قطع بالمعنی الاخص وہ ہے جو نقیض کا احتمال بعید بھی نہ رکھے، گرچہ وہ دلیل سے پیدا نہ ہو۔

ضروری دینی قطعی بالمعنی الاخص ہوتا ہے، اور قطعی بالمعنی الاخص کسی نقیض کا احتمال نہیں رکھتا۔ اب اس کی نقیض یا تو محال بالذات ہوگی، یا ممکن بالذات اور شرعا محال یعنی محال بالغیر ہوگی اور پائی نہیں جائے گی۔ عدم احتمال نقیض کا یہی مفہوم ہے۔

احتمال نقیض الگ ہے اور امکان نقیض ہے۔ نقیض کے ممکن بالذات ہونے سے اس کے وجود کا احتمال ہونا لازم نہیں، مثلاً کسی کی نقیض ممکن بالذات ہے، لیکن وہ محال بالغیر ہے تو اس کے وجود کا احتمال نہیں۔ جو شرعاً محال ہو، شرعاً اس کے وجود کا امکان محض بھی نہیں ہوگا، کیوں کہ جو محال ہوتا ہے، اس کے وجود کا امکان بھی نہیں ہوتا۔ محال عقلی کے واسطے امکان عقلی معدوم ہوگا اور محال شرعی کے لیے امکان شرعی معدوم ہوگا۔

## یقین کلامی سے احتمال کلامی کی نفی

(1)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**ومعلوم قطعًا ان العلم بحقیقة شیء ینفی احتمال ضده–الکلامی الکلامی والفقهی الفقهی**)

(فتاویٰ رضویہ: جلداول:ص657-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ کسی شئی کی حقیقت کا یقین اس کی ضد کے احتمال کی نفی کرتا ہے۔یقین کلامی احتمال کلامی کی نفی کرتا ہے،اور یقین فقہی احتمال فقہی کی نفی کرتا ہے۔

(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:(**فان قلت:العلم الفقهی بشیء لا ینفی احتمال ضده بل یحقق اذ ما هو الاغلبة ظن فلو قطع الاحتمال لکان قطعًا–قلت:بلٰی ینفی الفقهی اذ لو نشأ عن دلیل غیر ساقط نفی غلبة الظن بضده والا لم یکن احتمالا یبنی علیه حکم فقهی–لان الساقط المضمحل لا عبرة به کما سمعت**)

(فتاویٰ رضویہ: جلداول:ص659-جامعہ نظامیہ لاہور)

ترجمہ:اگر یہ کہو کہ کسی شئ کا یقین فقہی اس کی ضد کے احتمال کی نفی نہیں کرتا، بلکہ اس کا اثبات کرتا ہے،اس لیے کہ علم فقہی وہی غلبہ ظن ہے،اگر احتمال ختم کر دیا جائے تو وہ قطعی ہو جائے۔میں کہوں گا کیوں نہیں؟ وہ احتمال فقہی کی نفی کرتا ہے،اس لیے کہ احتمال اگر دلیل غیر ساقط سے پیدا ہوا ہے تو اپنی ضد کے غلبہ ظن کی نفی کر دے گا، ورنہ وہ ایسا احتمال ہی نہ ہوگا جس پر کسی فقہی حکم کی بنیاد رکھی جائے،اس لیے کہ ساقط مضمحل کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا،جیسا کہ پہلے سن چکے۔

قطعی فقہی بھی احتمال فقہی کی نفی کرتا ہے۔اگر جانب مخالف کا احتمال قابل اعتبار دلیل سے پیدا ہوتو جانب موافق میں غلبہ ظن نہیں پایا جائے گا،پس جانب موافق میں قطعیت فقہی

نہیں پائی جائے گی ،لیکن جب اس کو قطعی فقہی تسلیم کیا گیا ہے تو جانب مخالف کا احتمال قابل اعتبار دلیل سے نہیں ہوسکتا، بلکہ ساقط و مضمحل دلیل سے پیدا ہونے والا احتمال ہوگا۔قطعیت فقہی جانب مخالف کے احتمال بدلیل معتبر کی نفی کردے گا۔الغرض قطعی کی ہر قسم اپنی قطعیت کے اعتبار سے احتمالات کی نفی کرے گی۔

## المعتقد کی عبارت کی تشریح

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

**(انه لم یوخذ فی مفهوم العلم القطعی استحالة النقیض–بل الماخوذ مجرد الجزم عن مُوْجِبٍ–بان الاٰخر هوالواقع–وان کان نقیضه لم یستحل وقوعه)** (المعتقد المنتقد :ص 21-المجمع الاسلامی مبارکپور)

ترجمہ:علم قطعی کے مفہوم میں نقیض (جانب مخالف) کا محال ہونا مراد نہیں، بلکہ دلیل کے ذریعہ صرف اس کا یقینی ہونا مراد ہے کہ دوسرا (محمول موضوع کے لیے) واقع ہے، اگرچہ اس کی نقیض کا وقوع محال نہ ہو۔

لفظ ''موجب'' سے دلیل مراد ہے۔خواہ وہ دلیل عقل ہو، یا قرآن وحدیث۔علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز کے قول (الاٰخر هو الواقع) سے مراد یہ ہے کہ محمول ثابت وواقع ہے موضوع کے لیے۔عبارت مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قطعی کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی جانب موافق ضروری الثبوت ہو۔اس ثبوت میں کسی قسم کا وہم واحتمال نہ ہو۔اس کی جانب مخالف محال بالذات ہو، یا نہ ہو۔ہاں، جانب مخالف شرعاً محال ہوگی۔

کفار کا ہمیشہ جہنم میں رہنا ضروریات دین میں سے ہے،اور اس کی نقیض یعنی عفو کافر عقلاً ممکن ہے اور شرعاً محال ہے۔(المعتقد المنتقد :ص90-المجمع الاسلامی مبارک پور)

قطعیات اربعہ میں سے صرف قطعی بالمعنی الاخص کی جانب مخالف کا امکان وقوعی

نہیں ہونا چاہئے۔ جانب مخالف کا امکان عقلی قطعیت بالمعنی الاخص کے منافی نہیں۔

ایسی صورت میں المعتقد المنتقد کی عبارت (**وان کان نقیضہ لم یستحل وقوعہ**) کا مفہوم یہ ہوگا کہ من حیث ہو ہو قطعی بالمعنی الاخص کی نقیض کا وقوع محال نہ ہو، لیکن دیگر اعتبارات کے سبب نقیض کا وجود محال بالغیر یا محال عادی ہو، مثلاً ابھی زید کا گھر میں ہونا قطعی بالمعنی الاخص ہے تو اس کا اسی وقت باغیچہ میں ہونا محال بالغیر ہوگا، کیوں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں مختلف مقام میں موجود نہیں ہوسکتا۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب ہفتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## کیا دیوبندیوں سے نکاح صحیح ہے؟

بد مذہبوں سے نکاح سے متعلق ایک فتویٰ کی وضاحت باب اول میں مرقوم ہوئی۔ ایک دوسرا فتویٰ اوراس کی وضاحت درج ذیل ہے۔شرعی اصطلاحات سے باخبر مسلمانوں کوعلمائے کرام کی عبارتیں سمجھنا دشوار نہیں۔وہ دوسرے مسلمانوں کی اصلاح کریں۔

یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ حق بات اسی کوسمجھ میں آتی ہے جواہل حق ہو۔گمرہوں کواگر حق بات سمجھ میں آجائے تو وہ غلط نظریہ پر قائم نہیں رہتے۔ بسا اوقات وہ حق بات سمجھ بھی لیتے ہیں تو اسے قبول کرنے آمادہ نہیں ہوتے ، بلکہ غلط سلط تاویل کرتے ہیں ،جس کے سبب توفیق الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔مشہور مقولہ ہے: خودکردہ راعلاجے نیست

حضورشارح بخاری قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''وہ دیوبندی جو دیوبندی بزرگوں کی کفری عبارتوں پر مطلع نہیں۔سنی دیوبندی اختلافات کو نیاز فاتحہ تک محدود جانتے ہیں۔وہ چوں کہ کافرنہیں،اس لیےان کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔اگر چہ یہ لوگ بھی گمراہ ضرور ہیں،اس لیے یہ ہم اہل سنت کو بدعتی ،گمراہ کہتے ہیں اور جوکسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی گمراہ بدعتی کہے، وہ خود گمراہ ہے۔حدیث میں ہے:(فقد باء باحدہما) جس نے کسی کوکافر یا فاسق کہا اور وہ حقیقت میں کافر یا فاسق نہیں تو کہنے والا خود کافر یا فاسق ہے،اورایسا گمراہ جس کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہوئی ہو،اس سے نکاح صحیح ،خواہ وہ مرد ہو یا عورت ،مگر چوں کہ بد مذہب سے میل جول ، دوستی ، یارانہ جائز نہیں ،اس لیے ایسے دیوبندیوں سے بھی بیاہ شادی ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہئے ،اس لیے کہ شادی کے بعد میل جول،دوستی، یارانہ لازم ہے''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد دوم: ص 331- دائرۃ البرکات گھوسی)

عہد حاضر میں مذبذبین کی فتنہ پروری کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ منقولہ بالا عبارت کا صرف وہ حصہ نقل کرتے ہیں جس میں گمرہوں سے نکاح کے صحیح ہونے کا ذکر ہے۔ اسی سے متصل گمرہوں سے نکاح کے ناجائز ہونے کا ذکر ہے۔ اس کو ہضم کر جاتے ہیں۔ اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جو کافر نہیں، فی نفسہ اس سے نکاح صحیح ہے، لیکن دوسرے سبب کی بنیاد پر وہی نکاح ناجائز ہے، جیسا کہ اسی عبارت کے آخری حصہ میں اس کا ذکر ہے۔

باب اول میں دیوبندی کی لڑکی سے شادی کی بحث ہے۔ اسی میں مرقوم ہے۔

''چوں کہ شادی بیاہ بغیر طرفین کی باہمی رضامندی اور خصوصی اعتماد کے بعد نہیں ہوتا، نیز شادی بیاہ کے تمام رسموں میں دیوبندیوں سے اختلاط، ان کے ساتھ نشست و برخاست، ان کے ساتھ خورونوش لازمی طور پر ہوتا ہے، پھر شادی کے بعد آمد و رفت، خلط وملط باقی رہتا ہے، اس لیے کسی دیوبندی کی لڑکی سے شادی کرنا جائز نہیں کہ جو چیز حرام کی طرف مفضی ہو، وہ بھی حرام ہوتی ہے، اگرچہ اصل میں جائز ہو''۔

(فتاویٰ شارح بخاری: جلد سوم: ص 287- دائرۃ البرکات گھوسی)

اگر دیوبندی کی لڑکی دیوبندی نہ ہوتو اس سے نکاح فی نفسہ جائز ہے، لیکن چوں کہ شادی بیاہ میں لڑکی کے اہل خانہ کے ساتھ متعدد قسم کے امور سرانجام پاتے ہیں، یعنی اہل خانہ کے ساتھ خوردونوش، نشست و برخاست، پھر ان کے یہاں آنا جانا و دیگر معاملات، پس یہ نکاح حرام و ناجائز امور کا سبب بن جاتا ہے، لہٰذا سبب حرام بننے کی وجہ سے یہ نکاح بھی ناجائز ہے۔ اگر وہ لڑکی خود ہی بدمذہب ہو، لیکن کافر نہ ہوتو گرچہ نکاح فی نفسہ جائز ہوگا، لیکن اس لڑکی کے ساتھ خوردونوش، نشست و برخاست و دیگر امور سرانجام پائیں گے، اور یہ معاملات گمراہ کے ساتھ ناجائز ہیں، لہٰذا یہ نکاح بھی سبب حرام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

## گمرہوں سے نکاح جائز یا ناجائز؟

مرتد (کافر کلامی) سے نکاح بالکل منعقد نہیں ہوگا، جیسے کسی مسلمان کا نکاح ہنود ومجوس سے منعقد نہیں ہوتا ہے۔ گمراہ (غیر کافر کلامی) سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔

اگر کسی معتمد سنی عالم کی تحریر میں ہو کہ گمرہوں سے نکاح جائز ہے تو وہاں جواز کا مشہور معنی مراد نہیں ہوتا ہے۔ جواز کا مشہور معنی حلت ہے، یعنی نکاح صحیح ہے، اور گناہ نہیں۔

جواز کے متعدد معانی ہیں۔ جواز کا ایک معنی صحت مع الاثم ہے کہ وہ کام صحیح ہوگا، لیکن گناہ ہوگا۔ جواز کا ایک معنی ہے حلت، یعنی وہ کام حلال ہے، حرام یا گناہ نہیں۔

جواز کے دیگر معانی بھی ہیں جو حاشیہ: فتاویٰ رضویہ (جلد 11 ص 386-388- جامعہ نظامیہ لاہور) میں مرقوم ہیں۔ جواز کے مذکورہ دونوں معانی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) جب کہا جائے کہ گمرہوں سے نکاح جائز ہے تو یہاں صحت مع الاثم مراد ہے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن اس نکاح کے سبب گناہ ہوگا۔

(2) جب کہا جائے کہ گمرہوں سے نکاح جائز نہیں تو اس کا مفہوم ہے کہ وہ نکاح حلال نہیں، بلکہ حرام وناجائز ہے۔ نکاح کے سبب گناہ ہوگا، گرچہ نکاح منعقد ہو جائے۔

امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے رقم فرمایا: ''عرف فقہ میں جواز دو معنی پر مستعمل۔ ایک بمعنی صحت اور عقود میں یہی زیادہ متعارف۔ یہ عقد جائز ہے، یعنی صحیح مثمر ثمرات مثل افادہ ملک متعہ یا ملک یمین یا ملک منافع ہے، اگرچہ ممنوع وگناہ ہو، جیسے بیع وقت اذان جمعہ۔

دوسرے بمعنی حلت اور افعال میں یہی زیادہ مروج۔ یہ کام جائز ہے، یعنی حلال ہے، حرام نہیں، گناہ نہیں، ممانعت شرعیہ نہیں۔

بحرالرائق کتاب الطہارۃ، بیان میاہ میں ہے: (المشائخ تارة يطلقون الجواز بمعنى الحل–وتارة بمعنى الصحة–وهى لازمة للاول من غير عكس–

**والغالب ارادة الاول فی الافعال والثانی فی العقود)**

(مشائخ لفظ ''جواز'' کو کبھی حلال ہونے کے معنی میں اور کبھی صحیح ہونے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، جب کہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، بغیر عکس کے۔ غالب طور پر افعال میں حلال ہونے اور عقود میں صحیح ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ت)

اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا، درمختار میں ہے:

**(یجوز رفع الحدث بما ذکر–الخ)**

(مذکورہ چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے: الخ۔ت) اسی پر ردالمحتار میں کہا:

**(یجوز ای یصح وان لم یحل فی نحو الماء المغصوب وھو اولی من ارادة الحل وان کان الغالب ارادة الاول فی العقود و الثانی فی الافعال)**

(یجوز یعنی یصح، اگر چہ حلال نہ ہو، مثلاً غصب شدہ پانی کے ساتھ، اور یہی معنی یہاں بہتر ہے بجائے کہ حلال والا معنی مراد لیا جائے، اگر چہ صحیح غالب طور پر عقود میں اور حلال افعال میں استعمال ہوتا ہے۔ت)

درمختار کتاب الاشربہ میں ہے: **(صح بیع غیر الخمر مامر–ومفادہ صحة بیع الحشیشة والا فیون قلت وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة ھل یجوز فکتب لایجوز فیحمل علی ان مرادہ بعدم الجواز عدم الحل)**

(مذکورہ چیزوں میں سے غیر خمر کی بیع صحیح ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ حشیش اور افیون کی بیع صحیح ہے، میں کہتا ہوں کہ ابن نجیم سے حشیش کی بیع کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ جائز ہے تو انھوں نے جواب میں لکھا: لایجوز۔ ان کا مقصد عدم جواز سے عدم حل ہے۔ت)

بالجملہ جواز کے یہ دونوں اطلاق شائع وذائع ہیں اور ان کے سوا اور اطلاقات بھی ہیں جن کی تفصیل سے یہاں بحث نہیں۔

اب اس صورت خاصہ میں جواز بمعنی صحت ضرور ہے، یعنی نکاح کر دیں تو ہو جائے گا

اور حل بمعنی عدم حرمت وطی بھی حاصل، یعنی اس میں جماع زنا نہ ہوگا، وطی حرام نہ کہلائے گا۔

**وذلک کقولہ عز وجل: (و احل لکم ما وراء ذلکم) مع ان فیھن من یکرہ نکاحھن تحریمًا کالکتابیۃ کما سیأتی فعلم ان الحل بھذا المعنی لا ینافی الاثم فی الاقدام علی فعل النکاح فافھم واحفظ کیلا تزل واللّٰہ الموفق۔**

(اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد: تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں محرمات کے سوا۔ حالاں کہ غیر محرمات میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ کتابیہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا تو معلوم ہوا کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام پر گناہ کے منافی نہیں ہے، اس کو سمجھو، اور یاد رکھو، تاکہ غلط فہمی نہ ہو، اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہی ہے۔ت)

عبارات درمختار وغیرہ: **(تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اھل القبلۃ وان وقع الزاما لھم فی المباحث)**

(معتزلہ سے نکاح جائز ہے۔ ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے، اگرچہ بحث کے طور پر ان پر کفر کا الزام ثابت ہے۔ت) کے یہی معنی ہیں۔

پر ظاہر کہ نکاح عقد ہے، اور ابھی بحرالرائق وطحطاوی وردالمحتار سے گزرا کہ عقود میں غالب وشائع جواز بمعنی صحت ہے، مگر وہ عدم جواز بمعنی ممانعت واثم کے منافی نہیں۔

فتح القدیر وغنیۃ وبحرالرائق وغیرہا میں ہے: **(یراد بعدم الجواز عدم الحل — ای عدم حل ان یفعل، وھو لاینافی الصحۃ)**

(عدم جواز سے عدم حل مراد لیا جاتا ہے، یعنی اس کا کرنا حلال نہیں اور یہ صحیح کے منافی نہیں۔ت)

رہا جواز فعل بمعنی عدم ممانعت شرعیہ، یعنی بدمذہبوں سے سنیہ عورت کا نکاح کردینا روا ومباح ہو جس میں کچھ گناہ ومخالفت احکام شرع نہ ہو، یہ ہرگز نہیں۔

ارشاد مشائخ کرام: (**المناکحة بین اهل السنة و اهل الاعتزال لا تجوز**) کے یہی معنی ہیں، یعنی سنیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: ص385-389- جامعہ نظامیہ لاہور)

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص263-264-نوری دارالاشاعت بریلی شریف)

منقولہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ لفظ جواز کے متعدد معانی ہیں۔بعض مقام پر جواز سے حلت مراد ہوتا ہے کہ یہ فعل حلال ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں۔

بعض جگہ جواز سے صحت مع الاثم مراد ہوتا ہے کہ فعل صحیح ہوگا، لیکن گناہ ہوگا۔ وہاں کوئی ایسا امر موجود ہے جو گناہ کا سبب ہوتا ہے۔ احادیث مقدسہ میں گمرہوں کے ساتھ نشست و برخاست، میل جول، خوردونوش، شادی بیاہ، عیادت و تیمار داری و دیگر امور کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جب یہ امور گمرہوں کے ساتھ انجام دیئے جائیں گے تو گناہ ہوگا۔

ان امور کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے ''فتاوی الحرمین'' میں رقم فرمادی ہے۔ مرتدین کے احکام گمرہوں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

## کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض سے نکاح کا حکم

رسالہ: ''ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار'' میں نکاح کے جو احکام بیان کیے گئے ہیں، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر کلامی سے نکاح باطل ہے اور نکاح کے بعد قربت زنائے خالص ہے، جیسے مجوس و ہنود سے نکاح باطل ہے، اور بعد نکاح قربت زنائے خالص ہے۔

کافر فقہی سے نکاح سخت ناجائز و حرام و سخت گناہ ہے۔ چوں کہ فقہا اس کو کافر کہتے ہیں، پس ان کے اصول کے مطابق کافر فقہی سے نکاح بھی باطل اور بعد نکاح قربت زنائے خالص ہونا چاہئے۔ امام احمد رضا قادری نے غیر مقلدین کی قسم سوم کے بیان میں (فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص261-نوری دارالاشاعت: بریلی شریف) تفصیل رقم فرمائی ہے۔

گمراہ محض جو کافر کلامی یا کافر فقہی نہ ہو تو اس سے نکاح سخت ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔

کفائت کے مسئلہ کے سبب متعدد صورتوں میں مسلمہ عورت کا نکاح گمراہ مرد سے باطل محض اور بعد نکاح قربت، زنائے خالص ہے۔(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص262)

مسلمہ عورت کا نکاح کتابی مرد سے باطل، اور بعد نکاح قربت زنائے خالص ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص262-نوری دارالاشاعت: بریلی شریف)

مسلم مرد کا نکاح کتابیہ ذمیہ عورت سے مکروہ، اور کتابیہ حربیہ عورت سے ناجائز ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''کتابیہ سے نکاح کا جواز بمعنی عدم ممانعت وعدم گناہ صرف کتابیہ ذمیہ میں ہے جو مطیع الاسلام ہو کر دارالاسلام میں مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی ہو۔ وہ بھی خالی از کراہت نہیں، بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا:

**(الاولٰی ان لا یفعل، ولا یأکل ذبیحتھم الا للضرورۃ)**

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح بمعنی مذکور جائز نہیں، بلکہ عند التحقیق ممنوع وگناہ ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد پنجم: ص270-نوری دارالاشاعت: بریلی شریف)

بدمذہبوں سے نکاح کے بارے میں تفصیلی احکام رسالہ: ازالۃ العار میں مرقوم ہیں۔

## فقہی وعملی احکام میں فقہا کے قول پر عمل

عملی وفقہی احکام میں فقہائے کرام کے قول پر عمل کیا جائے گا۔

(1) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے کافر فقہی سے نکاح کے بارے میں فرمایا:

''دنیا کے پردے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو، اور نکاح کا جواز عدم جواز نہیں، مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہا یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلا جائز نہیں۔ خواہ مرد وہابی ہو، یا عورت وہابیہ اور مرد سنی۔

ہاں، یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی

ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے، اسے کافر نہیں کہتے ،مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔

دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے ،مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی ، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے تو یہاں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔

للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔

یہ کون سی شرع کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی ۔انصاف کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہولیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے، نہ احتمالات غیر واقعیہ کا۔ بل صرحوا ان احکام الفقة تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر ۔(بلکہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب امور بنتے ہیں، نادر امور پیش نظر نہیں ہوتے۔ت)

(فتاویٰ رضویہ: جلد یازدہم: رسالہ ازالۃ العار: ص 381-382- جامعہ نظامیہ لاہور)

منقولہ بالا عبارت سے کفار فقہی سے نکاح کا حکم معلوم ہوگیا۔ فقہی اصول کے مطابق کفار فقہی کی اقتدا میں نماز بھی باطل محض ہے، اور فقہا کے یہاں اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

(2) امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''غیر مقلدین وہابیہ پر بوجوہ کثیرہ الزام کفر ہے۔ ان میں جو منکر ضروریات دین ہیں، وہ تو بالاجماع کافر ہی ہیں، ورنہ فقہائے

کرام ان پر حکم کفر فرماتے ہیں اور ذبیحہ کا حلال ہونا، نہ ہونا حکم فقہی ہے، خصوصاً وہی احتیاط کہ مانع تکفیر ہو، یہاں ان کے ذبیحہ کے کھانے سے منع کرتی ہے کہ جمہور فقہائے کرام کے طور پر حرام ومردار کا کھانا ہوگا، لہٰذا احتراز لازم ہے: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد بستم: ص249- جامعہ نظامیہ لاہور)

(3) صحیح قول کے مطابق کافر فقہی کی اقتدا میں نماز پڑھنا بھی باطل ہے، یعنی فرضیت ادا نہیں ہوگی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، لیکن مسلمانوں کو صحیح قول پر عمل کا حکم دیا جائے گا، تاکہ ان کی نمازیں درست ہوسکیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''مبتدع کی بدعت اگر حد کفر کو پہنچی ہو، اگرچہ عند الفقہا یعنی منکر قطعیات ہو، گرچہ منکر ضروریات نہ ہو، تو صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز باطل ہے: کما فی فتح القدیر ومفتاح السعادۃ والغیاثیۃ وغیرہا: کہ وہی احتیاط جو متکلمین کو اس کی تکفیر سے باز رکھے گی، اس کے پیچھے نماز کے فساد کا حکم دے گی: **فان الصلاۃ اذا صحت من وجوہ وفسدت من وجہ حکم بفسادھا**: ورنہ مکروہ تحریمی''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد سوم: ص273- رضا اکیڈمی ممبئی)

## گمراہ داخل اسلام ہے یا خارج اسلام؟

گمراہ ایک عام لفظ ہے۔ کافر کلامی، کافر فقہی اور گمراہ محض (غیر کافر کلامی وغیر کافر فقہی) تینوں پر ہوتا ہے۔ برصغیر میں متکلمین کی اصطلاح مشہور ہے، یعنی جو بدعتی کافر کلامی نہ ہو، اس کو برصغیر میں گمراہ کہتے ہیں، لہٰذا بوقت ضرورت بیان احکام کے وقت تفصیل کرنی چاہئے کہ یہ کون سے گمراہ کا حکم ہے، گمراہ محض کا یا کافر فقہی کا۔

(1) گمراہ محض یعنی جو کافر فقہی وکافر کلامی نہ ہو، وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں، بلکہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہوتا ہے۔

(2) فقہی اصول وقوانین کے اعتبار سے کافر فقہی دائرۂ اسلام سے خارج ہے، لیکن من کل الوجوہ اسلام سے خارج نہیں۔ اسلام سے اس کا ضعیف سا تعلق رہتا ہے۔

(3) کافر کلامی من کل الوجوہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کو مومن ماننے والا کافر ہے۔

چوں کہ فقہا کے یہاں کافر فقہی دائرۂ اسلام سے خارج ہوتا ہے، لہٰذا فقہی اصول کے مطابق کافر فقہی سے نکاح بھی باطل اور بعد نکاح بھی قربت زنائے خالص کی منزل میں ہے۔ وسیع النظر فقیہ نے ایسا ہی رقم فرمایا، اور یہی فقہی اصول وقوانین کے مطابق ہے۔

گمراہ محض فقہا و متکلمین میں سے کسی کے یہاں خارج اسلام نہیں اور کافر فقہی متکلمین کے یہاں خارج اسلام نہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں ان دونوں پر مومن کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ مذکورہ دونوں جماعتوں کا اسلام سے کچھ تعلق موجود ہے، لیکن اعتقادی مفاسد کے سبب یہ دونوں جماعتیں مومن و مسلم سے ملقب ہونے کے لائق نہیں۔

## شرعی اصطلاح میں مومن سے کون مراد؟

قرآن وحدیث میں مومن سے اہل سنت و جماعت یعنی صحیح العقیدہ مومن مراد ہے۔ سنی مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ دیابنہ، قادیانیہ و دیگر ضالین و مرتدین ہمارے بھائی نہیں۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''فائدہ جلیلہ: محاورۂ قرآن وحدیث میں مومن و مسلم خاص اہل سنت کو کہتے ہیں۔ زمانہ نزولِ قرآن عظیم وارشاد حدیث کریمہ میں صرف اہل سنت و جماعت ہی تھے، اس زمانے برکت نشان میں کسی بدمذہب و مبتدع کا ہونا محال تھا کہ بدمذہبی شبہ وتاویل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما تھے۔ اگر شبہ گزرتا، حضور کشف فرماتے، شبہ والا مانتا تو سنی ہوتا، نہ مانتا تو کافر ہوجاتا۔ یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی، ولہٰذا آیہ کریمہ (و یتبع غیر سبیل المؤمنین) سے جب علما نے حجیتِ اجماع پر استدلال کیا، تصریح فرمادی

کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد اُمتِ اجابت ہیں۔ مبتدعین امت اجابت نہیں، اُمت دعوت ہیں۔ دیکھو توضیح وتلویح بحث اجماع وغیرہ۔

یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ: (انما المؤمنون اخوۃ) وغیرہا آیات واحادیث میں مومنین سے اہل سنت ہی مراد ہیں۔ انھیں کے باہم اتفاق واتحاد کا حکم ہے۔ ندوہ خذلہا اللہ تعالیٰ کی تعمیم اور تمام گمراہوں، بدمذہبوں سے اتحاد وداد کی تعلیم، سب بے دینوں کی تکریم وتعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بددینی اور ضلالت ہے: والعیاذ باللہ تعالیٰ: ۱۲ منہ''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ہم: ص453-454- جامعہ نظامیہ لاہور)

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب ہشتم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## تبلیغی جماعت میں شرکت کا حکم

بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے۔ تبلیغی جماعت میں کرتا دھرتا لوگ دیوبندی ہیں۔ دوسرے مذہب کے لوگ نادانستگی میں نماز اور کلمہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس میں شریک ہوجاتے ہیں، پس ایسے لوگوں کو علیحدہ کر کے اس جماعت کا حکم دیوبندیوں کا ہے''۔ (فتاویٰ بحر العلوم: جلد چہارم: ص210-شبیر برادرز لاہور)

تبلیغی جماعت نئے لوگوں کے سامنے اپنے عقائد ظاہر نہیں کرتی۔ وہ لوگ عوام کو محض کلمہ، نماز اور اعمال صالحہ کی دعوت دیتے ہیں اور لوگوں کو اپنے تبلیغی دوروں میں بھی لے جاتے ہیں۔ اگر سنی جماعت کے عوام لاعلمی کے سبب تبلیغی جماعت کو مسلمانوں کی اصلاح کرنے والی جماعت سمجھ کر ان کے وعظ و درس میں شریک ہوگئے، یا ان کے تبلیغی دورے میں گئے تو لاعلمی کے سبب ان پر شرعی حکم وارد نہیں ہوگا۔ لاعلمی کے سبب معذور ہوں گے۔

اگر کوئی سنی مسلمان جانتا ہے کہ یہ لوگ بدمذہب ہیں، اس کے باوجود ان کے ساتھ راہ ورسم رکھتا ہے۔ نشست و برخاست اور میل جول رکھتا ہے تو یہ فسق و گناہ ہے۔

اگر کوئی شخص سنی صحیح العقیدہ تھا، پھر تبلیغیوں کی صحبت میں رہ کر معمولات اہل سنت و جماعت یعنی فاتحہ، مولود شریف، عرس وغیرہ کو ناجائز و بدعت کہنے لگا تو وہ گمراہ اور اہل سنت سے خارج ہے۔ معمولات اہل سنت و جماعت کو بدعت کہنا وہابیہ اور دیابنہ کا شعار ہے۔ کلمہ گو بدمذہب جماعتوں کا شعار اختیار کرنا ضلالت و گمرہی ہے، لہٰذا ایسا شخص گمراہ ہے۔

(1)امام اہل سنت قدس سرہ نے رقم فرمایا:''اس قوم کومحبوب ومرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے۔یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو، بدعت اور کفّار کے ساتھ معاذ اللہ کفر۔حدیث:( **من تشبه بقوم فهو منهم**)حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلدنہم: جزاول:ص90-رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالاعبارت میں مبتدع سے گمراہ ومرتد دونوں مراد ہیں اور کفار سے کفار اصلی یعنی مجوس وہنود اور یہود ونصاریٰ وغیرہ مراد ہیں۔اس فتویٰ میں شعار کی تفصیلی بحث ہے۔ کسی قوم کے شعار کو اختیار کرنے کے سبب اس سے مشابہت ہوتی ہے۔اپنے قصد واختیار سے کسی بدعتی قوم کے شعار کو اختیار کرنا بدعت وضلالت ہے۔شعار کفر اختیار کرنا کفر ہے۔

(2)امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:''فاتحہ کو بدعت کہنا،زیارات مزارات طاہرہ کو قبر پرستی بتانا،نیاز حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نام کی پوجا کہنا،تعظیم آثار شریفہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضور کی اطاعت نہ ماننا یہ سب شعار وہابیت ہیں،اور وہابیہ گمراہ،بددین،بلکہ کفار ومرتدین ہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص185-رضا اکیڈمی ممبئی)

(3)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو یاغوث کہنا حرام کہتا ہے۔میلاد شریف کے قصائد خوانی کو ناجائز کہتا ہے۔اولیاء اللہ کی فاتحہ خوانی جیسے گیارہویں شریف وغیرہ کو ناجائز کہتا ہے۔

امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے جواب میں فرمایا:''ایسے اقوال کا قائل نہیں ہوتا، مگر وہابی۔مسلمانوں کو اس کے وعظ میں جانا جائز نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم:ص154-رضا اکیڈمی ممبئی)

(4)امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رقم فرمایا:''نیاز نذر کرنا جائز ہے،اور

اولیا سے طلب دعا مستحب ہے،اور یہاں ان مسائل میں کلام کرنے والے نہیں،مگر وہابی، اور وہابی مرتد ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے گنگا پرشاد کے پیچھے: واللہ تعالیٰ اعلم''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص170 - رضا اکیڈمی ممبئی)

منقولہ بالا عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ اپنے قصد و اختیار سے کسی بد مذہب کلمہ گو جماعت کے شعار کو اختیار کرنے پر اسی جماعت میں شمار ہوگا۔

(3) مسئلہ: ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ میلاد شریف کی مجلس کے حاضر نہ ہونے والے کے پیچھے اور قیام سے کراہت کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

**الجواب:** مجلس مبارک کی عدم حاضری اور قیام سے کراہت اگر بر بنائے وہابیت نہ ہو ،مثلاً اس وقت حاضری کی فرصت نہیں، کسی امر اہم میں مصروف ہے، یا وہاں پڑھنے والا روایات بے اصل یا نظم ونثر خلافِ شرع پڑھے گا، یا صاحب مکان سے دینی یا دنیوی مخالفت ہے، جس کا الزام شرعاً اسی صاحب مکان پر ہے، وغیر ذلک من الموانع (ان کے علاوہ دیگر موانع سے۔ت) اور قیام سے کراہت صرف اس مسئلے میں خطا کے باعث ہے، نہ اصولِ وہابیت مان کر، تو ان صورتوں میں اُس کے پیچھے نماز درست بلا کراہت ہے، مگر ان بلاد میں صورت انکار و کراہت بے ضلال اصول وہابیت نہیں پائی جاتی۔ مجلس مبارک ومقدس سے یہاں وہی منکر ہیں جو وہابی گمراہ خاسر ہیں اور وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز و گناہ۔ کما حققناہ فی عدۃ مواضع من فتاوٰنا ورسالتنا النھی الاکید وغیرھا (ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاوٰی میں متعدد مقامات پر اپنے رسالے النہی الاکید وغیرہ میں خوب کی ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ: جلد ششم: ص502 - جامعہ نظامیہ لاہور)

بد مذہبوں کی تقلید میں شعار بد مذہبیت اختیار کرنا ضلالت و بدعت ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# باب نہم

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## غزالی دوراں علامہ کاظمی اور تکفیر دیابنہ

بعض لوگ غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی (1913-1986) کی ایک عبارت کا غلط مفہوم بیان کرتے ہیں، حالاں کہ اسی مقام پر تفصیل مرقوم ہے۔

آپ نے رقم فرمایا کہ اہل سنت وجماعت ہر دیوبندی وندوی وغیرہ کی تکفیر نہیں کرتے، بلکہ ہم صرف اس کی تکفیر کرتے ہیں جو التزام کفر کرلے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے۔

واضح رہے کہ کافر کلامی کے کفریہ عقائد اور اس پر عائد شدہ حکم کفر کا یقینی علم ہونے کے بعد بھی اس کو مومن ماننا التزام کفر ہے۔ کافر کلامی کو مومن ماننا کفر التزامی ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز باب تکفیر میں متکلمین کے مذہب پر ہیں ۔اس سبب سے ان کے متبعین نے بھی باب تکفیر میں متکلمین کا مذہب اختیار کیا ہے۔

متکلمین صرف التزام کفر کے وقت مجرم کو کافر قرار دیتے ہیں، جب کہ بہت سے فقہائے کرام لزوم کفر کی صورت میں بھی مجرم کو کافر قرار دیتے ہیں۔

ماضی قریب میں ندویت کے نام سے ایک نیا مذہب جنم لیا ہے۔ اہل ندوہ کسی کی تکفیر ہی نہیں کرتے۔ خواہ لزوم کفر کی صورت ہو، یا التزام کفر کی۔ یہ ایک باطل مذہب ہے۔

عہد حاضر کا فرقہ بجنوریہ دیوبندی نظریات کا مقلد وپیروکار ہے۔ یہ لوگ قادیانی کو بڑے شوق سے کافر کہتے ہیں، کیوں کہ دیوبندیوں نے اسے کافر کہا ہے، لیکن مسلک دیوبند کے اشخاص اربعہ کی تکفیر نہیں کرتے، کیوں کہ دیوبندیوں نے عناصر اربعہ کی تکفیر نہیں کی ہے ۔فرقہ بجنوریہ باب تکفیر میں دیوبندیوں کے مذہب پر ہے۔

علامہ کاظمی قدس سرہ العزیز کی عبارت کا بعض حصہ نقل کر کے لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔فرقہ بجنوریہ اس کوشش میں ہے کہ کسی طرح اہل سنت و جماعت کے لوگ دیوبندیوں کو مسلمان تسلیم کرلیں،تاکہ دیوبندیوں کے ساتھ میل جول کی راہ ہموار ہو سکے۔

حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب میں ''الحق المبین''میں بہت سے سوالوں کے جوابات رقم فرمائے ہیں۔بعض مقام سے چند جملے نقل کر کے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔''الحق المبین'' کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہے۔

(1) حضرت علامہ سید شاہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا:

''ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تأمل نہیں کریں گے،خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی ،لیگی ہو یا کانگریسی ،نیچری ہو یا ندوی۔اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہوگئی،یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے۔

ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنیاد پر ہر ساکن دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے ،چہ جائے کہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنو والے کو کافر نہیں کہتے۔

ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ،اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومحبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں،اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی،نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں،اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن،اہل حق،اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں،اور بس۔

ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے، نہ بریلی کا، نہ لیگی، نہ ندوی۔ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں''۔

(الحق المبین:ص25-26-نعمان اکیڈمی خانیوال)

منقولہ بالا عبارت میں صرف دو قسم کے لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے کہ ہم صرف دو قسم کے لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ایک وہ لوگ جنہوں نے کفر کا التزام کیا، دوسرے وہ لوگ جو التزام کفر کرنے والوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ ہو کر بھی ان کو مومن جانتے ہیں۔

کفر کلامی کی تاویل کفر ہے۔جو لوگ مسلک دیوبند کے اشخاص اربعہ کے کفریات کلامیہ کی تاویل کرتے ہیں، اور ان کو مومن مانتے ہیں، وہ کافر کلامی ہیں۔اسی طرح جو شخص عناصر اربعہ کے کفریہ عقائد اور ان پر عائد کردہ حکم کفر سے واقف ہو کر عناصر اربعہ کو مومن مانتا ہے تو وہ کافر ہے۔دوسروں کی خیر خواہی میں اپنی آخرت تباہ کرنا عقل مندی نہیں۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ ایسے لوگ قلیل اور محدود ہیں۔اس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ صرف چند لوگ پر حکم وارد ہوگا، باقی لوگوں پر وارد نہیں ہوگا۔

اب بجنوری لوگ یہی بتا دیں کہ وہ چند لوگ کون ہیں جن پر حکم کفر عائد ہوگا۔جب حضرت علامہ کاظمی قدس سرہ العزیز نے صراحت فرما دی کہ ہم دو قسم کے لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ایک قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے التزام کفر کیا ہے۔دوسرے وہ لوگ ہیں جو التزام کفر کرنے والوں کے کفریہ عقائد اور ان پر عائد شدہ حکم کفر سے واقف ہو کر بھی ان کو مومن مانتے ہیں تو اس اصول سے واضح ہو گیا کہ کس کی تکفیر کرنی ہے اور کس کی نہیں کرنی ہے۔

التزام کفر کرنے والوں کی تعداد لامحالہ بہت کم ہے، لیکن دوسری قسم کے لوگوں کی تعداد محدود نہیں ہے، بلکہ بہت سے دیوبندی عوام بھی اشخاص اربعہ کے کفریہ عقائد اور ان

پر وارد شدہ حکم کفر سے واقف وآشنا ہیں۔ بے شمار لوگوں کو یقینی اطلاع بھی ہے۔کم از کم اکثر دیوبندی مولویوں کو یقینی اطلاع ضرور ہے۔ ایسی صورت میں علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارت کا مفہوم کیا ہے۔ یہاں پر قلیل ومحدود کا معنی کیا ہے۔

## قلیل اور محدود کا مفہوم

درحقیقت قلیل ومحدود کا لفظ فریق مقابل کی نسبت سے استعمال کیا گیا ہے۔فریق مقابل یعنی اہل سنت وجماعت کثیر التعداد اور بے شمار ہیں۔لوگ برصغیر میں دیوبندیوں کی تعداد دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بہت زیادہ ہیں، حالاں کہ ایسا نہیں۔اہل سنت وجماعت ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں اور چار بڑے طبقات، حنفی ومالکی، شافعی وحنبلی میں منقسم ہیں۔ جب کہ دیابنہ صرف برصغیر میں ہیں۔ دیگر ممالک میں دیوبندی مذہب کے ماننے والے لوگ موجود نہیں، اسی لیے دیابنہ بیرون ممالک میں خود کو اہل سنت کہتے ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (1340-1272) رقمطراز ہیں:

''اس دلیل اعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ ورسول جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے۔ ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے۔عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں، ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہٰذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو، وہ حق ہے، اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت میں تو کوئی بد مذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگر چہ پیدا ہوئے، مگر دنیا بھر کے سب بد مذہب ملا کر کبھی اہل سنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے''۔

(فتاوی رضویہ جلد یازدہم: ص 57-56- رضا اکیڈمی ممبئی)

جب تمام بد مذہب فرقے مل کر بھی اہل سنت وجماعت کی تعداد کو نہیں پہنچ سکے تو صرف دیوبندی فرقہ کے لوگ اہل سنت کے برابر یا ان سے زائد کیسے ہو سکتے ہیں؟

ایسی صورت میں ہر بد مذہب فرقہ، اہل سنت و جماعت کے بالمقابل قلیل اور محدود ہوگا۔ برصغیر میں بھی ہماری کثرت ہے، گرچہ باہمی تنازع کے سبب ہم مختلف خانوں میں منقسم ہیں اور ہماری کثرت تعداد محسوس نہیں ہوتی۔ اسی افراتفری کا فائدہ فرقہ بجنوریہ اور فرقہ منہاجیہ کو مل رہا ہے۔ وہ بے لگام ہو کر ندویت کے فروغ میں مشغول ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ندویت کے فروغ پر بھی بند باندھیں گے، اور باہمی اتحاد کی بھی کوشش کریں گے۔

(2) علامہ کاظمی قدس سرہ نے رقم فرمایا: ''کفر و اسلام میں امتیاز کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ آپ کسی کافر کو عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب ان کا کفر سامنے آجائے تو بر بنائے کفر اسے کافر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے''۔ (الحق المبین: ص 50- نعمان اکیڈمی خانیوال)

منقولہ بالا عبارت سے واضح ہو گیا کہ منہاجی و بجنوری محققین میں سے جن کو اشخاص اربعہ کے کفریہ عقائد کا یقینی علم ہے، اور ان پر نافذ کردہ حکم کفر سے بھی وہ یقینی طور پر مطلع ہیں، وہ اشخاص اربعہ کو کافر نہ مانیں تو یقیناً ان پر حکم کفر عائد ہوگا۔

کفر کلامی کی تاویل بھی کفر ہے۔ بجنوری محققین اسی بلا میں مبتلا ہیں۔ خود بھی مبتلائے ضلالت ہوئے، اور دوسروں کی ضلالت و گمرہی کا سبب بھی بن گئے۔

جن کی تقدیر میں کفر و ضلالت ہے، ہماری تحریر سے ضرور ان کو اذیت محسوس ہوگی، لیکن ہم تو دین مصطفوی کے احکام کی توضیحات رقم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے ان تحریروں کے ذریعہ ہدایت عطا فرمانا چاہے، یہ تحریریں انہیں حضرات کے لیے رقم کی جارہی ہیں۔

(3) حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا: ''احکام شرع ہمیشہ ظاہر پر مرتب ہوتے ہیں، اس لیے جب کسی شخص نے معاذ اللہ اعلانیہ التزام کفر کر لیا تو وہ حکم شرعی کی رو سے قطعاً کافر ہے، تاوقتے کہ توبہ نہ کرے۔ اگر کوئی مسلمان ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتا تو کفر و اسلام میں امتیاز نہیں کرتا، اور ظاہر ہے کہ کفر و اسلام کو معاذ اللہ یکساں سمجھنا کفر

قطعی ہے،لہٰذا کافر کو کافر نہ ماننے والا یقیناً کافر ہے۔

اور اگر بفرض محال ہم یہ تسلیم کرلیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے والوں کو کافر نہ کہنا چاہئے ،اس لیے کہ شاید انہوں نے توبہ کرلی ہو، اور خاتمہ بالخیر ہوگیا ہوگیا ہوتو اسی دلیل سے مرزائیوں کو کافر کہنے سے بھی ہمیں زبان روکنی پڑے گی، کیوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین سب کے حق میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ شاید ان کا خاتمہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان پر مقدر فرمادیا ہوتو ہم انہیں کس طرح کافر کہیں،لیکن ظاہر ہے کہ مرزائیوں کے بارے میں یہ احتمال کارآمد نہیں تو گستاخان نبوت کے حق میں کیوں کر مفید ہوسکتا ہے''۔(الحق المبین :ص 51-نعمان اکیڈمی خانیوال)

جو طریقہ دیوبندیوں کا ہے ،اسی طریقے پر فرقہ بجنوریہ بھی ہے۔فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بجنوریہ قادیانی کی تکفیر کرتے ہیں،لیکن اشخاص اربعہ کے کفر کی تاویل کرتے ہیں۔

(4) حضرت علامہ کاظمی قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:''بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ توہین آمیز عبارات پر تو سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں، اور بسا اوقات مجبور ہوکر اقرار کرلیتے ہیں کہ واقعی ان عبارات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے،لیکن جب ان عبارات کے قائلین کا سوال سامنے آتا ہے تو ساکت اور متأمل ہوجاتے ہیں ، اور اپنی استادی شاگردی، پیری مریدی یا رشتہ داری ودیگر تعلقات دنیوی خصوصاً کاروباری وتجارتی نفع ونقصان کے پیش نظر ان کو چھوڑنا،ان کے کفر کا اقرار کرنا ہرگز گوارا نہیں کرتے''۔

(الحق المبین :ص 51-نعمان اکیڈمی خانیوال)

(5) حضرت علامہ کاظمی نے رقم فرمایا:''اس بحث میں ہمارے مخالفین (علمائے دیوبند) کا ایک آخری سہارا یہ ہے کہ بہت سے اکابر علمائے کرام ومشائخ عظام نے علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ،جیسے سند المحدثین حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رام پوری

رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔اسی طرح بعض دیگر اکابر امت کی کوئی تحریر ثبوت تکفیر میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ تکفیر نہ کرنے والے حضرات میں بعض حضرات تو وہ ہیں جن کے زمانے میں علمائے دیوبند کی عبارات کفریہ (جن میں التزام کفر متیقن ہو) موجود ہی نہ تھیں، جیسے مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ایسی صورت میں تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اور بعض وہ حضرات ہیں جن کے زمانے میں اگرچہ وہ عبارات شائع ہو چکی تھیں، مگر ان کی نظر سے نہیں گزریں، اس لیے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی۔

ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علمائے دیوبند کی عبارات متنازعہ فیہا پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کو صحیح قرار دیا، یا تکفیر سے سکوت فرمایا۔علاوہ ازیں یہ کہ جن اکابر امت مسلم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے، ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو، اور منقول نہ ہوئی ہو، کیوں کہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے، لہٰذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا: وللہ الحمد''۔(الحق المبین: ص50-نعمان اکیڈمی خانیوال)

بجنوری محققین بھی سوال اٹھاتے رہتے ہیں کہ فلاں عالم اہل سنت وفلاں شیخ طریقت نے عناصر اربعہ کی تکفیر نہیں کی۔حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس سوال کا جواب بھی رقم فرما دیا ہے۔بعض احباب نے بجنوری محققین کی ٹیم کو ''انجمن تحفظ عناصر اربعہ'' کا لقب بھی دیا ہے۔یہ عہد حاضر کا زبردست فتنہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

# خاتمہ

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین

## ارباب ضلالت کا دستور قدیم

(1) گمراہ گروں کا یہ قدیم اور مشہور طرز عمل ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے غلط معانی بتاتے ہیں اور اسلاف کرام کی کتابوں میں تحریف کرتے ہیں، بلکہ خود سے کتابیں بھی گڑھ لیتے ہیں۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے تھانوی کو رسالہ ''ابحاث اخیرہ'' (۱۳۲۸ھ) رقم فرما کر بھیجا تھا، اس میں چھ کتابوں کے نام درج ہیں، جو دیوبندیوں نے گڑھ لی تھیں۔

دیوبندیوں نے ان فرضی کتابوں کی عبارتیں بھی گڑھ لی تھیں۔ مطابع بھی گڑھ لیے، اور ان فرضی کتابوں کی جھوٹی نسبت اکابرین علما ومشائخ کی جانب کردیں۔

کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

(1) ہدایۃ البریہ (2) تحفۃ المقلدین (3) ہدایۃ الاسلام

(4) خزینۃ الاولیا (5) ملفوظات (6) مرأۃ الحقیقۃ

(2) اسی طرح بدمذہبوں اور گمراہ گروں کی یہ قدیم روش ہے کہ علمائے متقدمین کے تسامحات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، حالاں کہ وہ تسامحات مذہب نہیں۔ اگر خود قائلین کی توجہ اس تسامح کی جانب ہوتی تو ضرور اس کی تصحیح فرماتے۔

اسماعیل دہلوی کے انکار شفاعت کی تائید میں دہلوی کے ایک طرفدار نے ایک رسالہ: ''تنبیہ الغافلین'' لکھا۔ اس میں دہلوی کی تائید میں امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ کی ایک عبارت شفاعت سے متعلق نقل کی، جو عبارت بظاہر قابل اعتراض تھی، لیکن امام قسطلانی کی دوسری عبارتوں سے اس کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ بعض علمائے کرام نے امام قسطلانی کی اس

عبارت پر تنقید کی ہے، اور بعض علما نے تاویل بھی کی ہے۔ حضرت علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز نے مؤلف تنبیہ الغافلین کو اس عبارت کی نقل پر تنبیہ کرتے ہوئے رقم فرمایا:

''اس عبارت کو نقل کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ کا مدار صرف غلطی اور مغالطے پر ہے۔ جس کتاب میں جو عبارت مجمل ہو، اس پر معاصرین ومتاخرین نے کلام کیا ہو، یا عبارت میں شبہہ ہو کہ اس کی مراد کیا ہے، اور اس کتاب میں دوسری جگہ مصنف کی مراد واضح ہو رہی ہو، مگر اس کے باوجود ایسی مجمل اور مشتبہ عبارتوں کو اپنے مطلب کی سند میں لانا اور دوسری طرف سے آنکھیں بند کر لینا اسماعیلیہ کے لیے فرض عین ہے''۔

(فوز المومنین بشفاعۃ الشافعین: ص 77- تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

اس کے بعد حضرت علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان نے امام قسطلانی کی اس عبارت پر علامہ خفاجی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، علامہ ابو ہاشم مکی اور علامہ علی شرباسی کی تنقیدوں اور تعاقبات کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا: ''دیکھو، مواہب کی جس عبارت کو صاحب تنبیہ الغافلین اپنی دلیل میں لے کر آئے، اس پر علما نے کلام کیا ہے''۔

(فوز المومنین بشفاعۃ الشافعین: ص 81- تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

اس کے بعد علامہ بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مواہب لدنیہ سے شفاعت سے متعلق متعدد عبارتیں نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

''دیکھو کہ صاحب مواہب نے شفاعت کی کیسی صاف صاف تحقیق مذہب اہل سنت کے مطابق کی ہے، اور ان کی ایک عبارت میں جو شبہہ پیدا ہو رہا تھا، وہ اس عبارت سے زائل ہو گیا۔ صاحب تنبیہ الغافلین کی بد دیانتی دیکھئے کہ صاحب مواہب کے ایسے صاف اور صریح کلام سے آنکھیں بند کر لیں، اور جو عبارت مشتبہ اور مشکل تھی، اس پر قناعت کی، مگر لطف یہ کہ اگر چہ اس عبارت میں اشتباہ ہے، مگر پھر بھی تقویت الایمان کے بیان کے موافق

نہیں ہے، یا چوں کہ اس عبارت کا ظاہر حدیث کے مخالف اور جماعت اہل سنت کے بیان کے خلاف ہے، لہٰذا اسماعیلیہ کا اس کو پسند کرنا ضروری ہوگیا، کیوں کہ حدیث کی مخالفت اور جماعت اہل سنت کا خلاف ان کے دین کا رکن رکین ہے''۔

(فوز المومنین بشفاعۃ الشافعین: ص86-87-تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز کی تحریر میں فرقہ اسماعیلیہ سے مراد اسماعیل دہلوی کے پیروکار و متبعین ہیں۔فرقہ بجنوریہ بھی بالواسطہ اسماعیل دہلوی کا پیروکار ہے۔خود خلیل بجنوری بظاہر سنی بنتا تھا اور حقیقت میں دیوبندی تھا، جیسا کہ حضور شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحقیق فرمائی ہے۔علامہ بدایونی قدس سرہ العزیز نے جو کچھ فرقہ اسماعیلیہ کے بارے میں تحریر فرمایا، آج وہی حال فرقہ بجنوریہ کا ہے۔یہ لوگ علمائے اہل سنت و جماعت کی وہ عبارتیں تلاش کرتے پھرتے ہیں، جن کے ذریعہ قوم کو گمرہی کی راہ پر ڈال سکیں۔

مذکورہ بالا تینوں اقتباس پر غور کریں اور فرقہ بجنوریہ کے احوال پر غور کریں۔فرقہ اسماعیلیہ اور فرقہ بجنوریہ میں بالکل یکسانیت ہے، کچھ بھی فرق نہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''وہابیوں، بلکہ سب گمرہوں کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔جہاں کسی کا کوئی لفظ شاذ مہجور پکڑ لیا، خوش ہو گئے اور اس کے مقابل تصریحات قاہرہ سلف وخلف، بلکہ ارشادات صریحہ قرآن وحدیث کو بالائے طاق رکھ دیا، مگر اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ شاہراہ ہدایت اتباع جمہور ہے۔جس سے سہوا خطا ہوئی، اگرچہ معذور ہے، مگر اس کا وہ قول متروک ومہجور ہے''۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد29: ص172-173-جامعہ نظامیہ لاہور)

رسالہ حاضرہ کا مسودہ ہمارے رسالہ: جدید اعتقادی مغالطے کے ساتھ 11: صفر المظفر 1444 مطابق 09: ستمبر 2022 = بروز: جمعہ مبارکہ کو نشر کیا گیا تھا: اللہم تقبل منی: آمین

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم :: والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم :: وآلہ العظیم

## مؤلف کے فقہی وکلامی رسائل وکتب

(1) البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ (بارہ رسائل)
(2) مسئلہ تکفیر کس کے لیے تحقیقی ہے؟ (خلیل بجنوری کے نظریات کا رد)
(3) ضروریات دین کی تعریفات (ضروریات دین کی تعریفات کا تجزیہ)
(4) فرقہ وہابیہ: اقسام واحکام (مرتد فرقوں کے چار طبقات واحکام کا بیان)
(5) تحقیقات وتنقیدات (لفظ خطا سے متعلق مضامین کا مجموعہ)
(6) اعلامیہ (1443-2021) (امت مسلمہ کے نام ہدایت نامہ)
(7) معبودان کفار اور شرعی احکام (معبودان کفار کی مدح سرائی کے احکام)
(8) مناظراتی مباحث اور عقائد ونظریات (اہل قبلہ کی تکفیر پر تبصرہ)
(9) تاویلات اقوال کلامیہ (کلامی اقوال کی توضیح وتشریح)
(10) معروضات وتأثرات (رسالہ: ''اہل قبلہ کی تکفیر'' پر معروضات)
(11) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر اول)
(12) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر دوم)
(13) ضروریات دین اور عہد حاضر کے منکرین (دفتر سوم)
(14) روشن مستقبل کے سنہرے خاکے (دین ومسلک کے فروغ کی تدابیر)
(15) تصاویر حیوانات: اقسام واحکام (کس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے؟)
(16) عرفانی نظریات کے حساس مقامات (عرفان مذہب ومسلک پر تبصرہ)
(17) ہندو دھرم اور پیغمبر واوتار (مکتوب مظہری کی توضیح وتشریح)
(18) ظلم وستم اور حفاظتی تدابیر (بد مذہبوں سے میل جول کے احکام)
(19) تکفیر دہلوی اور علمائے اہل سنت وجماعت (دہلوی کی تکفیر فقہی کا بیان)
(20) حوالہ دکھاؤ! ایک لاکھ انعام پاؤ! (تکفیر دہلوی سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ)

(21) وہابیوں کی سیاسی بازی گری (وہابیوں اور دیوبندیوں کی سیاسی تاریخ)
(22) گمراہ محض کا ذبیحہ حلال (بدمذہبوں کے ذبیحہ کے احکام)
(23) وہابیوں سے نکاح ونکاح خوانی (وہابیوں سے نکاح کرنے، وہابیوں سے نکاح پڑھوانے اور وہابیوں ودیوبندیوں کو زکات دینے کے شرعی احکام کا بیان)
(24) باب اعتقادیات کے جدید مغالطے (مسئلہ تکفیر سے متعلق جدید مغالطے)
(25) کفر کلامی اور عدم فہم (ایک وائرل ویڈیو کے مشمولات پر تبصرہ)
(26) جدید عقائد ونظریات (قادیانیوں ودیوبندیوں سے متعلق غلط نظریات کا رد)
(27) حق پرستی اور نفس پرستی (غلط اقوال کی باطل تاویلات کا ردوابطال)
(28) جدید اعتقادی مغالطے (باب اعتقادیات کے جدید مغالطّوں کے جوابات)
(29) علامہ عبدالباری فرنگی محلی کی توبہ (اختلاف، توبہ اور چار توبہ نامہ کا تذکرہ)
(30) بدمذہبوں سے میل جول (بدمذہبوں سے ربط وتعلق وسیاسی اتحاد کے احکام)
(31) کفریہ عبارتوں کی خبر اور عدم تکفیر (قادیانی وعناصر اربعہ کی عبارتوں کی خبر وعدم تکفیر)
(32) سید احمد رائے بریلوی کا شرعی حکم (رائے بریلوی کی تکفیر فقہی کی بحث: مسودہ)
(33) سکوت دہلوی کا خیالی دعویٰ (اسماعیل دہلوی کے فرضی سکوت کا ردوابطال)
(34) تکفیر فقہی میں من شک کا استعمال (تکفیر فقہی میں من شک کے استعمال کے شواہد)
(35) حقانیت کی نشانیاں (اہل سنت وجماعت کی حقانیت کی علامتیں اور نشانیاں)
(36) الاضافات الجیدۃ علی الصوارم الہندیہ (حسام الحرمین کی جدید تصدیقات)
(37) ضروریات اہل سنت اور فقہائے احناف (انکار پر تکفیر فقہی کا حکم)
(38) قطعیات اربعہ اور ظنیات (قطعیات وظنیات اور اجماعی عقائد کی تشریح)
(39) کفر کلامی اور کفر فقہی (کفر کے اقسام واحکام کا تفصیلی بیان)
(40) عبارات شارح بخاری (فتاویٰ ومقالات کی عبارتوں کی تشریحات)

## متفرق کتب ورسائل

(1) آزاد بھارت کی سیاسی تاریخ (بھارت کی مرکزی حکومتوں کی مختصر تاریخ)
(2) دیوان لوح وقلم (دفتر اول) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین)
(3) دیوان لوح وقلم (دفتر دوم) (مذہبی وغیر مذہبی مضامین)
(4) تعلیمی مسائل (دینی وعصری تعلیم سے متعلق مضامین)
(5) قومی مسائل (بھارتی مسلمانوں کے ملی وسیاسی مسائل)
(6) مصباح المصابیح فی احکام التراویح (بیس رکعت تراویح کے دلائل)
(7) عمان اعلامیہ حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کے نظریات کا رد وابطال)
(8) اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموت (ایصال ثواب کے جواز کی بحث)
(9) شب میلاد کی افضلیت (شب ولادت اقدس کی افضلیت کی بحث)
(10) امواج البحر علیٰ اصحاب الصدر (غیر مقلدوں کے چند فقہی مسائل کا رد)
(11) البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ)
(12) قانون شریعت شافعی (فقہ شافعی کے روزہ، نماز، حج وزکات کے مسائل)
(13) تاریخ آمد رسول (تاریخ ولادت اقدس کا تعین اور جواز میلاد کی بحث)
(14) امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون (پانچ سو باسٹھ علوم وفنون کی تفصیل)
(15) السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الیٰ قرب القیامہ (اہل سنت کی حقانیت کی علامات)
(16) جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (رویت ہلال واقتدا وغیرہ کے مسائل)
(17) تصانیف مجدد اسلام (امام اہل سنت کے سات سو چار رسائل کی فہرست)
(18) تجدید دین ومجددین (تجدید دین کی تشریح وتوضیح اور مجددین کی فہرست)
(19) عشق نبوی کے آداب ووسائل (عشق نبوی کے آداب واسباب کا بیان)
(20) سراج ملت: حیات وخدمات (حضرت سید سراج اظہر قدس سرہ کے حالات)

(یہ ان کتابوں کی فہرست ہے جن کی پی ڈی ایف فائل دستیاب ہے)

اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی
(نوپسیا: کلکتہ)